# کرم کی برسات

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر خالد عاربی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ڈاکٹر خالد عاربی


رہائش؛ ڈنگہ ضلع گجرات تحصیل کھاریاں

فون ؛ 03008612248 / 03316260480

میل ایڈریس ؛ ift1167@gmail.com



نام کتاب؛ کرم کی برسات

سنہ تحریر؛ اگست 2007ء

مطبع؛ گنج شکر پرنٹرز لاہور

کمپوزر؛ قاری مصطفیٰ

ڈیزائنر؛ افتخار احمد افتخار

اہتمام؛ کتاب وسنت ڈاٹ کام kitabosunnat.com

مطالعہ کے لیے؛ https://kitabosunnat.com


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com


# کرم کی برسات

## مشاہدات و تاثرات ، سفر حجاز

لَبَّیک اللّٰھُمَّ لَبَّیک لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیک
اِنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَۃَ لَک وَلمُلک لَا شَرِیکَ لَک

ڈاکٹر خالد عاربی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حسن ترتیب


بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .......2

پہلی بات .......20

تذکرہ محبوب .......22

روایت حج وعمرہ .......22

روداد عمرہ جات .......24

عمرۃ القضا .......29

عمرہ جعرانہ .......32

حجۃ الوداع .......34

اعلانِ حج .......35

ذوالحلیفہ میں .......35

نعرہ توحید .......37


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




تعجب ہے! .......39

حجۃ البلاغ .......40

مقام عرج .......41

سرف میں .......42

مکہ میں داخلہ اور عمرہ کی ادائیگی .......43

صفا و مروہ کی سعی .......45

سیّدنا سراقہ بن جعشم کا سوال .......47

مناسک حج .......48

یوم عرفہ .......48

۱۰ ذوالحجہ، قربانی کا دن .......54

قربانی .......56

ایام تشریک .......57

تعلیم جاری ہے .......58


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| واپسی | .......61 |
| خدیرخم پر | .......63 |
| تقاریر پیغمبر | .......65 |
| خطبہ حجۃ الوداع | .......66 |
| ٹائم ٹیبل | .......68 |
| مقدر کا سکندر | .......70 |
| کفن ہی کفن | .......72 |
| نعرہ شوق | .......73 |
| باب مکہ | .......75 |
| وہ پِنڈ | .......77 |
| وہ لمحہ شوق | .......79 |
| طواف کوئے جاناں | .......79 |
| عجیب منظر | .......81 |

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




زم زم .......82

صفا و مروہ کی سعی .......83

پہاڑی کا وعظ .......84

میلین اخضرین .......85

سات چکر .......86

اذانِ حرم .......87

وہ کالا پتھر .......88

مقام ابراہیم .......90

باپ بیٹا .......91

حضرت ابراہیم علیہ السلام .......91

حضرت اسماعیل علیہ السلام .......93

مساواتِ محمدی .......94

نماز فجر .......95


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| حسن تعمیر | .......96 |
| مرکز عقیدت، کعبہ مکرمہ | .......97 |
| حجر اسود کی تنصیب کا جھگڑا | .......99 |
| ارکان کعبہ شریف | .......100 |
| حطیم | .......101 |
| ملتزم اور میزاب رحمت | .......102 |
| غلاف کعبہ | .......103 |
| بازار میں | .......104 |
| دوسرا عمرہ | .......105 |
| اہم ترین دن | .......107 |
| قصہ ایک درویش کا | .......108 |
| حاجی صاحب | .......109 |
| جدہ | .......109 |

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




میرے بھائی۔میرے ساتھی .......110

پاکستانی بازار میں .......111

وادی ذی زرع .......112

حدود حرم .......113

ایک معمول .......114

ریل .......115

کابینہ .......116

ادھار کا کھانا .......116

آہ سحر گاہی .......117

جمعۃ المبارک .......118

ٹنڈ پہ ٹنڈ .......119

ایک الجھن .......119

ابر کرم .......122


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیمرے .......123

مرکزِثقل .......124

حسن انتظام .......125

مولدالنبی .......126

عقیدت نہ کہ عبادت .......128

کبوتران حرم .......129

غارحراقدموں میں .......129

منیٰ وعرفات .......131

شہرامن .......132

شہرجلال سے شہرجمال کی طرف .......135

نقش پائے نبوت .......138

وادی عسفان .......139

مڈوے ریسٹورانٹ .......140

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اب دل تھام کے بیٹھو .......141

حاضری .......143

قیام مدینہ .......145

جنت میں .......146

مسجد نبوی .......147

جنوب مشرقی کونہ .......149

وجہ تسمیہ .......150

چند علامات .......152

اے کاش .......153

جنت البقیع .......154

داتا .......156

مدینے کا ایک چوک .......175

راحت آمیز بے چینی .......159

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




شرک .......161

ادب .......162

زیارتیں یا تاریخی آثار .......163

جبل احد .......165

مسجدیں ہی مسجدیں .......168

مسجد جمعہ .......169

مسجد قبلتین .......169

مسجد قبا .......170

تشنگی .......172

الوداع۔۔۔الوداع .......174

واپسی .......175

ساتھیوں کی واپسی .......177

پتھر پوجا .......178


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بچوں کے نام .......183

پس نوشت .......185

تڑپ .......187

تیاریاں .......188

نادرا کے حضور .......189

قند مکرر .......192

کعبہ میرے سامنے .......194

بتیس روپے .......196

اور راستہ بھول گئے .......197

اشتراکیت .......199

میرے محسن .......201

بیڑا پار جوال .......203

جبل ثور .......205

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حکمت عملی .......209
چین زندہ باد .......210
مسجد بیت عقبہ .......211
وادی عرنا .......214
شمیسی .......215
اوراب میوزیم .......217
جنت المعلی .......219
ذی طویٰ و حجون .......219
وحدت امت .......231
باران رحمت .......233
چند تبدیلیاں .......226
آؤ مدینے چلیں .......228
حاضری .......229

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com




ایک سعید روح .......230

جبل رماۃ .......231

دو ہم نام خواتین .......234

ثقیفہ بنوساعدہ .......235

زمین کے نیچے .......238

کوہ سلع .......239

وہ منصوبے جو پورے نہ ہوئے .......243

میں گواہی دیتا ہوں .......244

ہوشیار باش .......246

کرنے کو کچھ نہیں .......248

احساس محرومی .......250

بقیع الغرقد .......253

موت .......255


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زیارت قبور .......256
تعارف قبور .......258
قبر انتظار کرتی ہے .......263
سونے کی قبریں .......265
عمرہ کا طریقہ .......267
حج کا طریقہ .......276
اختتام .......283

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسم الله الرحمن الرحيم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# پہلی بات

رب کائنات کا خصوصی فضل و کرم ہے کہ اس نے اپنے اس عاجز بندے کو وہ بار حرمین شریفین کی زیارت کا شرف بخشا۔ عمرہ کے اس مبارک اسفار سعید کے مشاہدات و تاثرات پر مبنی، بندہ کی پہلی کاوش آپ کے پیش نظر ہے۔ بندہ نہ تو معروف معنوں میں عالم دین ہے نہ ہی معروف لکھاری۔ یہ تحریر محض حرمین شرفین سے محبت و تعلق کے اظہار اور اس نسبت کو عام کرنے کی غرض سے لکھی ہے۔ میری خواہش ہے اور اس تحریر کو لکھتے ہوئے کوشش بھی کی ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد صاحبان استطاعت کے دلوں میں مکہ جانے کا شوق و جذبہ پیدا ہو۔ اور جو اللہ کے بندے وہاں نہیں جا سکتے وہ ان مقامات محبت و عقیدت کا آنکھوں دیکھا حال پڑھ کر ہی اپنے ذوق و شوق کی تسکین کر لیں۔ اگر چہ بنیادی طور پر یہ کتاب سفر حجاز کے مشاہدات و تاثرات پر مبنی ہے لیکن اس میں جا بجا حج و عمرہ اور مقامات مقدسہ کے بارے میں معلومات بھی موجود ہیں۔ ان معلومات کو بطور حوالہ یا سند پیش نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ زبانی اور تاثراتی اطلاعات ہیں۔ ان معلومات کے حوالہ جات کی کما حقہٗ تلاش نہیں کی گئی ہے، کیونکہ اس قسم کی کتاب کی یہ ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس پہلو سے کوئی محترم قاری کسی غلطی کی نشاندہی کرے تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ خاکسار عملی طور پر حنفی کا پیروکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے لیکن علمی طور پر تقلید مطلق کو نہ صرف غیر ضروری سمجھتا ہے بلکہ نقصان دہ بھی خیال کرتا ہے۔تقلید اگرچہ عام آدمی کی ایک ضرورت ہے اور ہر کسی کے لیے ایک سہولت ہے، لیکن مقلدانہ روش میں سختی برتنا فرقہ ورایت کو جنم دیتی ہے۔الحمدوللہ بندہ ہر قسم کے مسلکی تعصّبات اور جماعتی عصبیت سے پاک ہے۔مصنف جس ماحول میں پلا بڑھا، محترم والدین سے جو مذہبی ورثہ اور تربیت حاصل کی، جن اساتذہ کرام اور علماء عظام سے اکتساب فیض کیا اور جس حلقہ محبت وخلوص اور دائرہ رشتہ داری میں زندگی گزار رہا ہے وہ سب مسلک حنفی سے وابستہ ہیں۔اس لیے اس کتاب میں درج فقہی معلومات حتیٰ الوسع اسی مذہب کے مطابق ہیں۔اس لیے اس حوالہ سے اگر کسی قاری کو اختلاف ہوتا ہے تو مجھے ان کے اس اختلاف کا بھی احترام ہے۔

آخر میں درج ذیل احباب کا شکریہ ادا کرنا لازمی سمجھتا ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب کی تیاری کے مختلف مراحل میں میرے ساتھ تعاون کیا۔چوہدری محمد اسلم صاحب ایم۔ایس۔سی، ایم۔ایڈ نے مسودہ کو کمپیوٹر پر منتقل کرنے میں بے پناہ محنت کی۔چوہدری عثمان غنی صاحب نے اس دوران تکنیکی تعاون مہیا کیا۔میں سمجھتا ہوں کہ کتاب لکھنا شاید آسان کام تھا، اس کو کمپیوٹر پر منتقل کرنا، پروف ریڈنگ کرنا اور پرنٹ نکالنا کہیں مشکل کام ہے۔ان دونوں بھائیوں نے جس خلوص، شوق، جذبہ اور تابعداری سے اس کام کو انجام دیا وہ لائق تحسین ہے۔رب تعالیٰ سے دُعا ہے کہ میرے ہر اچھے عمل کو اور اس میں موجود اچھی نیت کو قبول فرمائے۔اس تحریر کے اندر جو غلطیاں ہوں ان کو معاف فرمائے آمین۔

۳۱ جنوری ۲۰۰۱ء

ڈاکٹر خالد عاربی (ڈنگہ ضلع گجرات)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# پہلے تذکرہ محبوب

یہ اللہ کریم کی خاص عنایت تھی کہ اس نے اپنے ایک عاجز بندے کو، اپنے گھر کی اور اپنے محبوب کے در کی زیارت نصیب فرمائی۔اس کتاب میں آپ بندہ کے اس سفر حجاز کے مشاہدات و تاثرات کا مطالعہ کریں گے، لیکن بندہ کی یہ خواہش ہے کہ اپنے سفر کی روداد سے پہلے، وہ اپنے آقا سیّدی حضرت محمد ﷺ کے حج و عمرہ کے مبارک اسفار کی روداد پیش کرے۔

لہٰذا پہلے تذکرہ محبوب، پھر کوئی چیز مطلوب دِگر!!

❖❖❖❖❖❖❖❖

## روایت حج و عمرہ؛

حج و عمرہ کی روایت، سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہوئی ہے۔خانہ کعبہ کا حج و عمرہ، ابراہیمی سنت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں چند تبدیلیوں کے ساتھ حضور ﷺ تک برقرار رہا۔ خانہ کعبہ کی تولیت اور حج وعمرہ پر آنے والے مہمانوں کی خدمت ومیز بانی کی ذمہ داری، حضور ﷺ کے خاندان کو حاصل تھی۔ آپ ﷺ کے آباء میں قصیٔ بن کلاب تھے، جنھوں نے سب سے پہلے خدمت کعبہ کے لیے مختلف انتظامی ادارے قائم کیۓ اور مختلف خانوادوں میں اس سعادت کو تقسیم فرمایا۔ آپ ﷺ کے پردادا سیّدنا ہاشم نے سب سے پہلے مکہ میں حاجیوں کے لیے دعوت عام کا سلسلہ شروع کیا۔ اور یہ آپ کے دادا سیّدنا عبدالمطلب تھے جنھوں نے صدیوں سے بند چاہِ زم زم کو دوبارہ سے تلاش کیا، کھدوایا اور لوگوں کے لیے پانی کی فراہمی کا انتظام کیا۔ حضور ﷺ کے خاندان کے بیت اللہ شریف سے تعلق کے باعث بجا طور پہ سمجھا جاسکتا ہے کہ خدمت کعبہ کی اس سعادت میں آپ بھی شریک ہوتے ہوں گے اور یقیناً قبل از بعثت، حج وعمرہ بھی کرتے ہوں گے، اگرچہ تاریخ میں اس کی کوئی تفصیل نہیں ملتی۔ تاریخی روایات میں یہ اشارے تو ضرور ملتے ہیں کہ میرے آقا، حج کے زمانے میں، اجتماعاتِ حج میں شریک ہوتے تھے، لیکن اس موجودگی کی کیفیت، کمیت کی کوئی صراحت ان روایات میں نہیں ملتی۔

سیّدنا جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ؛

> انھوں نے زمانہ جاہلیت میں حضور ﷺ کو حج کے زمانے میں میدان عرفات میں دیکھا تھا اور اُس وقت حیران ہوا تھا کہ یہ یہاں کیسے، جبکہ قریش تو عرفات کے میدان میں نہیں جایا کرتے۔
>
> (بخاری)

❖❖❖❖❖❖❖❖

اعلان نبوت کے بعد، یہ تو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ دین مبین کی تبلیغ کے لیے، حج کے زمانے میں خصوصی منصوبہ بندی کر کے، مختلف قبائل کی قیام گاہوں میں تشریف لے جایا کرتے تھے، لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آپ اس موقع پر خود بھی حج کر رہے ہوتے تھے یا نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یثرب کے قبائل، اوس وخزرج، کے وفود سے پہلی پہلی ملاقاتیں بھی حج کے زمانے میں، منیٰ میں ہوئیں تھیں۔ جو بعد میں حضورﷺ کی ہجرت مدینہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔

لیکن اس سب کے باوجود، بہرحال قبل از ہجرت محسن انسانیتﷺ کے حج وعمرہ کی تفصیل کتب تاریخ وسیر میں موجود نہیں ہے۔ البتہ بعد از ہجرت چار عمرے کئے اور ایک حج ادا فرمایا۔

سیّدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ؛

رسول اللہﷺ نے چار عمرے کئے اور یہ سب ذیقعدہ میں ادا کئے۔ ماسوا ایک عمرے کے جو آپﷺ نے حج کے ساتھ ادا کیا تھا۔

(مسلم، کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖❖

سیّدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ؛

رسول اللہﷺ نے چار عمرے کئے۔ ایک عمرہ حدیبیہ کا، دوسرا قضا کا عمرہ، تیسرا عمرہ جعرانہ کا اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ کیا۔

(ابوداؤد، کتاب الحج، باب العمرہ)

❖❖❖❖❖❖❖❖

## رودادِ عمرہ جات (ا۔ عمرہ حدیبیہ)

بعد از ہجرت، رسول اللہﷺ کا پہلا عمرہ، عمرہ حدیبیہ کہلاتا ہے جو سنہ چھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا، جب میرے آقاﷺ (جن پر قربان، یہ عاجز بہ دل وجان) اللہ کے حکم سے مکہ مکرمہ تشریف لے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گئے، لیکن راستے میں حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ کی طرف سے روک دیئے گئے۔اس موقع پر حضور ﷺ اور قریش مکہ کے درمیان وہ عظیم الشان اور دوررس معاہدہ طے پایا جسے تاریخ صلح حدیبیہ کے نام سے جانتی ہے اور جسے قرآن مجید نے فتح مبین کا نام دیا ہے۔اس موقع پر اگر چہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام بیت اللہ تک پہنچ تو نہ سکے اور نہ ہی مناسک عمرہ ادا کر سکے، لیکن بہرحال اسے عمرہ ہی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ نیت تو عمرہ ہی کی تھی، احرام بھی باندھا گیا تھا، سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کی گئیں تھیں، لیکن دشمنوں کے روکنے کے باعث یہ مکمل نہ کیا جا سکا تھا۔یہ عمرہ مکمل کیوں نہ کیا جا سکا، آیئے اس کی تھوڑی سی تفصیل جان لیتے ہیں۔

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ سیّدی محمد کریم ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، وہیں پلے بڑھے، جوان ہوئے، کاروبار کیا، وہیں شادی کی، وہیں اللہ نے آپ کو اولاد دی اور مکہ مکرمہ میں ہی اللہ کریم نے آپ ﷺ پر وحی اتارنے کا سلسلہ شروع کیا اور آپ کو اپنا رسول منتخب فرمایا۔مکہ میں ہی حضور نے اعلان نبوت فرمایا اور دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا۔دعوت توحید کے نتیجے میں، قریش مکہ نے حضور ﷺ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں، جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔آخر کار اہل مکہ نے اس جرم توحید کی پاداش میں آپ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔جس کے باعث آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی مدینہ منورہ میں جا کر آباد ہو گئے۔یہاں بھی مشرکین نے آپ ﷺ کو کسی پل چین نہ لینے دیا اور پے در پے مدینہ طیبہ پر فوج کشی کرتے رہے۔جس کے نتیجے میں کئی بار فریقین کے درمیان جنگ و جدل برپا ہوئی۔اس پورے پیریڈ میں، حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے دل مسلسل خانہ کعبہ پر مرکوز رہے اور اس آس میں جیا کئے کہ وہ کون سا لمحہ ہو گا کہ وہ بیت اللہ کے طواف سے فیض یاب ہوں گے؟

اب سن چھ ہجری میں جبکہ حالات مسلمانوں کے حق میں ہو چکے تھے، قریش مکہ دعوت حق کے قافلے کو روکنے میں بری طرح ناکام ہو چکے تھے اور ریاست مدینہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو چکی تھی، تو اللہ کریم نے، سیّدی خیر البشر ﷺ کو خواب میں بیت اللہ کے عمرے کا حکم دیا۔رسول اکرم ﷺ نے سفر عمرہ کا اعلان فرما دیا، جس سے صحابہ کے دل مچل گئے اور وہ اپنے خوابوں کی سرزمین اور اللہ کے گھر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زیارت کے لیے حضور ﷺ کے ساتھ جانے پر تیار ہو گئے۔ حالات اگرچہ پرخطر تھے، قریش کی دشمنی عیاں تھی، شکست خوردہ دشمن کی سرزمین میں جانا، یقیناً جان جوکھوں کا کام تھا۔ راستے میں قبائل سے بھی ابھی بہت سے قبائل دین شرک پر قائم، مسلمانوں کے دشمن اور قریش کے حلیف تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانثار ساتھی اللہ کے اس حکم کی تعمیل میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ۱۴۰۰ افراد پر مشتمل زائرین حرم کا قافلہ تیار ہو گیا۔ ذی قعدہ، سن چھ ہجری کے آغاز میں یہ مقدس قافلہ مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر سارے قافلوں نے احرام باندھا، نعرہ توحید بلند کیا، قربانی کے جانوروں کا شعار کیا اور ان کی گردنوں میں قلادے ڈال کر انھیں ممتاز و ممیّز کیا۔ احرام اور ہدی کے جانوروں کے ساتھ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ یہ زائرین حرم کا قافلہ ہے۔ لبیک لبیک کی صدائیں گویا اس بات کا اعلان تھیں کہ یہ لوگ محض اللہ کے در کا طواف کرنے چلے ہیں جنگ و جدل برپا کرنے نہیں۔

صدیوں سے یہ روایت قائم تھی، ہمیشہ سے ایسے قافلے حرم کی طرف آ رہے تھے۔ زائرین کی خدمت اور میزبانی اور زائرین کی حفاظت ہمیشہ سے کی جا رہی تھی۔ زائرین کو روکنا اور انھیں پریشان کرنا انتہائی معیوب سمجھا جاتا تھا۔

سیّدنا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ؛

> ”قریش کے لوگوں کو حضور ﷺ کے اس اقدام نے سخت پریشانی میں ڈال دیا۔ ذی القعدہ کا مہینہ اُن حرام مہینوں میں سے تھا جو صدہا برس سے عرب میں حج و زیارت کے لیے محترم سمجھے جاتے تھے۔ اس مہینے میں جو قافلہ احرام باندھ کے حج یا عمرے کے لیے جا رہا ہو اسے روکنے کا کسی کو حق نہ تھا۔ حتیٰ کہ کسی قبیلے سے اس کی دشمنی بھی ہو تو عرب کے مسلمہ قوانین کی رو سے وہ اپنے علاقے سے اس کے گزرنے میں مانع نہ ہو سکتا تھا۔ قریش کے لوگ اس الجھن میں پڑ گئے کہ اگر ہم مدینے کے اس قافلے پر حملہ کر کے اسے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روکتے ہیں تو پورے ملک میں اس پر شور پڑ جائے گا۔ عرب کا ہر شخص پکار اٹھے گا کہ یہ سراسر زیادتی ہے۔ تمام قبائل عرب یہ سمجھیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



گے کہ ہم خانہ کعبہ کے مالک بن بیٹھے ہیں۔ ہر قبیلہ اس تشویش میں مبتلا ہو جائے گا کہ آئندہ کسی قبیلے کو حج یا عمرہ کرنے دینا یا نہ دینا اب ہماری مرضی پر موقوف ہے جس سے بھی ہم ناراض ہوں گے اسے بیت اللہ کی زیارت کرنے سے اسی طرح روک دیں گے جس طرح آج مدینے کے ان زائرین کو روک رہے ہیں۔ یہ ایسی غلطی ہوگی جس سے سارا عرب ہم سے منحرف ہو جائے گا۔لیکن اگر ہم محمد ﷺ کو اتنے بڑے قافلے کے ساتھ بخیریت اپنے شہر میں داخل ہونے دیتے ہیں تو پورے ملک میں ہماری ہوا اکھڑ جائے گی اور لوگ کہیں گے کہ ہم محمد (ﷺ) سے مرعوب ہو گئے ہیں۔آخر کار بڑی کشش و پنج کے بعد اُن کی جاہلانہ حمیت ان پر غالب آ کر رہی اور انھوں نے اپنی ناک کی خاطر یہ فیصلہ کر لیا کہ کسی قیمت پر بھی اس قافلے کو اپنے شہر میں داخل نہیں ہونے دیں گے"۔

(تفہیم القرآن،جلد۵ ص ۳۵)

❖❖❖❖❖❖❖❖

قریش نے یہ فیصلہ کر کے مسلمانوں کے قافلے کو مکہ میں داخل نہ ہونے دینے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ادھر رسول اللہ ﷺ کا سفر بھی جاری تھا اور آپ ﷺ کا جاسوسی کا نظام،قریش کی تیاریوں کی پل پل کی خبریں بھی دے رہا تھا۔جن کی روشنی میں محسن انسانیت ﷺ نے تصادم سے بچنے اور بیت اللہ تک پہنچنے کی حکمت عملی وضع کرنی شروع کر دی۔آنحضرت محمد ﷺ نے مختلف قبائلی سرداروں کو قریش کی طرف روانہ کرنے کی کوشش فرمائی کہ ہمارا یہ سفر خالصتاً روحانی سفر ہے۔جنگ و جدل ہمارا مقصود نہیں،ہم صرف اور صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔یہ ہمارا حق ہے۔کبھی کسی قافلے کو حج و عمرہ کرنے سے نہیں روکا گیا تو ہمیں کیوں روکا جا رہا ہے۔لیکن اس سب کے باوجود قریش اپنے فیصلے پر قائم رہے،سفارت کاری جاری رہی اور مکہ شریف کی طرف پیش قدمی بھی جاری رہی۔چلتے چلتے یہ مقدس قافلہ،عین حدود حرم تک پہنچ گیا اور حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔حدیبیہ کے مقام پر پہنچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کررسول اکرم ﷺ نے سیّدنا عثمان ابن عفانؓ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ بھیجا۔ان کو وہاں مذاکرات کرتے کرتے دیر ہوگئی ،جس کے باعث مسلمانوں کے کیمپ میں یہ افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔اس سے مسلمانوں کے اندر اشتعال پھیل گیا۔شدید جذباتی فضا تھی ۔اس جذباتی فضا میں اشتعال اور انگیخت کو(Channalies) کرنے کے لیے حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے یہ بیعت (بمعنی عہد) لی کہ اگر شہادت عثمان کا واقعہ سچ ثابت ہوتو ہم خون عثمان کا بدلہ لیے بغیر یہاں سے واپس نہ جائیں گے ۔مرنے مارنے کے اس معاہدے کو تاریخ میں بیت رضوان کے نام سے جانا جاتا ہے۔لیکن یہ افواہ غلط ثابت ہوئی ۔جلد ہی سیّدنا عثمان غنیؓ واپس تشریف لے آئے اور اپنے ساتھ مشرکین کا ایک وفد بھی لائے جو مذاکرات اور معاہدے کے اختیارات لے کر آیا تھا۔اس وفد کی قیادت سہیل بن عمرو کر رہے تھے۔

آخر کار باہمی مذاکرات اور طویل گفت وشنید کے بعد قریش مکہ اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان صلح و آشتی کا وہ دس سالہ معاہدہ طے پا گیا جسے معاہدہ حدیبیہ کہا جاتا ہے۔اس معاہدے کی رو سے اس سال مسلمان عمرہ کئے بغیر واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال انھیں مکہ آنے اور صرف تین دن مکہ میں رہنے کی اجازت ہوگی ۔اس معاہدے کی قریباً تمام شرائط صحابہ کے لیے رنج وغم اور شدید دل شکستگی کا باعث تھیں ۔لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طے کردہ فیصلے پر اظہار ناپسندیدگی کرنا بھی صحابہ کا شیوہ نہ تھا اس لیے وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے تھے ۔یوں یہ مقدس سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔ حضور ﷺ نے سر منڈوالیا اور اپنے قربانی کے جانور پر چھری چلادی اور احرام سے باہر آ گئے۔صحابہ کرام نے بھی اپنے ہادی ومرشد کی پیروی کی اور اپنا اپنا سر منڈوا کر احرام کی حالت سے نکل آئے۔ بظاہر تو یہ سارا سلسلہ مسلمانوں کی کمزوری کو ظاہر کر رہا تھا اور مسلمانوں کے لیے دل شکستگی کا باعث تھا لیکن آنے والے وقت نے اس سارے عمل کو اسلام اور اہل اسلام کے لیے عظیم فتوحات اور عظمت و سر بلندی کا پیش خیمہ بنا دیا۔حضور ﷺ معاہدے کے بعد تین دن تک حدیبیہ میں ہی تشریف فرما رہے، پھر آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف واپسی کا حکم جاری فرمایا۔واپسی کے اس سفر میں سورہ فتح نازل ہوئی جس میں اس معاہدے کو فتح مبین قرار دیا گیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖

## ۲۔عمرۃ القضاء

درج بالا معاہدے کی رو سے ایک سال بعد رسول اللہ ﷺ کو عمرے کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لانے کی اجازت تھی۔سال گزرتے کون سی دیر لگتی ہے۔معاہدہ کرتے وقت مشرکین کا یہ خیال ہوگا کہ سال میں نہ جانے کیا کچھ ہو جائے ،ابھی تو دروازے پر آئی مصیبت کو ٹالو۔کیا خبر اس دوران مسلمان ختم ہی ہو جائیں۔لیکن ان کا یہ خیال،خیال خام ثابت ہوا،صلح حدیبیہ کے بعد آنے والا ہر دن اسلام کی عظمت و رفعت میں اضافے کا باعث ہی بنا اور اسلام کا پیغام سرزمین عرب سے نکل کر روم و ایران کے ایوانوں تک جا پہنچا جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔اس سال غزوہ خیبر برپا ہوا جس میں اللہ کریم نے اہل ایمان کو یہود پر مکمل فتح و برتری عطا فرمائی۔شب و روز یونہی گزرتے رہے اور ذی قعدہ سات ہجری آ گیا۔جب رسول اللہ ﷺ نے عمرے پر جانے کا اعلان فرمایا۔یہ عمرہ،عمرۃ القضاء کہلاتا ہے۔کیونکہ یہ سابقہ عمرے کی تلافی بن رہا تھا۔جو لوگ پچھلے سال حدیبیہ تک جا چکے تھے انھیں تو لازماً جانا تھا مگر چھ سات سو افراد مزید بھی تیار ہو گئے۔

پہلے کی طرح ذوالحلیفہ میں احرام باندھا گیا۔قربانی کے جانوروں کا شعار کیا گیا اور ،**لبیک اللھم لبیک** ،کی صداؤں میں یہ قافلہ سوئے حرم روانہ ہوا۔یہ ایک بڑا روح پرور منظر تھا،پہلی بار ایک مدت کے بعد مہاجرین کو اپنے وطن جانے اور اور بیت اللہ کی زیارت کا موقع مل رہا تھا۔سب لوگ خوشی سے سرشار اپنے اللہ کے حضور نیاز خم کئے تھے۔روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ وقفے وقفے سے تلبیہ کی صدا بلند کرتے ،چڑھائی چڑھتے وقت،رب تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان کرتے ہوئے سفر کر رہے تھے۔چلتے چلتے یہ قافلہ حرم کی حدود میں داخل ہو گیا۔مشرکین کو پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ قافلہ تو حیدان کے دروازے تک پہنچ چکا ہے۔مشرکین مکہ نے شہر خالی کر دیا۔وہ اس منظر کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیسے تاب لا سکتے تھے کہ ان لوگوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھیں جن کو وہ ایک مدت سے اذیت ناک حالات سے دوچار کرتے آئے تھے۔ جن کو ان لوگوں نے محض اس جرم کی بنا پر دیس نکالا دیا تھا کہ یہ لوگ ایک اللہ پر ایمان لانے کا دعوی کرتے ہیں۔ جس محمد ابن عبداللہ (ﷺ) کو ان لوگوں نے رات کی سیاہی میں تن تنہا مکہ سے نکل جانے پر مجبور کر دیا تھا وہ آج محض سات سالوں بعد اپنے کم وبیش دو ہزار جانثاروں کے ساتھ دن کی روشنی میں مکہ آ رہا تھا۔ یہ منظر ان کو کیسے گوارا ہو سکتا تھا اس لیے جن کے لیے ممکن ہوا وہ دیگر شہروں اور قصبوں میں چلے گئے، کچھ اپنے گھروں میں بیٹھ رہے اور کچھ قریبی پہاڑیوں پر جا بیٹھے۔ غرض اللہ کا گھر مشرکین سے خالی ہو گیا۔ اور کیوں نہ ہوتا آج صدیوں بعد قافلہ توحید بیت اللہ کے طواف کو آ رہا تھا۔

سیّدنا عبداللہ بن رواحہؓ حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑے آگے آگے چل رہے تھے، وہ اونچی اونچی آواز میں کفار کے خلاف اپنے اشعار پڑھ رہے تھے۔ سیّدنا عمر فاروقؓ نے انھیں ٹوکا کہ حضور ﷺ کی موجودگی میں یہ تو نے کیا شروع کر رکھا ہے۔ سیّدی خیر البشر ﷺ نے فرمایا؛ اسے پڑھنے دو اس کے یہ اشعار آج کافروں کے لیے تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں۔

کچھ اشعار کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مکے کی گلیوں میں سے اہل ایمان گزرتے چلے جا رہے ہیں،
مکے کی جانی پہچانی گلیاں، آمنہ کے دُرِ یتیم ﷺ کو اپنے درمیان دیکھ کر مہک اٹھی ہیں،
ایک ایک کنکری اور راستے کا ایک ایک ذرہ، میرے آقا کے آگے بچھا جاتا ہے،
ہوائیں گیت گا رہی ہیں اور فضاؤں میں نغمہ توحید بلند ہو رہا ہے،
خانہ کعبہ جو صدیوں سے مشرکانہ تلبیہ سن سن کر،
اور اپنے اندر بتوں کی پوجا سے مرجھا گیا تھا،
آج نغمہ توحید کی گونج سے شاداں وفرحاں ہے،
کہ صدیوں بعد کوئی قافلہ توحید اس کے طواف کو آیا تھا،
آج کعبہ کے در و دیوار کھل اٹھے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قافلہ توحید مسجد الحرام میں داخل ہو گیا تھا۔سالار قافلہ سیّدی محمد ﷺ نے ہدایت کی کہ اپنے کندھے ننگے کرلو، کعبہ کے گرد مجاہدانہ چال کے ساتھ، گرم جوشی اور مستعدی سے پھیرے ڈالو۔تا کہ اہل شرک کو پتا چلے کہ کعبہ کے جاندار اور جی دار محافظ زندہ و تابندہ ہیں۔وہ قوت ہی قوت ہے اور حامل شان و شوکت ہیں۔اس وقار اور تمکنت کے ساتھ میرے آقا ﷺ نے طواف مکمل فرمایا اور پھر کوہ صفا پر تشریف لے گئے۔وہی کوہ صفا جہاں سے حضور ﷺ نے دعوت دین کا آغاز فرمایا تھا۔صفا و مروہ کی سعی فرمائی۔بعد میں اپنے بال مبارک منڈوائے اور یوں آپ کا یہ عمرہ مکمل ہوا۔اس موقع پر رسول اللہ ﷺ تین دن مکہ میں مقیم رہے جیسا کہ معاہدے میں طے پایا تھا۔پھر حضور ﷺ مقام سرف پر تشریف لے گئے یہاں آپ ﷺ نے سیّدہ میمونہؓ بنت حارث سے نکاح فرمایا۔یہاں چند دن قیام فرمانے کے بعد میرے آقا مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## ۳۔عمرہ جعرانہ:

یہ عمرہ مبارک بھی ذی قعدہ کے مہینے میں وقوع پذیر ہوا۔صلح حدیبیہ کے بعد سے مسلمانوں کے لیے دنیاوی سرفرازی کے جو راستے کھلے تھے،ان کے نتیجے میں دو ہی سالوں کے اندر فتح مکہ کی راہ ہموار ہوگئی۔اس مہم پر حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے ۱۰ رمضان المبارک،سن ۸ ہجری کو مکہ کے لیے روانہ ہوئے کم وبیش دس ہزار صحابہ کرام کو آپ ﷺ کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔اللہ کریم نے اپنی خاص مہربانی سے ایسے حالات پیدا فرما دیئے کہ بغیر کسی جنگ وجدل اور خون ریزی کے مکہ حضور ﷺ کے قدموں میں آ گرا۔آپ ﷺ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے۔لیکن اس موقع پر میرے آقا ﷺ کا سر مبارک شکر وامتنان کے جذبات کے ساتھ،اپنے اللہ کے حضور جھکا ہوا تھا۔اللہ کی مدد اور نصرت سے مکہ سلطنت مدینہ کا حصہ بنا اور حضور ﷺ کی رسالت وحکومت کا پرچم مکہ پر لہرانے لگا۔"حق آ گیا اور باطل نیست ونابود ہوگیا"۔فتح وتسخیر مکہ کے بعد شرک نے اپنے آخری مورچہ مکہ کے مضافات میں حنین کی پہاڑیوں پر جالگایا۔تاجدارِ مدینہ ﷺ کو شرک کی ان تیاروں کی خبر ملی تو آپ نے اپنے جانثاروں کو مشرکین سے آخری معرکہ لڑنے کا حکم دیا۔کم وبیش بارہ ہزار کالشکر تیار ہوگیا جو حنین کی وادی کی طرف چل پڑا۔شوال کے مہینے میں یہ غزوہ پیش آیا۔اس میں کئی مشکل ترین مراحل آئے کئی بار کفار کا پلڑا بھاری نظر آیا لیکن آخر کار مسلمانوں کو اللہ کریم نے فتح سے ہمکنار فرمایا۔اس جنگ میں لگ بھگ چھ ہزار مشرکین جنگی قیدی بنے اور بہت سامال واسباب اور مال مویشی ہاتھ آئے۔قیدیوں اور مال غنیمت کو آپ ﷺ نے مقام جعرانہ پر بھیج دیا جسے آپ ﷺ نے اپنا جنگی ہیڈ کوارٹر قرار دے دیا تھا اور خود بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔حنین کی وادی سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شکست خوردہ دشمن طائف کے قلعے میں گھس بیٹھا تھا۔حضورﷺ نے قلعے کا محاصرہ فرما لیا۔حکمت عملی یہ اختیار فرمائی کہ بس ان کا محاصرہ کرنا ہے۔باہر کی دنیا سے دشمن کا رابطہ منقطع کر کے انھیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنا ہے۔اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے لشکر کو آرام مل گیا۔زخمیوں کے زخم بھی بھرنے لگے اور مسلمان اپنے قائد کی قیادت میں اور آزاد فضا میں دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کا کام بھی کرتے رہے۔دشمن اندر قید ہو کر رہ گیا تھا۔ان کا سامان وخورونوش ختم ہونے لگا تھا،باہر سے ان کا رابطہ منقطع تھا۔اس سے ان کے لوگوں میں بددلی اور مایوسی پھیلنے لگی۔غرض چند ہی دنوں میں ان کی قوت مدافعت ختم ہو کر رہ گئی اور بغیر لڑے ان کے مفتوح ہونے کے آثار پیدا ہو گئے۔ان میں سے کچھ لوگ مدنی کیمپ میں آنے لگے۔اس مرحلے پر رسول اللہﷺ نے صحابہ کو محاصرہ اٹھا لینے اور جعرانہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم جاری فرمایا۔

کئی دن آپﷺ جعرانہ میں مقیم رہے۔ساتھیوں کی تعلیم وتربیت فرماتے رہے۔اس مقام پر ہی آپﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا۔آس پاس کے سینکڑوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔اہل طائف میں سے بھی بیشتر لوگ یہیں پر مطیع بن کے آئے۔زمانہ قیام جعرانہ میں ہی رسول اللہﷺ نے عمرہ ادا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔چند صحابہ کو ساتھ لیا اور رات کے وقت احرام باندھا،تلبیہ پڑھتے پڑھتے مکہ کو روانہ ہو گئے۔حرم میں جا کر طواف فرمایا،صفا مروہ کی سعی فرمائی،سر مبارک منڈوایا۔عمرہ مکمل کر کے حضورﷺ صبح ہوتے ہی جعرانہ واپس تشریف لے آئے۔عام لشکریوں کو یونہی لگا جیسے رسول اللہﷺ رات کو اِدھر ہی تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حجۃ الوداع

دین ابراہیمی کی تجدید واصلاح، سیّد عالم ﷺ کے مقاصدِ بعثت میں سے تھا۔ سنت ابراہیمی کا احیاء آپ ﷺ کے منصب رسالت کا مطالبہ تھا۔ آپ ﷺ کی بعثت کے زمانے میں حج موجود تو تھا لیکن ابراہیمی سنت میں کئی قسم کی ترامیم واضافہ کے ساتھ۔ کعبہ کا طواف بھی جاری تھا لیکن ہزار قسم کی فضول رسوم وبدعات کے ساتھ۔ سیّدنا محمد ﷺ کو کارِ رسالت انجام دیتے ہوئے اب ایک زمانہ گزر گیا تھا۔ کئی جانگسل مراحل کے بعد جزیرہ نما عرب میں شرک کا کلی استیصال اور دین توحید کا غلبہ ہو چکا تھا۔ اہل عرب جوق درجوق دامن اسلام میں پناہ لے رہے تھے۔ کئی سال قبل اللہ علیم وخبیر کی طرف سے کی گئی یہ پیش گوئی اب پوری ہورہی تھی کہ جب اللہ کریم کی فتح ونصرت آئے گی تو تم دیکھو گے کہ لوگ گروہ درگروہ اللہ کے دین میں داخل ہورہے ہیں۔ ریاست مدینہ مستحکم اور مضبوط شکل اختیار کرچکی تھی۔ مکہ پر اسلام کا پرچم لہرارہا تھا۔ لہٰذا اب وقت آگیا تھا کہ حج کو اپنی اصل شکل میں بحال کیا جائے اور خانہ کعبہ کو خالص اللہ کی عبادت کے لیے مختص کردیا جائے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## اعلان حج؛

ہجرت کا دسواں سال تھا جب سیّدنا محمد ﷺ نے حج پر جانے کا اعلان فرما دیا۔ جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے یہ آپ ﷺ کا پہلا حج تھا اور اللہ کریم کے فیصلے نے اس حج کو آپ ﷺ کا آخری حج بنا دیا۔ کیونکہ اس حج کے بعد جلد ہی آپ ﷺ اس دنیا فانی سے کوچ فرما گئے تھے۔ اس لیے تاریخ میں حضور ﷺ کا یہ حج آخری حج یعنی حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ چونکہ اسلام کے اس اہم رکن کو اپنی اصل شکل میں بحال اور قائم کرنا مقصود تھا اس لیے آپ ﷺ نے ہر طرف اعلان کرا دیا کہ جس کے لیے بھی ممکن ہو ہمارے اس سفر حج میں ہماری معیت (Company) اختیار کرے اس اعلان کے ساتھ ہی پوری ریاست مدینہ میں ایک ہلچل مچ گئی۔ لوگوں میں رسول ﷺ کے ساتھ حج کرنے کا شرف حاصل کرنے کی تڑپ پیدا ہونے لگی۔ خواہشات وجذبات کا پیمانہ بھرنے لگا اور لوگ اس سفر سعادت میں شمولیت کے لیے تیاری کر کے مدینہ آنے لگے۔

دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں مدینہ شہر کے باہر خیموں کا ایک عظیم الشان شہر آباد ہو گیا۔ ہر قبیلے، ہر برادری، ہر گاؤں، ہر بستی سے لوگ اپنے نبی کا سفر حج میں ساتھ دینے کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ عقیدت ومحبت کا ایک سمندر تھا کہ جو مدینہ کے اردگرد ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ مسجد نبوی میں رونقیں لگیں تھیں۔ کم وبیش ستر اسی ہزار نفوس مدینہ آ چکے تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ذوالخلیفہ میں؛

یہ ذی القعدہ دس ہجری کا آخری نصف تھا، جب لوگ مدینہ آنا شروع ہوئے تھے۔ جب ذی الحجہ شروع ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تو سیّدی خیر البشر ﷺ نے مدینہ سے روانگی کا حکم صادر فرمایا۔ ہفتے کے دن بعد نماز ظہر یہ قافلہ تسلیم ورضا سوئے حرم روانہ ہوا۔ رسول اکرم ﷺ اپنی مشہور زمانہ اونٹنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قصویٰ پر سوار تھے۔ ذوالحلیفہ جسے آج کل بیارِ علی کہا جاتا ہے اس قافلے کا پہلا پڑاؤ بنا۔ یہ وہ جگہ ہے جسے اہل مدینہ کے لیے میقات قرار دیا گیا ہے۔ عازمین حج و عمرہ یہیں سے احرام باندھتے ہیں۔ ذوالحلیفہ میں خیموں کا شہر آباد ہو گیا۔ دور دور سے قافلے اس میں شامل ہونے کے لیے متواتر چلے آرہے تھے۔ آپ ﷺ نے رات یہیں گزارنی تھی۔ عصر، مغرب عشاء اور اگلی صبح فجر کی نمازیں یہیں پر ادا کی گئیں۔ مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں ادا فرمائیں اور ذوالحلیفہ میں تشریف لا کر نمازوں میں قصر شروع کر دی۔ دو نمازوں کے درمیانی اوقات میں لوگ اپنے پیارے رسول ﷺ کی زیارت اور ملاقات کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ مسائل کی دریافت اور تعلیم و تذکیہ کا عمل بھی مسلسل جاری تھا۔ سیّدہ اسماء بنت عمیسؓ کو اللہ تعالیٰ نے یہیں پر بیٹا عطا فرمایا۔ جس کا نام محمد بن ابوبکرؓ ہے۔ سیّدہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اب وہ کیا کرے؟

نبی اکرم ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ غسل کر کے لنگوٹ باندھ لیں اور اس کے اوپر احرام پہن لیں۔ مسجد میں حاضری اور طواف کے علاوہ وہ باقی سارے مناسک حج اسی حالت میں ادا کر سکتی ہیں۔ چھبیس ذی قعدی، اتوار کی صبح طلوع ہوئی تو سیّد عالم ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے غسل فرمایا، احرام باندھا اور قربانی کا شعار کیا۔ یہ ایک رسم تھی جس میں قربانی کے جانوروں کے کانوں پر معمولی سا چیرہ دیا جاتا جس سے نکلنے والے خون کو جانوروں کے کانوں پر ہی لگا رہنے دیا جاتا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ جانور دیگر جانوروں سے ممتاز ہو جائیں۔

آپ ﷺ کے ہر عمل کی پیروی صحابہ کر رہے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے پورا قافلہ سفید کفن نما لباس میں ملبوس ہو گیا۔ سیّدنا جابرؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی پھر قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوئے یہاں تک کہ جب اونٹنی مقام بیداء میں سیدھی کھڑی ہو گئی تو میں نے منتہا نظر تک اپنے آگے دیکھا تو مجھے سوار اور پیادے نظر آرہے تھے۔ دائیں اور بائیں جانب اور پیچھے لوگوں کا ہجوم تھا۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ براہ راست اللہ کریم کی نگرانی میں تھے۔ آپ ﷺ پر احکامات اتر رہے تھے۔ ہر آن قرآن نازل ہو رہا تھا۔ آپ اُس پر عمل کر رہے تھے۔ صحابہ کرام ﷺ بھی وہی عمل کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(سنن ابوداؤد ۔ کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖❖

## نعرہ توحید؛

انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی سواری پر حج کیا جس کی زین پرانی تھی اور آپ ﷺ کے جسم پر ایسی چادر تھی جو چار درہم یا اس سے بھی کم قیمت کی تھی۔ آپ ﷺ یہ فرمار ہے تھے یا اللہ؛ میں ایسا حج کر رہا ہوں جس میں نہ ریا ہے اور نہ کسی شہرت کی طلب مقصود ہے۔

احرام کے کپڑے زیب تن کر لینے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے نعرہ توحید بلند فرمایا؛ یعنی کلماتِ تلبیہ ادا فرمائے۔

تلبیہ، فی الحقیقت اللہ کریم کی واحدنیت کا اعلان عام ہے۔

مشرکین بھی مناسک حج کی ادائیگی کے دوران تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ شرک سے آلودہ ہوتے تھے۔ اس لیے اُن کی تردید میں رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں تلبیہ سکھائی اور یہ ہدایت فرمائی کہ احرام باندھ لینے کے بعد پورے سفر حج وعمرہ میں مسلسل اس کلمہ کا ورد جاری رکھیں۔

آیئے تلبیہ کے مسنون الفاظ دہرانے کے سعادت حاصل کریں۔

لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ

لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ

اِنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَۃَ لَکَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ

اے اللہ؛ میں حاضر ہوں، میرے مالک میں حاضر ہوں
تیرا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں
تمام تر تعریفیں اور شکرانے تیرے ہی لیے ہیں،
سب نعمتوں کا مالک تو ہے، سب اقتدار کا مختار تو ہے،
تیرا کوئی ساجھی اور کوئی شریک نہیں۔

حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام بھی اور آپ کے ہمسفر ساتھی بھی یہی نعرہ بلند کر رہے تھے۔ ایک عجیب روح پرور سماں تھا، ہر نفس اللہ کی توحید کے اعلان میں رطب اللسان تھا۔ کائنات کا ذرہ ذرہ یہی پکار رہا تھا۔ تیرا کوئی ساجھی کوئی شریک نہیں، تیرا کوئی ساجھی کوئی شریک نہیں،

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

جب کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اُس کے دائیں بائیں، زمین کے آخری کناروں تک تمام پتھر درخت اور کنکر بھی لبیک پکارتے ہیں۔

(ابن ماجہ)

❖❖❖❖❖❖❖❖

ہر گھاٹی اور ہر وادی سے لبیک اللھم لبیک کی صدا آ رہی تھی۔ آپ ﷺ جب کوئی چڑھائی چڑھتے تو تلبیہ پڑھتے، جب نیچے اترتے تو تلبیہ پڑھتے، صحرا میں داخل ہوتے تو تلبیہ پڑھتے، بستیوں سے گزرتے تو تلبیہ پڑھتے، پڑاؤ کرتے تو تلبیہ کرتے، غرض سفر کے ہر اتار چڑھاؤ پر تلبیہ کے کلمات زبان پر جاری رہتے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ صحابہ بھی یہی عمل دھراتے رہتے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## تعجب ہے!

حضور ﷺ نے تلبیہ (لبیک) کب کہا؛ حج کی نیت کب کی؟ کون سا حج کیا؟ قران یا تمتع؟ وغیرہ وغیرہ۔اس کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔کسی میں کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہونے سے پہلے لبیک کہا تھا، کسی نے کہا کہ اونٹنی پر سوار ہونے کے بعد۔کسی روایت میں ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں ہی نیت کر لی تھی اور کسی روایت میں مقام بیداء کو بتایا گیا ہے۔اس مخمصے کو بڑے خوبصورت طریقے سے درج ذیل روایت رفع کرتی ہے۔

امام ابی داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے اپنی کتاب مسند ابوداؤد میں یہ روایت لکھی ہے کہ خصیف بن عبدالرحمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا اس بات میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کس جگہ احرام باندھا۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا؛ میں اس مسئلہ کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے ایک حج کیا ہے اور اسی وجہ سے اختلاف ہوا ہے۔جب آپ ﷺ حج کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی، اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسی مجلس میں آپ ﷺ نے تلبیہ کہہ کر احرام باندھ لیا اور لوگوں نے بھی تلبیہ سنا۔میں نے بھی سنا اور یاد رکھا۔پھر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے پھر تلبیہ کہا، جو لوگ اس وقت آپ کے قریب آئے تھے انھوں نے یہ سمجھا کہ آپ نے اس وقت احرام کی نیت کی ہے، کیونکہ لوگ گروہ در گروہ آرہے تھے۔

پھر جب آپ شرف البیداء پر پہنچے تو آپ نے تلبیہ کہا؛ اور جو لوگ اس وقت وہاں پہنچے تھے وہ سمجھے کہ حضور ﷺ نے ابھی شرف البیداء پر ہی احرام کی نیت کی ہے۔لہٰذا ان لوگوں نے اسی چیز کو روایت کیا ہے۔چنانچہ اس روایت سے اس بات پر بخوبی روشنی پڑ جاتی ہے کہ مختلف معاملات میں صحابہ کے درمیان حضور ﷺ کے اسوہ کے بیان میں اختلاف کی اصل وجہ کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖❖

## حجۃ البلاغ:

لبیک اللھم لبیک ، کی ان جان فزا صداؤں کے ساتھ میرے آقا کا سفر حج شروع ہوا۔
پیاری قصویٰ، فخر کائنات کو لیے چل رہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، پروانوں کی مانند شمع رسالت کے گرد رواں دواں تھے۔ پورے قافلے کی منزل مکہ مکرمہ تھی۔

راستوں کا کچھ پتا نہ تھا۔

ہر طرف صحرا اور ریت کا سمندر تھا۔

زمانہ حال کی مانند موٹر ویز نہیں تھیں۔

راہیں دشوار تھیں، سواریاں ناپید تھیں، زیادہ تر لوگ پیدل ہی ہوتے تھے۔

یہ قافلہ بھی پا پیادہ ہی تھا۔

یہ ایک مشقت بھرا سفر تھا۔ اس لیے میرے آقا اس میں آسانیوں کی دعائیں مانگتے چل رہے تھے۔

یہ ایک بہت بڑا قافلہ تھا۔ اس کو چلانا، اس کے نظم کو برقرار رکھنا اور اس کی ضروریات کو مہیا رکھنا یقیناً ایک دشوار امر تھا۔ لیکن جس سکون اور ہم آہنگی سے یہ مقدس قافلہ رواں دواں تھا، انسان حیران رہ جاتا ہے۔

لوگ حضور ﷺ کے قریب آجاتے، سوالات پوچھتے پھر پیچھے ہٹ جاتے اور کچھ دوسرے لوگ قریب آجاتے۔ وہ اپنی غرض بیان کرتے اور میرے آقا سے تسلی لے کر ہٹ جاتے۔

اس طرح یہ روحانی قافلہ چلتا جا رہا تھا۔ حضور ﷺ ہر لمحے اپنے جانثاروں کی تعلیم و تربیت فرما رہے تھے۔ لوگ مسائل پوچھتے تھے راہنمائی چاہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کو پڑھاتے، سمجھاتے اور اُن کے مسائل کی گتھیاں سلجھاتے چلے جاتے۔

صحابہ سیکھ رہے تھے، حضور ﷺ اُن کو سکھلا رہے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صحابہ کرام مناسک حج کی تعلیم پا رہے تھے۔

وہ حضور ﷺ سے دین سیکھ رہے تھے۔ کیونکہ باقی ساری امت کو دین انھوں نے ہی سکھانا تھا تعلیم و تربیت کے اس مسلسل عمل کے باعث ہی حضور ﷺ کے اس آخری حج کو قدماء نے حجۃ البلاغ کا نام بھی دیا ہے۔ یعنی تبلیغ والا حج۔

سیّدنا اسامہ بن شریک ؓ کہتے ہیں کہ میں حج کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلا۔ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مسائل دریافت کرتے۔

جس کسی نے بھی عرض کیا؛

یارسول اللہ؛ میں نے طواف افاضہ کرنے سے پہلے سعی کر لی ہے، (یا یوں کہا کہ) میں نے ایک چیز پہلے کی اور دوسری بعد میں، تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ؛اس میں کوئی گناہ نہیں۔ اس میں کوئی گناہ نہیں۔ البتہ بڑے گناہ اور حرج والی بات یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے ہو۔

(ابوداؤد، کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖

## مقام عرج؛

قافلہ حج منزلیں طے کر رہا ہے۔ چلتے چلتے مقام عرج پر پہنچ گئے۔ یہاں پڑاؤ ڈالا گیا۔ سیّدہ اسماء بنت ابوبکر ؓ کا بیان ہے کہ؛ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کو نکلے۔ جب ہم عرج کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے یہاں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔ ہم سب لوگ رُک گئے۔ حضور ﷺ تشریف فرما ہو گئے۔ سیّدہ عائشہ ؓ حضور ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئیں اور میں اپنے ابا جان سیّدنا ابوبکر ؓ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر ؓ کا سامان ایک ہی اونٹنی پر لدا تھا اور یہ اونٹ حضرت ابوبکر ؓ کے ایک غلام کی نگرانی میں تھا۔ اب ہم سب لوگ اس کا انتظار کرنے لگے۔ مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جب وہ آیا تو اس کے پاس سامان والا اونٹ نہ تھا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ سامان والا اونٹ کدھر ہے تو اُس نے کہا کہ وہ تو کل رات سے گم ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سخت غصے میں آ گئے اور اُسے ڈانٹنے لگے کہ تمھارے پاس ایک ہی اونٹ تھا تم اس کی بھی حفاظت نہیں کر سکے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سخت غصے میں تھے۔چنانچہ وہ اپنے اس غلام کو مارنے لگے۔رسول اللہ ﷺ ایک طرف بیٹھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا؛ اس محرم کو دیکھو یہ کیا کر رہا ہے؟

اس روایت سے یہ ظاہر ہوا کہ گویا رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ حرم کا کوئی زائر کسی دوسرے کو کوئی ایذا دے یا مارے پیٹے۔

لیکن حضور ﷺ نے سیّدنا ابوبکرؓ کو منع بھی نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ بعض ناگزیر حالات میں ایسا بھی کیا جا سکتا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## سرف میں؛

قافلہ محرم رواں دواں تھا، منزلیں طے ہو رہی تھیں، پڑاؤ ڈالے جا رہے تھے، فاصلے سمٹ رہے تھے اور شہر مکہ قریب سے قریب تر آتا جا رہا تھا۔یہ مقام سرف ہے اب شہر مکہ کچھ ہی دور رہ گیا ہے۔یہاں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں پڑاؤ کا حکم دیا ہے۔اس مقام پر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو چند ضروری ہدایات فرمائیں۔جن میں سے ایک یہ تھی کہ جن لوگوں کے پاس ہدی کے جانور نہیں ہیں وہ عمرہ سے فارغ ہو کر اپنا سر منڈوا لیں اور احرام سے باہر آ جائیں۔پھر حج کے لیے ۸ ذوالحج کو حرم سے نیا احرام باندھیں گے۔لیکن جو حضرات مدینہ سے اپنی قربانیاں ساتھ لائے ہیں وہ عمرہ کے بعد احرام میں ہی رہیں گے اور ایک ہی بار منیٰ میں قربانی کرنے کے بعد احرام سے باہر آئیں گے۔اپنے بارے میں میرے آقا سیّدی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ میں قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اس

www.KitaboSunnat.com



لیے میں عمرے کے بعد احرام میں ہی رہوں گا۔ یہ باتیں کرنے کے بعد پیارے رسول ﷺ اپنے خیمے میں تشریف لے گئے۔ دیکھا تو سیّدہ عائشہؓ بیٹھی رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر جس خوبصورت لفظ سے سیّدہ عائشہ کو خطاب فرمایا وہ یہاں نقل کرنے کے قابل ہے۔ بخاری کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا؛ **مَا يُبْكِيكِ يَا هَنْتَاهُ ،** اے بھولی بھالی لڑکی تجھے کس چیز نے رلایا ہے۔ سیّدہ عائشہ نے عرض کی میں نے ابھی آپ کی باتیں سنیں ہیں آپ لوگوں سے حج سے پہلے عمرہ کرنے کا ذکر کر رہے تھے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے اب حیض آ گیا ہے میں اب عبادتِ حج و عمرہ سے محروم رہوں گی۔ میں اسی پریشانی کے باعث رو رہی تھی۔ حضور ﷺ نے اُن کو تسلی دی اور فرمایا؛ یہ حیض کا آنا تو حوا کی بیٹیوں کی فطرت میں سے ہے اس میں تمھارا کیا قصور۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں، حیض کے باعث تم صرف مسجد میں نہیں جا سکتی طواف نہیں کر سکتی البتہ حج کے دیگر افعال تو اسی طرح انجام دے سکتی ہو، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تمھیں عمرہ بھی عطا کر دے گا۔ کیسی عمدہ تسلی ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مکہ میں داخلہ اور عمرہ کی ادائیگی؛

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح ہونے تک ذی طویٰ میں رات گزاری پھر صبح کو مکہ شریف میں داخل ہوئے۔ نافع کا بیان ہے کہ سیّدنا عبداللہ ابن عمرؓ جب بھی مکہ آتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے تھے حتیٰ کہ صبح کرتے اور غسل کرتے۔ پھر دن میں مکہ میں داخل ہوتے، وہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ ذی طویٰ کا نیا نام آبار زاہد ہے۔

(بخاری کتاب، الصواۃ)

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



قافلہ حرم اب اپنی منزل پر پہنچنا چاہتا ہے۔ذوالحج کا چاند راستے میں نظر آچکا تھا اور آج ذوالحج کی چار تاریخ اور اتوار کا دن ہے۔میرے آقا سیّدی محمد کریم ﷺ اپنے کم وبیش ایک لاکھ صحابہ کے ساتھ صبح کے وقت دن چڑھے مکہ میں داخل ہوئے اور سیدھے بیت اللہ کے طواف کے لیے تشریف لے گئے پہلے حجر اسود کی تعظیم کی، پھر طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور باقی چار چکروں میں معمول کی چال سے طواف کیا۔طواف کے بعد رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی۔

**و اتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ** (اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھو)۔

القران (سورہ بقرہ ۱۲۵/۲)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان کر کے آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

اور اس نماز میں آپ ﷺ نے **قل ھو اللہ احد** اور **قل یا ایھا الکافرون** (سے شروع ہونے والی سورتوں) کی قرآت کی۔

(مسلم کی روایت)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

سیّدنا جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے طواف کے تین چکروں میں حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کیا (طواف مکمل کرنے کے بعد) دو رکعت نماز ادا کی۔پھر حجر اسود کی طرف لوٹے (اور اس کا استلام کیا)۔پھر آپ ﷺ زم زم کی طرف تشریف لائے اور زم زم پیا اور (کچھ حصہ) اپنے سر پہ ڈالا۔پھر پلٹ کر حجر اسود کا استلام کیا اور اس کے بعد کوہ صفا کی طرف یہ کہتے ہوئے تشریف لائے۔**ابداء بما بداء اللہ** (میں سعی کا آغاز کرتا ہوں جس کے ذکر سے اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں آیت کا آغاز فرمایا)۔

(رواۃ احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حجر اسود کے استلام کو محدثین نے رواوی کا سہو قرار دیا ہے کیونکہ متفق علیہ احادیث میں ایسا نہیں ہے۔

(مسائل حج وعمرہ ،از مولانا اقبال کیانی ص:۱۱۷)

❖❖❖❖❖❖❖❖

## درس مساوات؛

زم زم کے چشمے پر سیّدنا عباسؓ اور اُن کی اولاد لوگوں کو پانی پلا رہی تھی ۔حضور ﷺ نے فرمایا؛ چچا جان! میں آپ کے ساتھ مل کر پانی کے ڈول نکالتا( کیونکہ آپ ﷺ بھی اولاد ہاشم میں سے تھے لہٰذا یہ آپ کی بھی ڈیوٹی بنتی تھی) لیکن مجھے ڈر ہے کہ مجھے دیکھ کر لوگ اس کام کے لیے ٹوٹ پڑیں گے اوراس سے تمھارے حقوق ساقیت کے ختم ہونے کا خدشہ ہے۔پانی کھینچ کھینچ کر پلاتے جاؤ کہ یہ نیکی کا کام ہے اور مجھے بھی پانی پلاؤ۔سیّدنا عباسؓ نے فرمایا؛ لوگوں نے یہ پانی گدلا کیا ہوا ہے آپ رُکیں میں اپنے گھر سے صاف پانی یا کھجور کا شربت منگوا دیتا ہوں۔ساقی کوثر سیّد انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ نہیں ،نہیں مجھے بھی وہیں سے پلائیں جہاں سے عام لوگوں کو پلا رہے ہیں ۔قربان جاؤں پیارے رسول ﷺ کی عظمتوں پر اور اس درس مساوات پر۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## صفامروہ کی سعی؛

سیّدنا جابر بن عبداللہؓ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (زم زم پینے کے بعد) رسول اکرم ﷺ بابِ صفا سے صفا پہاڑی کی طرف نکلے جب کوہ صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت تلاوت فرمائی؛

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اِنَّ الصَّفَاوَالمَروَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ ، بے شک صفااور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

پھر آپ ﷺ نے میں سعی کی ابتدااس پہاڑی سے کرتا ہوں جس کے نام سے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ابتدا کی ہے۔یعنی صفا کی پہاڑی۔پس آپ ﷺ نے سعی کی ابتدا کو صفا سے کی۔آپ ﷺ صفا کی پہاڑی کی اتنی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ شریف نظر آ گیا۔پھر آپ قبلہ رُخ ہوئے اور اللہ کی توحیدو کبیریائی ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

لَااِلٰہَ اَلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ
لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ
وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْیءٍ قَدِیْر،
لَااِلٰہُ اِلَّا اللّٰہُ وَاحْدَہٗ، اَنْجَزَ وَعْدَہٗ،
وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ

’’اللہ کے سوا کوئی الہٰ نہیں،وہ اکیلا ہے،اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اور حمد اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،وہ اکیلا ہے،اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو تنہا شکست دی‘‘۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

اس کے بعد آپ ﷺ نے مزید کئی دعائیں کیں،ان دعاؤں کے الفاظ کیا تھے؟ ان کا ذکر حدیث میں نہیں ملتا۔دعاؤں کے بعد میرے آقا ﷺ نے مروہ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔جب آپ ﷺ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کے قدم نشیبی جگہ تک پہنچے تو آپ دوڑے، اسی جگہ کی نشاندہی آج کل سبز ستونوں سے کی گئی ہے دوڑتے دوڑتے جب مروہ کی چڑھائی شروع ہوئی تو آپ ﷺ عام چال چلنے لگے حتیٰ کہ مروہ پر پہنچ گئے اور وہاں وہی کچھ کیا جو کوہ صفا پر کیا یعنی دعائیں مانگیں اور اللہ کریم کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر واپس صفا کی طرف چلے یوں سات چکر مکمل فرمائے۔ آخری چکر مروہ پر ختم ہوا۔ صحابہ کرام بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سعی کے عمل میں شریک تھے اور وہی کچھ کر رہے تھے جو آقا علیہ السلام کر رہے تھے جب سعی مکمل ہوئی تو آپ ﷺ نے ایک بار پھر صحابہ کرام سے کہا، جو چاہے عمرہ مکمل کرنے کے بعد حلال ہو جائے اور جو چاہے احرام کو حج تک برقرار رکھے۔ خاص کر جو لوگ قربانیاں ساتھ لائے ہیں وہ احرام میں ہی رہیں گے۔ خود رسول اللہ ﷺ چونکہ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے اس لیے احرام میں رہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## سیّدنا سراقہ بن جعشم کا سوال؛

وہ سب لوگ جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں اپنے اپنے بال کٹوا کر اور احرام کھول کر حلال ہو گئے حضور ﷺ نے نہ ہی بال کٹوائے اور نہ ہی احرام اتارا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں وقتی طور پر ملال آیا کہ ہم حلال ہونے میں حضور ﷺ کے ساتھ کیوں نہ ہو سکے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے تسلی دلانے پر وہ مطمئن ہو گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا؛ جس چیز کی طرف میں بعد میں متوجہ ہوا (یعنی صحابہ کے اس قدر رنجیدہ ہو جانے پر) اگر پہلے ہو جاتا تو میں ہدی روانہ ہی نہ کرتا اور اس احرام کو عمرہ کر دیتا۔ پس تم میں سے جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ (خوشی سے) حلال ہو جائے اور اس کو عمرہ کا احرام کر لے۔ حضرت سراقہ بن جعشم ؓ نے پوچھا؟ یا رسول اللہ ﷺ یہ حکم اس سال کے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے۔ سیّد عالم ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دوبارہ ارشاد فرمایا؛ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ بیت اللہ کا طواف اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد حجون پہاڑ پر واقع کسی مکان میں تشریف فرما ہو گئے اور آٹھ ذوالحجہ کی صبح تک وہیں مقیم رہے حتیٰ کہ خانہ کعبہ میں بھی تشریف نہ لائے۔ بعض روایات کے مطابق آپ کا قیام ذی طویٰ یا ابطح میں تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مناسکِ حج؛ (یوم ترویہ)

آٹھ ذوالحجہ سے مناسکِ حج شروع ہوتے ہیں۔ یہ یوم ترویہ کہلاتا ہے۔ اس دن زائرین کرام نے منیٰ میں پہنچنا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آنے والوں میں سے جن لوگوں نے احرام اتار دیئے تھے انھوں نے نئے سرے سے احرام باندھے اور منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جن لوگوں نے احرام نہیں تارے تھے وہ سب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حسب معمول حضور ﷺ اپنی اونٹنی قصوی پر سوار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر منیٰ میں ادا فرمائی، عصر مغرب اور عشاء کی نمازیں بھی یہیں ادا فرمائیں۔ رات گئے تک لوگ منیٰ میں آتے رہے، سیّدہ عائشہؓ کا کجاوہ بھی رات گئے منیٰ پہنچا۔ حضور ﷺ نے یہاں قصر نمازیں ادا فرمائیں اور رات منیٰ میں ہی قیام فرمایا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## یوم عرفہ؛

نو ذوالحجہ یوم عرفہ کہلاتا ہے۔ اس دن کو یوم عرفہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن زائرین کرام میدان عرفات میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اس دن وقوف عرفات ہوتا ہے جو حج کا رکن اعظم ہے۔ یہ بڑا ہی بابرکت دن ہے۔ سیّدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں کرتا۔ اس دِن اللہ کریم اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے؛ یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں؟ حجۃ الوداع کے موقع پر یوم عرفہ کو جمعہ مبارک کا دن تھا۔ نو ذوالحجہ ۱۰ ہجری کی صبح رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر منیٰ میں ادا فرمائی پھر تھوڑی دیر ٹھہرے رہے حتیٰ کہ سورج طلوع گیا تو آپ ﷺ نے عرفات کی طرف کوچ فرمایا۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ **لبيك اللهم لبيك** کی صدائیں بلند فرما رہے تھے۔ آپ کے جلو میں لاکھوں صحابہ کرام عرفات کی طرف رواں دواں تھے سب کی زبانوں پر تلبیہ اور ذکر الٰہی تھا۔ سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات جانے کے لیے نکلے تو ہم میں سے کوئی تلبیہ کہہ رہا تھا تو کوئی تکبیر، تکبیر سے مراد اللہ اکبر کہنا ہے۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت مروی ہے۔ اس اضافے کے ساتھ کہ ہم میں سے بعض لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور کوئی کسی کو منع نہیں کر رہا تھا۔

(مسلم شریف)

❖❖❖❖❖❖❖

زمانہ جاہلیت میں قریش کا یہ معمول تھا کہ وہ میدان عرفات میں نہیں جاتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو برتر خیال کرتے تھے اور اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ ہم چونکہ بیت اللہ کے متولی ہیں لہٰذا حدود حرم سے آگے جا کر قیام کرنا ہماری شان کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ؛ قریش اور اُن سے تعلق رکھنے والے (حج کے دن کو) مزدلفہ میں قیام کرتے تھے اور باقی عرب عرفات کی وادی میں قیام کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ''حمس'' کا نام دیتے تھے۔ جب دین اسلام آیا تو اللہ کریم نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات پہنچیں اور وہیں وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان **ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ** کا یہی مطلب ہے، کہ جس جگہ سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں تم بھی وہیں سے لوٹو۔

(مسلم، کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عرفات تک پہنچنا دراصل سیّدنا ابراہیم کی سنت تھی جسے اہل قریش نے بدل دیا تھا۔آج بھی لوگ یہی توقع کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ قریشی ہونے کی وجہ سے عرفات تک نہیں جائیں گے۔لیکن آپ ﷺ نے اس بدعت کو ختم فرمایا اور آپ ﷺ کی اونٹنی وادی نمرہ تک چلتی گئی جہاں آپ کے لیے خیمہ پہلے سے استوار کر دیا گیا تھا۔سیّدنا ابورافعؓ رسول اللہ ﷺ کے ذاتی خادم تھے انھوں نے پہلے ہی یہ کام کر دیا ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ کا پہلا حج تھا اور پہلی بار لاکھوں کا مجمع ساتھ تھا۔اس لیے لوگ یہی سوچ رہے تھے کہ شاید آپ ﷺ قریش کی روایت پر عمل کریں وگرنہ بعض روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبل از نبوت بھی میرے آقا ﷺ اسی ابراہیمی سنت پر عمل کرتے تھے۔سیّدنا جبیر بن معطم بن عدیؓ بیان کرتے ہیں کہ؛ زمانہ جاہلیت میں میرا ایک اونٹ گم ہو گیا یوم عرفہ کے دن میں اس کی تلاش کو نکلا۔کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ میدان عرفات میں کھڑے ہیں میں نے (دل میں) کہا؛ خدا کی قسم یہ تو قریشی ہونے کے باعث حمس میں شمار ہوتے ہیں نہ جانے کیا سبب ہے کہ یہ آج یہاں تک آ گئے ہیں۔

(مسلم، کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖❖

زوال آفتاب تک رسول اللہ ﷺ اپنے خیمے میں مقیم رہے۔آفتاب کے ڈھل جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی تیار کرنے کا حکم دیا۔قصویٰ تیار کی گئی۔میرے آقا اس پہ سوار ہوئے اور اس جگہ تشریف لائے جہاں آج مسجد نمرہ ہے۔یہاں آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا؛ جو تاریخ میں خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔پھر اذان اور اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی اگرچہ جمعہ کا دن تھا پھر بھی آپ ﷺ نے اونچی آواز میں قرأت نہیں فرمائی۔دوبارہ اقامت ہوئی اور آپ ﷺ نے عصر کی دو رکعتوں کی امامت فرمائی۔آپ ﷺ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہیں پڑھے۔نمازوں کے بعد آپ ﷺ پھر سوار ہو گئے اور اونٹنی کو میدان عرفات میں ڈال دیا اور جبل رحمت پر تشریف لا کر وقوف فرمایا۔وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ فرض ہے اگر یہ رہ جائے تو حج ادا نہیں ہوتا۔اس سے مراد یہ ہے کہ نو ذوالحجہ کو زوال افتاب کے بعد سے میدان عرفات میں قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ کے حضور دعائیں مانگنا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج عرفات میں ٹھہرنے کا نام ہے۔رسول اللہ ﷺ نے خود تو جبل رحمت پر وقوف فرمایا لیکن یہ اجازت دی کہ سارا میدان عرفات جائے وقوف ہے۔وقوف عرفات میں دعائیں مانگنا ہی اصل عبادت ہے۔سیّدنا اسامہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ میں عرفات میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا یعنی آپ ﷺ کی اونٹنی پر سوار تھا۔آپ ﷺ نے دعا مانگنے کے لیے دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے۔اسی دوران آپ کی اونٹنی مڑی تو اس کی نکیل ہاتھ سے گر گئی۔تب آپ ﷺ نے ایک ہاتھ سے اونٹنی کی نکیل تھامے رکھی اور دوسرے ہاتھ کو دُعا کے لیے اٹھائے رکھا۔سیّدی محمد کریم ﷺ نے غروب آفتاب تک میدان عرفات میں وقوف فرمایا اور جونہی سورج غروب ہوا آپ ﷺ نے عرفات سے واپسی کا سفر اختیار کیا اب آپ کی منزل مزدلفہ تھی۔آپ ﷺ قصویٰ پر ہی سوار تھے۔سیّدنا اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔جانثار صحابہ پروانوں کی مانند حضور ﷺ کے گرد پھیلے ہوئے تھے اور چل رہے تھے۔

آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کی مہار اس قدر کھینچی ہوئی تھی کہ اس کا سر کجاوے کے اگلے حصے سے لگ رہا تھا۔نبی اکرم ﷺ ہاتھ مبارک کے اشارے سے لوگوں کو آہستہ آہستہ چلنے کی ہدایت کر رہے تھے۔رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔مغرب کا وقت نکلا جا رہا تھا لیکن میرے آقا ﷺ مزدلفہ کی طرف رواں دواں تھے۔راستے میں ایک گھاٹی کی طرف رفع حاجت کے لیے مڑ گئے۔فراغت کے بعد سیّدنا اسامہ بن زیدؓ نے آپ ﷺ کو وضو کرایا اور دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز کہاں ادا کرنی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے مزدلفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا نماز کا مقام ابھی آگے ہے۔آپ ﷺ پھر اونٹنی پر سوار ہو گئے۔جب راستے میں کوئی پہاڑی آجاتی تو اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دیتے تاکہ وہ آسانی سے اوپر چڑھ سکے۔چاند کی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی میں سفر جاری تھا۔عشاء کا وقت بھی آ گیا لیکن سفر جاری رہا حتیٰ کہ حجاج کرام کا یہ مقدس قافلہ پیارے نبی کی قیادت میں مزدلفہ پہنچ گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حجاج نے یہ رات مزدلفہ میں گزارنی تھی۔ یہ حج کی عبادت کی سنتوں میں سے ایک ہے۔ قافلہ جب ٹھہر گیا تو اذان پڑھی گئی۔ چنانچہ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پہلے مغرب پھر عشا کی نماز ادا کی گئی۔ نماز عشاء میں قصر کی گئی۔ دونوں نمازوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ پھر تاجدارِ مدینہ کے لیے پتھریلی زمین پر ہی ایک کپڑا بچھا دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ اس پر لیٹ گئے۔ طلوع فجر تک آپ ﷺ محو استراحت رہے۔ صبح صادق ہوتے ہی آپ ﷺ اُٹھ گئے۔ وضو کیا اور اذان کا حکم دیا۔ اس روز آپ ﷺ نے صبح کی نماز معمول سے کچھ وقت پہلے ہی ادا کی حالانکہ ابھی خاصا اندھیرا تھا۔ عبداللہ ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ میں نے جناب نبی کریم ﷺ کو کبھی غیر وقت میں نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر مزدلفہ میں کہ وہاں آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو ایک وقت میں جمع فرمایا اور دوسرے روز فجر کی نماز معمول سے پہلے پڑھی۔

(سنن ابوداؤد ، کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖❖

نماز کے بعد آپ ﷺ معشر حرام میں تشریف لائے، خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے تکبیر و تحلیل کرتے اور دعائیں مانگتے رہے۔ اس عمل کو اصطلاع میں وقوف مزدلفہ کہتے ہیں۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ لوگ اپنے محبوب کے قریب آتے اپنا مسئلہ پوچھتے اور ہٹ جاتے۔ حضرت عمرو بن مضرس طائیؓ کا بیان ہے کہ میں موقوف میں یعنی مزدلفہ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا؛ یارسول اللہ ﷺ میں طے کے پہاڑوں میں سے چلا آ رہا ہوں میں نے اپنی اونٹنی کو چلا چلا کے تھکا دیا ہے اور خود بھی بہت تھک گیا ہوں۔ خدا کی قسم کوئی ایسا پہاڑ نہیں ہے جس پر میں (عرفات سمجھ کر) نہ ٹھہرا ہوں، کیا میرا حج ہو گیا ہے۔ رسول محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ جو شخص ہمارے ہمراہ اس نماز یعنی فجر کو پالے اور اس سے قبل وہ دن یا رات کے کسی حصے میں عرفات میں ٹھہر چکا ہو تو اس کا حج ہو گیا۔

(سنن ابوداؤد ، کتاب الحج)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖

رسول محبوب ﷺ خود تو مزدلفہ میں دسویں کی پوری رات قیام پذیر رہے البتہ عورتوں اور بچوں کو کمزور جان کر پہلے ہی منیٰ روانہ فرما دیا تھا۔ سیّدنا عبداللہ ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ میں بھی اُن لوگوں میں سے تھا جن کو مزدلفہ کی شب آگے روانہ کیا گیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اور بنی مطلب کے کئی لڑکوں کو گدھوں پر بٹھا کر مزدلفہ کی رات میں آگے منیٰ کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ رسول شفقت و رافت سے ہماری رانوں پر آہستہ آہستہ مارتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے اے میرے بچو تم لوگ کنکریاں نہ مارنا جب تک کہ سورج طلوع نہ ہو جائے۔

(سنن ابوداؤد ، کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖❖

سیّدہ عائشہ کا بیان ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) جب ہم مزدلفہ میں اترے تو اُم المومنین سیّدہ سودہ نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ لوگوں کے ہجوم سے پہلے وہ منیٰ چلی جائیں اس لیے کہ بھاری بھر کم عورت تھیں۔ آپ ﷺ نے اُن کو اجازت دے دی اور وہ نکل کھڑی ہوئیں جب کہ ہم لوگ صبح تک وہیں ٹھہرے رہے۔ جب آپ ﷺ چلے تب ہم چلے۔ سیّدہ عائشہؓ فرماتی ہیں اگر میں بھی بی بی سودہؓ کی طرح اجازت لے لیتی تو یہ بات میرے لیے زیادہ فرحت آمیز ہوتی۔

(بخاری ، کتاب المناسک)

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## ۱۰ذوالحجہ،(قربانی کا دن)

دس ذوالحج ،یوم النہر کہلاتا ہے۔یعنی قربانیوں کا دن ۔اس دن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی جاریکردہ سنت کی اتباع میں مسلمان پوری دنیا میں اللہ کے حضور جانوروں کی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔اس دن جب کچھ روشنی پھیل گئی اور ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا تو سیّدی خیرالبشر نے منیٰ کی طرف کوچ کا حکم دیا۔جب کہ قبل ازیں مشرکین نے یہ روایت قائم کی تھی کہ وہ سورج چڑھے جب پہاڑ چمک اٹھتے تھے تب وہ مزدلفہ سے روانہ ہوتے تھے۔آپ ﷺ نے اس کے خلاف کرنے کا حکم دیا۔آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوئے اب کی بار حضور ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی سیّدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔اُن کا بیان ہے کہ سارا رستہ رسول اللہ ﷺ **لبيك اللّٰهم لبيك** پکارتے رہے۔یہ عمل منیٰ پہنچ کر بڑے شیطان کو کنکریاں مارنے تک جاری رکھا۔مزدلفہ سے آتے ہوئے راستے میں ہی کنکریاں چن لی گئیں تھیں ۔حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کی صبح مجھے فرمایا؛"آؤ میرے لیے کنکریاں چنو" میں نے آپ ﷺ کے لیے ایسی کنکریاں اکٹھی کیں جنھیں دو انگلیوں کے درمیان رکھ کر پھینکا جا سکے۔جب میں نے وہ کنکریاں آپ ﷺ کے ہاتھ پر رکھیں تو آپ نے فرمایا؛ ہاں ایسی ہی کنکریاں ٹھیک ہیں۔(اور یادرکھو) دین میں مبالغہ کرنے سے بچو۔تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو(شدت) نے ہی ہلاک کیا۔

(امام نسائی ، کتاب المناسک)

❖❖❖❖❖❖❖❖

سوائے وادی محسر کے جہاں سے آپ ﷺ تیزی سے گزرے دیگر راستہ سکون اور اطمینان سے طے فرمایا اور لوگوں کو سکون اور اطمینان سے چلنے کی ہدایت فرمائی۔وادی محسر وہ جگہ ہے جہاں اصحاب الفیل پر عذاب نازل ہوا تھا۔سورج کافی بلند ہو گیا تھا اور دن گرم ہو رہا تھا اور آپ ﷺ منیٰ کی طرف

www.KitaboSunnat.com



رواں دواں تھے۔سیّدنا اُمِ حصینؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا جو کہ آپ ﷺ کا آخری حج تھا۔وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُن میں سے ایک نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑی ہوئی تھی اور دوسرے نے اپنے کپڑے سے رسول اللہ ﷺ کے سر پر سایہ کیا ہوا تھا تا کہ آپ ﷺ دھوپ سے محفوظ رہیں۔اوراسی حال میں آپ ﷺ نے جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں۔سیّدہ اُمِ حصین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس موقع پر حضور ﷺ نے بہت سی باتیں ارشادفرمائیں۔میں نے سنا آپ فرما رہے تھے،کہ اگر ایک نکٹا حبشی غلام بھی کتاب اللہ سے تمھاری راہنمائی کرے تو اس کے احکام سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

(مسلم ،کتاب الحج)

❖❖❖❖❖❖❖❖

بڑے شیطان تک پہنچنے کے لیے آپ ﷺ نے مختصر راستہ اختیار کیا۔بڑے شیطان تک پہنچ کر رسول محبوب ﷺ نے شیطان کو سات کنکریاں ماریں۔ہر کنکری کو مارتے ہوئے آپ ﷺ تکبیر کہتے جاتے۔یہ کنکریاں چھوٹی چھوٹی تھیں جو ایک چٹکی میں آجاتی تھیں۔ رمی جمار بھی حج کا ایک رکن ہے۔ویسے تو جس طرح بھی ممکن ہو،اور جس طرح بھی سہولت ہو،رمی کی جا سکتی ہے۔لیکن بڑے شیطان کی رمی کرتے وقت مستحب یہ ہے کہ کنکریاں مارنے والا نیچے وادی کے درمیان اس طرح کھڑا ہو کہ مکہ اس کے بائیں جانب ہو اور منیٰ دائیں جانب ہو۔اُس کا منہ عقبہ کی جانب ہو،رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہی تھا۔

عبدالرحمان بن یزیدؒ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سیّدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کو دیکھا کہ وہ بڑے جمرہ کے پاس گئے اور بیت اللہ کو بائیں طرف کیا اور منیٰ کو اپنی داہنی جانب کیا اور نالے کے نشیب میں سے (وادی کے درمیان سے) سات کنکریاں ماریں اور کہنے لگے جن پر سورہ بقرہ اتری انھوں نے اسی طرح کنکریاں ماریں۔

(رواۃ البخاری فی کتاب المناسک)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖❖

## قربانی:

دس ذی الحج قربانی کا دن ہے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ سے ہی قربانی کے اونٹ ساتھ لائے تھے۔ حضرت علیؓ یمن سے تشریف لا کر حج میں شامل ہوئے۔ وہ بھی حضور ﷺ کے لیے کچھ قربانیاں یمن سے لائے تھے۔ کل ملا کر سو اونٹ بن گئے تھے۔ قربانی کے دن پہلے سیّد انسانیت ﷺ نے جمرہ اولیٰ کی رمی کی پھر قربان گاہ پر تشریف لائے یہاں پر آپ ﷺ نے قربانیاں طلب کیں۔ حضور علیہ الصلوۃ السلام نے اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹوں کو ذبح فرمایا اور باقی اونٹ سیّدنا علیؓ کے ذمہ لگائے کہ وہ ان کو نحر کریں۔ پھر آپ ﷺ نے ہر اونٹ سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کا حکم دیا جسے ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا۔ جب گوشت پک گیا تو حضور ﷺ نے خود بھی تناول فرمایا اور شوربہ بھی پیا۔ دیگر احباب کو بھی اپنے ساتھ شریک کیا۔ اگرچہ سیّدی حضور ﷺ نے قربان گاہ پر جانور ذبح فرمائے لیکن لوگوں کی سہولت کے پیش نظر ارشاد فرمایا کہ پورا منیٰ ہی قربان گاہ ہے اور مکہ کی گلیوں اور راستوں میں بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔ قربان گاہ کے پاس ہی حجام بھی موجود تھے انٹوں کے نحر کے بعد رسول اللہ ﷺ ایک حجام کی طرف تشریف لے گئے اور اسے دائیں جانب سے شروع کرنے کا اشارہ کر کے سر مونڈنے کا حکم دیا۔

اس خوش بخت حجام کا نام معمر بن عبداللہؓ تھا۔ اس نے جو بال اتارے قریب کھڑے صحابہ کو دے دیئے۔ صحابہ کرام حضور کے ارد گرد ہی کھڑے تھے اور آپ ﷺ کے بال مبارک نیچے نہیں گرنے دے رہے تھے۔ پیارے آقا ﷺ نے اپنے دست مبارک سے سیّدہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا اور سیّدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بال مبارک عطا فرمائے۔ ابوطلحہ انصاریؓ نے کچھ بال مبارک دیگر صحابہ میں بطور تبرک تقسیم فرمائے۔ سیّدنا خالد بن ولیدؓ نے بھی اس موقع پر بال مبارک حاصل کیے جنھیں وہ ہمیشہ اپنی ٹوپی میں رکھا کرتے تھے۔ اُن کا عقیدہ تھا کہ جس معرکے میں یہ ٹوپی اُن کے سر پر ہوتی وہ اُس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ضرور کامیاب ہوتے ۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین نے بھی اپنے محبوب قائد کی پیروی کی۔انھوں نے قربانیاں کی، بال منڈاوئے اوراحرام اتارے۔اس کے بعدرسول اللہ ﷺ طواف زیارہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## طواف زیارت، حج کا ایک فرض ہے؛

حسب معمول رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پرسوار تھے۔اس طواف میں حضور ﷺ نے رمل نہیں فرمایااور نہ ہی اس کے بعدسعی فرمائی۔طواف کے بعدزم زم پینے کے لیے کنویں پرتشریف لے آئے۔بعض روایات میں ہے کہ آپ نے اس دن نمازظہرمسجد الحرام میں ادافرمائی اوربعض کے مطابق آپ ﷺ نے نمازظہرمنیٰ واپس تشریف لاکرادافرمائی۔

(شرح صحیح مسلم،جلدسوم۔ص۵۵۷،ازمولاناغلام رسول سیّدی)

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ایام تشریق؛

ذوالحجہ کی ۱۱ویں،۱۲ویں اور۱۳ویں تاریخوں کے دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ یہ منیٰ میں قیام کے دن ہیں۔ان یام کی راتیں تولازماً منیٰ میں گزارنی ہوتی ہیں البتہ دن کولوگ آگے پیچھے جاسکتے ہیں۔ ویسے تو سنت یہ ہے کہ ۱۲ویں ذوالحج کوغروب آفتاب سے قبل ہی منیٰ سے رخصت ہوجانا چاہیے لیکن اگرکوئی فردبوجہ۱۲ویں ذوالحجہ کوغروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے نہ نکل سکےتو پھراسے ۱۳ویں کی رات اوراس کادن بھی منیٰ میں ٹھیرناپڑے گا۔ان یام میں نمازپنجگانہ،ذکرواذکاراورمحافل پندونصائح کے علاوہ جواصل کام ہے وہ ہے رمی جمرات،یعنی اُن ستونوں پرکنکریاں برسانا جنھیں جمرات کہا جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔حج کے زمانے کی یہ ایک عظیم عبادت ہے۔یہ کل تین دن ہیں۔مزدلفہ سے آتے ہوئے آخری اور مکہ سے آتے ہوئے پہلا جمرہ، جمرہ العقبہ کہلاتا ہے۔یہ عقبہ گھاٹی میں واقع ہے۔یہ وہی جگہ ہے جہاں بیوت عقبہ وقوع پذیر ہوئیں تھیں۔اس سے اگلا جمرہ، جمرہ وسطیٰ اور اُس سے اگلا ستون جمرہ اولیٰ کہلاتا ہے۔یاد رہے کہ دس ذوالحج کو صرف جمرہ عقبہ پر رمی کرنی ہوتی ہے۔کیونکہ حضورﷺ نے ایسا ہی کیا۔جب کہ ایام تشریک میں یکے بعد دیگرے تینوں پر۔دوسرا فرق یہ ہے کہ دسویں تاریخ کی رمی زوال سے پہلے اور باقی ایام کی رمی زوال کے بعد کرنا سنت ہے۔

رمی جمرات، ابلیس پر لعنت اور اس کے خلاف جنگ کی علامت ہے۔یہ عمل اس عزم کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ بندہ مومن ابلیس کی پسپائی سے کم کسی چیز پہ راضی نہ ہوگا۔یہ معلوم ہے کہ انسان کا یہ ازلی دشمن جب وسوسہ انگیزی کرتا ہے تو اس کے بعد خاموش نہیں ہوجاتا بلکہ یہ سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ تاہم مزاحمت کی جائے تو اس کی تاخت بتدریج کمزور ہوجاتی ہے۔تین دن کی رمی اور اس کے لیے پہلے بڑے اور اس کے بعد چھوٹے جمرات سے اسی بات کو ظاہر کیا گیا ہے۔سیّدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہﷺ نے (۱۰ ذوالحج) کو دن کے دوسرے حصے میں طواف افاضہ کیا اور ظہر کی نماز بھی ادا فرمائی، پھر آپﷺ منیٰ واپس تشریف لائے اور ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں ہی گزاریں۔(اس دوران) زوال آفتاب کے بعد تینوں جمرات کو کنکریاں ماریں۔آپﷺ ہر جمرات کو سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری مارتے وقت ''اللہ اکبر'' کہتے۔پہلے جمرہ اولیٰ اور دوسرے جمرہ جمرہ وسطیٰ کے پاس (کنکریاں مارنے کے بعد) دیر تک رکتے اور آہ وزاری سے دعائیں مانگتے تھے البتہ تیسرے جمرہ یعنی جمرہ عقبہ کے پاس کنکریاں مارنے کے بعد قیام نہ فرماتے۔

(ابوداؤد، باب رمی جمار)

❖❖❖❖❖❖❖

## تعلیم جاری ہے!

رسول اللہﷺ نے طواف زیارت پہلے دن کر لیا تھا، اس کے بعد آپﷺ یہیں منیٰ میں قیام پذیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہے اور یہ ایام اسی طرح گزارے تھے جس طرح اوپر بیان کیا گیا ہے۔لوگ مسائل پوچھنے کے لیے دربارِ نبوی میں حاضر ہوتے اور اپنی الجھنوں کا جواب پاتے۔اس دوران آپ ﷺ وعظ و نصیحت بھی فرماتے رہے اور تقاریر بھی کرتے رہے۔

❖❖❖❖❖❖❖

☜ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص میدان عرفات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا کہ اچانک وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اُس کی گردن ٹوٹ گئی۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، اور دو کپڑوں میں کفن دو، خوشبو لگاؤ نہ سر ڈھانپو، کیونکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اس حال میں اٹھائے گا کہ یہ لبیک پکار رہا ہوگا۔

❖❖❖❖❖❖❖

☜ حضرت فضل بن عباسؓ کہتے ہیں کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے عرض کی؛ یا رسول اللہ ﷺ میرے والد بہت بوڑھے ہیں اُن پر اللہ کا فریضہ حج واجب ہو چکا ہے مگر وہ اپنے اونٹ کی پشت پر نہیں بیٹھ سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں۔رسول محبوب ﷺ نے جواب دیا؛ ہاں

❖❖❖❖❖❖❖

☜ سیّدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق میں) اُم المومنین حضرت سیّدہ صفیہ بنت حیّیؓ کو طواف افاضہ کے بعد حیض آ گیا۔میں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو حضور نے فرمایا؛ گویا وہ ہمیں روانگی سے روک لے گی۔(کیونکہ اس حالت میں وہ طواف وداع نہیں کرسکتی اور یہ آفاقی کے لیے فرض ہے) سیّدہ عائشہؓ نے عرض کی؛ یارسول اللہ ﷺ وہ طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوئی ہیں۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ چلو پھر چلیں۔

❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضرت عبداللہ ابن عمر بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یوم نحر کو جمرہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا؛ یارسول اللہ ﷺ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اب کنکریاں مارلو کوئی حرج نہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

دوسرے شخص نے آ کر عرض کی میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا؛ کوئی حرج نہیں، اب کنکریاں مارلو۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

تیسرے شخص نے آ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ؛ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے طواف افاضہ کر لیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا؛ اب کنکریاں مارلو کوئی حرج نہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا؛ میں نے میں نے ذبح سے پہلے حلق کر لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا؛ کوئی حرج نہیں اب ذبح کرلو۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاصؓ فرماتے ہیں اُس روز رسول محترم سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا؛ اب کرلو کوئی حرج نہیں۔
(مسلم، کتاب الحج، باب جواز تقدیم۔۔۔)

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اب باب کی تمام احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لاعلمی میں اگر مناسک حج میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر ایسا کرنا یقیناً نقصان کو لازم ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

☞ منیٰ قیام کی جگہ ہے کسی زائر کو جب وہ حج میں شریک ہو، لازماً منیٰ میں قیام کرنا ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کو حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمائی ہے کہ وہ منیٰ سے باہر رات گزار سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے عرض کی کہ ہمیں حجاج کرام کو زم زم پلانا ہوتا ہے اور حجاج ان دنوں طواف زیارت کے لیے مکہ میں ہوتے ہیں اس لیے مجھے یہ رات وہاں گزارنے کی اجازت عطا فرمائیں۔نبی اکرم ﷺ نے انھیں اجازت دے دی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

☞ اسی طرح قافلے کے شتربانوں نے عرض کیا؛ چونکہ منیٰ میں جانوروں کے لیے کوئی چراگاہ نہیں ہے اس لیے ہمیں اونٹوں کے ساتھ منیٰ سے باہر رہنے کی اجازت عطا فرمائیں۔انھیں بھی اجازت دے دی گئی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## واپسی؛

اب مناسک حج اپنے اختتام کو پہنچ رہے ہیں۔رسول محبوب ﷺ نے واپسی کا قصد فرما لیا۔سیّدہ عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا؛ یارسول اللہ ﷺ لوگ تو حج اور عمرے کا ثواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لے کر واپس لوٹیں گے جب کہ مجھے صرف حج کا ثواب ملا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے سفر حج کے دوران انھیں حیض آ گیا تھا جس کے باعث وہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرنے سے محروم رہیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ منیٰ میں قیام کے دوران میں پاک ہوگئی تھی اور طواف افاضہ بھی کر لیا تھا لیکن عمرہ نہ کرنے کی حسرت باقی تھی۔ چنانچہ آقا سیّدی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے تم اپنے بھائی عبدالرحمانؓ کے ساتھ تنعیم چلی جاؤ وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرو، میں یہیں وادی محصب میں تمھارا انتظار کروں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے وادی محصب میں پڑاؤ ڈال لیا اور سیّدہ عائشہؓ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف روانہ ہوگئیں۔ وہ اونٹ پر سوار تھیں، رات کا وقت تھا، چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا، ہوا میں خنکی تھی، اس لیے سیّدہ عائشہؓ کو نیند نے آ لیا، نیند میں سیّدہ عائشہؓ کا سر کجاوے سے جا ٹکرا جاتا تھا، بہر حال وہ تنعیم پہنچیں وہاں سے عمرے کے لیے احرام باندھا اور خانہ کعبہ تشریف لا کر اپنا عمرہ مکمل کیا اور اپنے بھائی کے ساتھ راتوں رات وادی محصب میں حضور ﷺ کے ساتھ آ ملیں۔

ابھی آدھی رات باقی تھی جب سیّدہ عائشہ وادی محصب میں تشریف لے آئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا؟ تمھارا عمرہ مکمل ہو گیا ہے، انھوں نے کہا: ہاں، تب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو اسی وقت کوچ کرنے کا حکم جاری فرمایا۔ قافلہ تیار ہوا اور اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گیا۔ پہلے میرے آقا سیّدی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے بیت اللہ کا طواف وداع کیا پھر فجر کی نماز حرم میں ہی ادا کی اور اس کے بعد مدینے کے لیے روانہ ہو گئے۔ چار ذوالحج دس ہجری کو رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تھے اور چودہ ذوالحج کو مدینہ کی طرف واپسی کا سفر اختیار کیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## غدیر خم پر؛

کچھ لوگ مکہ میں رہ گئے، کچھ لوگ مکہ سے ہی دیگر شہروں کو روانہ ہو گئے تاہم ایک بڑی تعداد آپ ﷺ کے ہمراہ رہی۔ واپسی کے سفر میں بھی تسبیح و تہلیل، ذکر واذکار اور وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری رہا غدیر خم ایک کنویں کا نام تھا۔ واپسی کے سفر میں ۱۸ ذوالحج اتوار کے دن یہ قافلہ وہاں پہنچا۔ یہ گاؤں ایسی جگہ پر واقع تھا جہاں سے مختلف قصبات کی طرف راستے نکلتے تھے۔ یہاں سے بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے علاقوں کو مڑ جانا تھا۔ اس لیے سیّدی خیر البشر نے یہاں قیام فرمایا اور ایک اہم تقریر ارشاد فرمائی۔ اس تقریر میں اور باتوں کے سوا آپ ﷺ نے اپنی آل اور سیّدنا علیؓ کی شان میں بہت کچھ ارشاد فرمایا، جس میں یہ مشہور فقرہ بھی شامل تھا ''**من کنت مولاہ ،مولاہ علی** '' جس کے معنی نہایت سادہ تھے۔ یعنی جو مجھے اپنا مولا مانتا ہے، دوست رکھتا ہے، پیار کرتا ہے وہ جناب علی سے بھی پیار کرے۔ بعد کے ادوار میں جب امت سیاسی طور پر تقسیم ہوئی تو بوجوہ ایک طبقے نے اپنی سیاسی ضروریات کے تحت خطبہ غدیر خم کو من پسند معنی پہنا لیے اور اس سے ایسے ایسے مطالب اخذ کئے جن کی اس خطبے میں کوئی گنجائش نہ تھی۔ یہاں سے اگلے دن یہ قافلہ اپنے محبوب قائد کیا قیادت میں مدینہ روانہ ہوا اور ۲۴ ذوالحج بروز ہفتہ ذوالخلیفہ پہنچا اور رات وہیں بسر کی۔ اگلی صبح یہ کارواں توحید پورے ایک ماہ بعد مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ سیّدنا عبداللہ ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر جہاد، حج یا عمرہ کے سفر سے واپس آتے اور ٹیلے یا ہموار میدان پر پہنچتے تو تین بار اللہ اکبر کہتے اور پھر فرماتے؛

**لَاالٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ**

**لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ،وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَئىءٍ قَدِيْر ،**

**آئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ**

**صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ**

(رواۃ مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں،
اُسی کی حکومت ہے اور اسی کے لیے ستائش ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
ہم لوٹ کر آنے والے، توبہ کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اور اپنے
رب کی حمد بیان کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اسی
نے تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔
(امام مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## تقاریر پیغمبر

رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ ہر اجتماعی موقع پر وعظ ونصیحت کا فریضہ سرانجام دیا کرتے تھے۔ حجۃ الوداع کے مبارک سفر میں بھی، مختلف مواقع پر آپ ﷺ نے تقاریر فرمائی ہیں جنھیں مختلف صحابہ نے نقل فرمایا ہے۔ سب سے پہلی تقریر روانگی کے وقت مدینہ طیبہ میں ہی فرمائی تھی لیکن اس تقریر کا کوئی متن نہیں مل سکا۔ اس کے بعد ذوالحلیفہ میں بھی خطاب فرمایا، راستے میں جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا آپ ﷺ خطبات دیتے رہے اور تلقین ونصیحت فرماتے رہے۔ سب سے مشہور تقریر وہ ہے جو خطبہ حجۃ لوداع کے نام سے معروف ہے۔ یہ تقریر میدان عرفات میں کی گئی تھی۔ میدان عرفات میں رسول اللہ ﷺ نے دو تقریریں کیں، ایک تقریر تو وہ ہے جو آپ ﷺ نے جبل رحمت پر وقوف کرتے ہوئے ارشاد فرمائی تھی اور ایک وہ ہے جو اس سے قبل ظہر اور عصر سے قبل فرمائی تھی۔ چونکہ یہ دونوں تقاریر کے الفاظ ملتے جلتے ہیں اور ان کے اندر پند ونصائح بھی ایک جیسے ہیں اس لیے یہ ایک ہی تقریر معلوم پڑتی ہے۔ دس ذوالحج کو منیٰ میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد بھی وہاں پر موجود لوگوں سے آپ ﷺ نے خصوصی خطاب فرمایا، اس کے علاوہ منیٰ میں ہی دوران قیام ایک دو اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مواقع پر بھی آپ ﷺ نے خطبات ارشاد فرمائے۔ان تمام خطبات میں بہت سی باتیں مشترک ہیں یہاں ہم صرف اُس خطبے کا ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جو ''خطبہ حجۃ الوداع'' کے نام سے مشہور و معروف ہے۔یہ تقریر کرتے ہوئے حضور ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے،جگہ بھی قدرے بلند تھی اور مجمع بھی ہمہ تن گوش اور پر سکون تھا۔آپ ﷺ کے چاروں طرف کئی ایسے افراد مقرر کئے گئے تھے جن کی آواز دور دور تک سنی جاتی تھی۔اُن میں سے ایک ہستی سیّدنا علیؓ اور دوسرے حضرت ربیعہ بن امیہ بن خلف تھے۔آپ ﷺ جو فقرہ ادا فرماتے یہ حضرات اس کو دہراتے جاتے تھے۔اس طرح آپ ﷺ کا پیغام سب تک پہنچ رہا تھا۔ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا جبیر بن عبداللہ بجلیؓ سے فرمایا؛لوگوں کو خاموش کرائیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## خطبہ حجۃ الوداع؛

امام مسلم نے اپنی صحیح میں سیّدنا جابرؓ سے ایک تفصیلی روایت بیان کی ہے جس میں وہ حضور ﷺ کے آخری حج کے قصے کو بیان کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ عرفہ کے روز رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے،دِن ڈھل چکا تھا،آپ ﷺ قدرے اونچی چٹان پر چڑھے اور لوگوں کو خطاب کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

''لوگو،تمھارا خون اور تمھارے اموال ایک دوسرے کے لیے اسی طرح محترم ہیں جس طرح آج کا یہ دن عظمت والا ہے،جس طرح یہ مہینہ حرمت والا ہے اور جس طرح یہ شہر عظمت والا ہے،آگاہ رہو!زمانہ جاہلیت کا ہر امر،ہر رسم اور ہر قضیہ میرے قدموں کے نیچے رکھ دیا گیا ہے۔میں زمانہ جاہلیت کے تمام قتل اور ان کے انتقام کالعدم قرار دیتا ہوں۔سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا قتل معاف کرتا ہوں۔یہ ابن ربیعہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حارث کا خون ہے جسے بنو ہذیل نے بہایا تھا جب وہ ابھی بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا ۔اسی طرح زمانہ جاہلیت کے سارے سود کالعدم قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان کا سود ختم کرتا ہوں ۔میرے چچا عباس بن عبدالمطلب کے جتنے سود لوگوں پر واجب الادا ہیں آج سے میں وہ سب ختم کرتا ہوں ۔لوگو! عورتوں کے حقوق کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم نے انھیں اللہ کے نام پر حاصل کیا ہے ۔اور ان کا ستر تمھارے لیے اللہ کے حکم سے جائز ہوا ہے ۔مسلمان عورت پر اپنے خاوند کا حق یہ ہے کہ وہ (اُس کی عزت کا پاس کرتے ہوئے) کسی ایسے آدمی کو گھر میں نہ آنے دے جو اُس کے شوہر کو ناپسند ہو اور اگر عورتیں ایسا کریں (اس پر ضد کی روش اپنالیں اور تمھاری غیرت و عزت کا پاس و لحاظ نہ رکھیں) تو انھیں ایسی مار مارو جس سے انھیں سخت چوٹ نہ لگے ۔اور عورت کا یہ بھی تم پر حق ہے کہ تم انھیں اپنی حیثیت کے مطابق روٹی کپڑا مہیا کرو ۔میں تمھارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جا رہا ہوں جسے اگر تم مضبوطی سے تھام لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے کتاب اللہ! لوگو قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا، بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام نے عرض کی؛ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے ۔حق رسالت ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اپنی امت کی خیر خواہی کی ۔صحابہ کرام کا یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھا کر تین مرتبہ ارشاد فرمایا؛ اے اللہ؛ تو گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا''۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## ٹائم ٹیبل

پہلے تاریخوں کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

| جمعہ | ہفتہ | اتوار | سوموار | منگل | بدھ | جمعرات |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ذی قعدہ ۲۴ | ۲۵ | ۲۶ | ۲۷ | ۲۸ | ۲۹ | یکم ذی الحج |
| ۲ | ۳ | ۴ | ۵ | ۶ | ۷ | ۸ |
| ۹ | ۱۰ | ۱۱ | ۱۲ | ۱۳ | ۱۴ | ۱۵ |
| ۱۶ | ۱۷ | ۱۸ | ۱۹ | ۲۰ | ۲۱ | ۲۲ |
| ۲۳ | ۲۴ | ۲۵ ذی الحجہ | | | | |

اب رسول اللہ ﷺ کے سفر حج کا ٹائم ٹیبل ملاحظہ فرمائیں۔

مدینہ طیبہ سے روانگی۔۔۔۲۵ ذیقعدہ، بروز ہفتہ بعد نماز ظہر

ذوالحلیفہ میں قیام۔۔۔ ۲۵ اور ۲۶ ذیقعدہ کی درمیانی رات

ذوالحلیفہ سے روانگی۔۔۔۲۶ ذیقعدہ، بروز اتوار، بوقت چاشت

ذی طویٰ میں پڑاؤ۔۔۔ ۳ ذی الحج، بروز ہفتہ، رات کا قیام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مکہ میں آمد --- ۴ ذی الحج ، بروزاتوار، بوقت قبل از دوپہر

عمرہ کی ادائیگی --- ۴ ذی الحج ، بروزاتوار ،بوقت قبل از دوپہر

حجون میں قیام --- بعداز ادائے عمرہ ۴ تا ۸ ذی الحج کی صبح تک

منیٰ میں آمد --- ۸ ذی الحج بروز جمعرات بوقت قبل از دوپہر

عرفات میں آمد --- ۹ ذی الحج بروز جمعہ قبل از دوپہر

عرفات سے روانگی --- ۹ ذی الحج بعداز غروب آفتاب

مزدلفہ میں قیام --- ۹ذی الحج اور ۱۰ذی الحج کی درمیانی رات

دوبارہ منیٰ میں آمد --- ۱۰ ذی الحج بروز ہفتہ بوقت صبح

رمی جمرہ عقبہ،قربانی،حلق --- ۱۰ذی الحج بروز ہفتہ

مکہ میں طواف زیارت --- ۱۰ ذی الحج بوقت قبل از دوپہر

منیٰ میں قیام --- ۱۰،۱۱،۱۲،۱۳ ذی الحج

منیٰ سے روانگی --- ۱۳ ذی الحج بروز منگل بعداز نماز ظہر

محصب میں پڑاؤ --- ۱۳ ، ۱۴ ذی الحج کی درمیانی رات

طواف وداع --- ۱۴ ذی الحج بروز بدھ قبل از فجر

مدینہ طیبہ روانگی --- ۱۴ ذی الحج بروز بدھ قبل از فجر

چشمہ غدیر پر --- ۱۸ ذی الحج بروزاتوار

ذوالحلیفہ میں --- ۲۴ ذی الحج بروز ہفتہ رات کا قیام

مدینہ طیبہ میں آمد --- ۲۵ ذی الحج بروزاتوار قبل از دوپہر

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



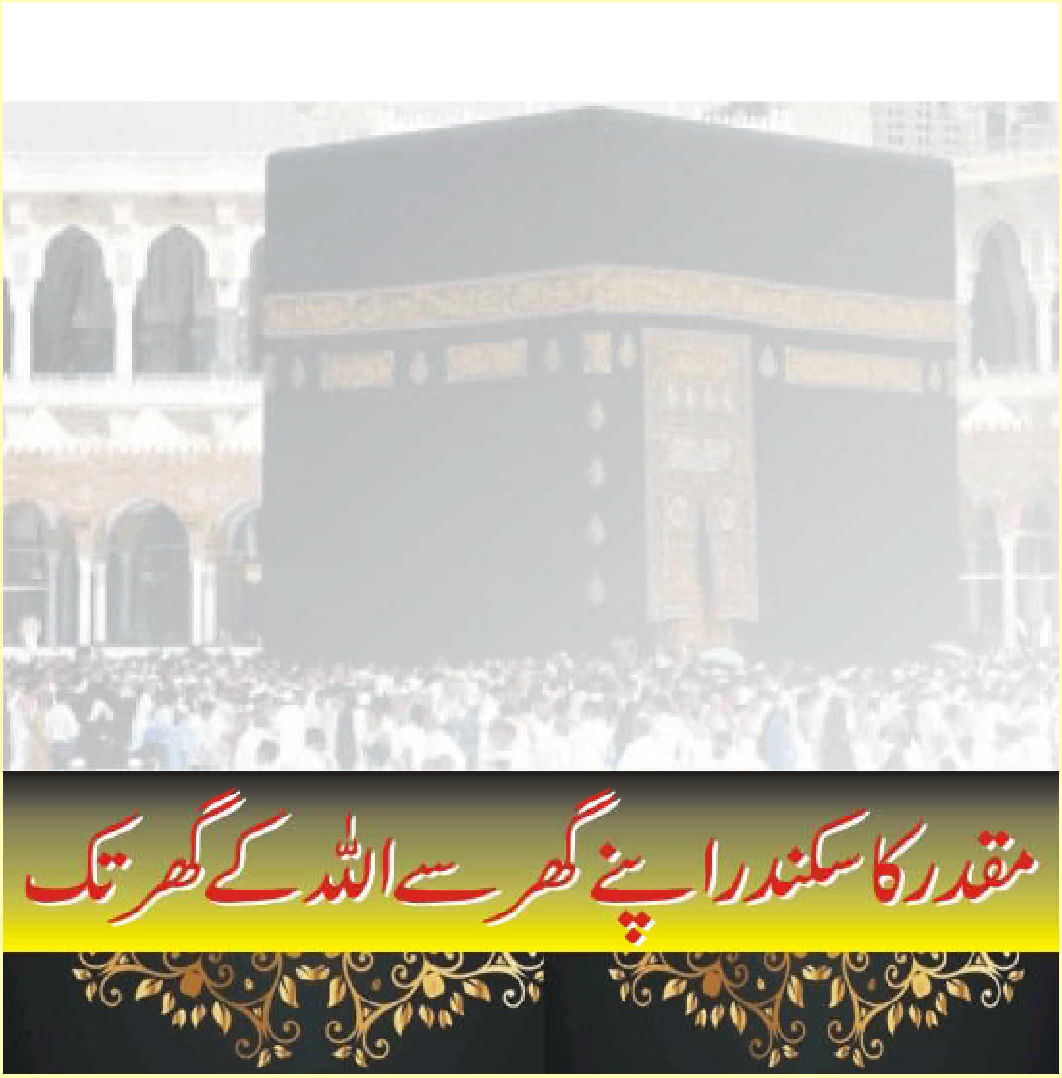


خاکسار کے مقدر کی سکندری دیکھئے کہ ایک دن گھر بیٹھے سمندر پار سے پیغام ملا کہ ڈاکٹر صاحب تیاری کرلو عمرہ پر جانا ہے۔لائن کی دوسری طرف برادر محمد اکرم چوہدری تھے۔ادھر بندہ کی یہ حالت تھی کہ بندہ اپنی پیشہ ورانہ مصروفیت اور سفر زندگی میں بے پناہ مشغولیت کے باعث ابھی اس بارے میں سوچ بھی نہ پایا تھا۔کبھی کبھی خیال آتا تو بھی پیارے والدین کے بارے میں آتا کہ ان کو جلد از جلد درِ حبیب کی زیارت کراؤں۔لیکن وسائل مہیا نہ ہو پا رہے تھے۔اب برادرم چوہدری اکرم صاحب کا اصرار تھا کہ ہم ناورے سے جدہ پہنچ رہے ہیں اور آپ بھی جدہ پہنچیں تا کہ اکٹھے عمرہ کیا جا سکے۔بھلا ایسی دعوتِ بخت آور کو کون رد کرسکتا ہے۔لہٰذا ستمبر کا آخری ہفتہ سرزمین سعادت میں پہنچے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے لیے ٹھہرا اور ہم عمرے کی تیاری میں لگ گئے۔ والدین کرام کی اجازت بھی ضروری تھی اس لیے جب اُن سے درخواست کی انھوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے اس کی اجازت دے دی۔ پاسپورٹ تیار کرانے، ویزہ اور ٹکٹ کا بندوبست کرنے میں ایک ماہ لگ گیا۔ وطن عزیز میں یہ مراحل بھی خاصے دقت طلب ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ کریم کی مہربانی سے تمام امور بہ حسن وخوبی مکمل ہو گئے۔ عوامی سطح پر یہ بات عقیدے کی حد تک معروف ہے کہ جس فرد کے لیے بلاوہ اُدھر سے آتا ہے وہی مکے مدینے جاتا ہے۔ البتہ علمی طور پر تو اس کی کوئی دلیل ہمیں نہیں ملی اور نہ ہی عملی طور پر کوئی دستخط شدہ کارڈ وہاں سے آتا ہے۔ البتہ حقیقی طور یہ بات سو فیصد درست ہے کہ وہاں حاضر وہی ہوتا ہے کہ جس کا انتخاب ہوتا ہے۔ جس کی قسمت اچھی ہوتی ہے اسباب اسی کو مہیا ہوتے ہیں۔ اس کی توجیہ یہی ہو سکتی ہے کہ چونکہ یہ سفر اپنے اپنے مقدر کے تحت ہوتا ہے اور تقدیر کے فیصلے ہی اس سفر کی سہولت پیدا کرتے ہیں اس لیے اسے بلاوے سے تشبیہ دے لی جاتی ہے۔ بہرحال جو کچھ بھی ہو حقیقتاً تو ویزہ لے کر ہی اور سفری اخراجات کے لیے رقم مہیا کر کے ہی آدمی وہاں جاتا ہے۔ لیکن یہ بھی مشاہدہ ہے کہ بسا اوقات اخراجات اور رقم کی فراوانی کے باوجود آدمی کو وہاں حاضر ہونے کی توفیق ہی نہیں ملتی اور اس کی موت کا پروانہ آ جاتا ہے۔

دوسری طرف ایسی بھی بے شمار مثالیں ہیں کہ ایسے ایسے لوگ اس مقام سعادت کی طرف جا رہے ہوتے ہیں جن کے ظاہری اسباب اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اتنے بڑے اخراجات والے سفر کو اختیار کر سکتے ہوں۔ بندے کا شمار بھی انھی لوگوں میں کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بندہ کی خوش قسمتی تھی کہ شاہراہ حیات چلتے چلتے یکدم ادھر سے بلاوہ آ گیا۔ اس بلاوے پر بندہ اپنے کریم آقا کا احسان مند تو تھا ہی اس انتخاب پر حیران بھی تھا، اور یوں اس حیرانی اور احسان مندی کے جذبات کی کیفیت میں ایک دن بندہ نے اپنے آپ کو احرام میں ملبوس عازم جدہ پایا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## کفن ہی کفن؛

ہمارے اس دور میں بے پناہ آسائشات اور سہولیات کے باوجود سفر آخر سفر ہی ہوتا ہے۔اس کے لیے تیاری کرنی پڑتی ہے،صعوبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ہر سفر کی طرح سفر حجاز بھی تیاری مانگتا ہے۔اس کی تیاری میں سب سے ضروری امر،دینی معلومات اور فرائض و واجبات کے علم کا حصول ہے۔کیونکہ یہ سفر محض سفر نہیں ہے بلکہ ایک عبادت ہے۔یہ سفر دینی سفر ہے لہٰذا دینی مطالعہ بہت ضروری ہے۔اس عبادت کے فرائض و واجبات کا جاننا بہت ضروری ہے۔اس کے علاوہ سفری ضروریات کا انتظام کرنا ہوتا ہے،جن میں کچھ قانونی ضرورتیں ہوتی ہیں جیسے پاسپورٹ اور ویزہ وغیرہ اور کچھ ذاتی ضرورتیں ہوتی ہیں جیسے ملبوسات اور رقومات وغیرہ۔

ملبوسات میں سب سے اہم چیز احرام کی فراہمی ہے۔

دو ان سلی چادریں بطور لباس استعمال کرنا حج اور عمرہ کے لیے فرض کا درجہ رکھتی ہیں۔عرف عام میں انھی دو چادروں کو احرام کہتے ہیں۔ان کا رنگ عموماً سفید ہی ہوتا ہے اگرچہ کوئی اور رنگ بھی ہوسکتا ہے۔عام طور پر ایک چادر کو دھوتی یا تہبند کی طرز پر باندھ لیا جاتا ہے۔جس طرح کہ پنجاب کے دیہی علاقوں میں رواج ہے۔اور دوسری چادر کو جسم کے اوپر اس طرح ڈال لینا ہوتا ہے جس طرح سردیوں میں گرم شال اوپر لی جاتی ہے۔بنیان یا کوئی اور اندرونی لباس استعمال کرنا منع ہے۔اسی طرح مردوں کے لیے احرام کی حالت میں سر کو ڈھانپنا بھی منع ہے۔احرام کی چادریں باندھنے سے قبل غسل کرنا مستحب ہے اگر کسی وجہ سے غسل ممکن نہ ہو پھر وضو کرنا تو ضروری ہے ہی۔چادریں باندھ لینے کے بعد دو رکعت نماز ادا کر کے عمرہ کی نیت کرنی ہوتی ہے اور پھر تلبیہ پڑھنا ہوتا ہے۔اب آپ محرم ہو گئے۔یعنی احرام والے،جس کے ساتھ ہی کچھ پابندیاں آپ پر عائد ہو جاتی ہیں۔احرام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے دوران خوشبو لگانا، بال اکھاڑنا، منڈوانا یا ترشوانا، ازدواجی تعلقات قائم کرنا اور حرم کی حدود میں شکار کرنا منع ہوتا ہے۔ لڑائی جھگڑا کرنا اور اپنے جسم کی جوئیں تک مارنا حرام ہے۔ ان کے علاوہ مرد حضرات سر پر کپڑا نہیں لے سکتے اور خواتین چہرے کا پردہ نہیں کر سکتیں۔ پچیس ستمبر کو دن کے تین بجے بعد از دوپہر جدہ کے لیے ہماری فلائٹ تھی۔ چند دوستوں کے ساتھ لاہور ائیر پورٹ پہنچے۔ ائیر پورٹ کی جامع مسجد میں نماز ظہر ادا کی۔ وہیں پر میں نے احرام باندھا۔ احرام باندھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے حدود حرم کے باہر چاروں طرف سے آنے والے زائرین کے لیے کچھ مقامات مخصوص کیے ہیں جن کو میقات کہا جاتا ہے۔ پاک و ہند کے مسافروں کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا گیا۔ لیکن جب سے ہوائی سفر شروع ہوئے ہیں، روایت یہ بن گئی ہے کہ اپنے اپنے ائیر پورٹوں سے ہی احرام باندھ لیا جاتا ہے۔ اس لیے میں نے بھی لاہور ائیر پورٹ کی جامع مسجد میں ہی احرام باندھا اور دو رکعت نفل نماز ادا کرنے کے بعد عمرہ کی نیت کی اور تلبیہ کے کلمات ادا کیے۔ اس کے بعد ہم مسجد سے باہر نکل آئے میں جھجک رہا تھا کہ احرام کے عجیب و غریب لباس میں نہ معلوم کیسا لگ رہا ہوں گا، میں سمجھ رہا تھا کہ اکیلا اکیلا لگ رہا ہوں کیونکہ کوئی اور آدمی احرام میں نظر نہ آ رہا تھا، لیکن جب لاؤنج میں پہنچے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف کفن ہی کفن، یعنی احرام ہی احرام ہیں۔ احرام کا سفید لباس بالکل کفن کے مشابہ ہے۔ دراصل سفر حج و عمرہ سفر آخرت کی تمثیل ہے۔ ائیر پورٹ لاؤنج میں بیسیوں آدمیوں کو احرام میں دیکھ کر میرا اکیلے پن کا احساس ختم ہو گیا۔ کچھ لوگ ابھی لاؤنج میں ہی احرام باندھ رہے تھے۔ اب میں بھی زائرین بیت اللہ کے مقدس قافلے کا ایک فرد تھا۔ میں بھی اللہ کا مہمان بننے جا رہا تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## نعرۂ شوق:

حج و عمرہ کرنے والے کا نعرہ شوق جسے تلبیہ کہتے ہیں درج ذیل ہے۔ اس کا مفہوم و مطلب ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے۔ میرا تاثر یہ ہے کہ حج و عمرہ کی ساری مشق ہے ہی اس لیے کہ تلبیہ کا مفہوم و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معنی ذہنوں میں اتر جائے۔ توحید کا اقرار اور شرک سے اجتناب ہی اصل دین ہے یہی وہ بنیادی دعوت ہے جو اللہ کے ہر نبی کا مقصد حیات ہوتا ہے۔ یہی وہ دعوت ہے جو سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اٹھائی اور یہی وہ پیغام ہے جو سیّدی خیر البشر ﷺ نے انسانیت کو دیا۔ تلبیہ کے کلمات توحید ربانی کا بہترین بیان ہے۔ اس لیے اس کے پڑھنے کو اس مقدس سفر کا طرۂ امتیاز قرار دیا گیا ہے۔

آیئے تلبیہ کے الفاظ پڑھنے کی سعادت حاصل کریں۔

لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیک

لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیک

اِنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَۃَ لَک

وَلمُلک لَا شَرِیکَ لَک

اے اللہ؛ میں حاضر ہوں، میرے مالک میں حاضر ہوں،

تیرا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں،

تمام تر تعریفیں اور شکرانے تیرے ہی لیے ہیں،

سب نعمتوں کا مالک تو ہے، سب اقتدار کا مختار تو ہے،

تیرا کوئی ساجھی اور کوئی شریک نہیں۔

آج سے ہزاروں سال پہلے جب اللہ کے رسول سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کو مکمل کیا تو اللہ کریم نے ان کو حکم دیا کہ چہار دانگ عالم میں اعلان کر دو کہ لوگ اس گھر کی زیارت اور کے گھر کے گرد پھیرے لگانے کے لیے حاضر ہوا کریں۔ معلوم نہیں کہ اللہ کے اس جلیل القدر پیغمبر نے اعلان حج کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا تھا کہ آج تک دنیا کے ہر کونے سے انسان دیوانہ وار اس گھر کی طرف لبیک لبیک کہتے بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ ہمارے جہاز میں بھی سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی پکار کے جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں ان کے غلاموں کی زبان پر لبیک اللھم لبیک کا نعرہ مستانہ گونج رہا تھا جس میں اللہ کے اس عاجز بندے کی آواز بھی شامل تھی۔مسافران حرم کے جذبات میں عشق کی تپش صاف طور پر محسوس کی جاسکتی تھی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## بابِ مکہ:

جہاز کی ہموار پرواز جاری تھی۔ جہاز جہاں انسانی عقل اور تکنیکی مہارت کا شاہکار ہے، وہاں وہ اللہ کریم کی قدرتوں اور اس کائنات کی وسعتوں کی طرف اشارے کرنے والا بھی ہے۔ زمین سے ہزاروں گز کی اونچائی پر قریباً ایک ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑتا ہوا یہ مشینی پرندہ ہمیں کشاں کشاں سوئے حرم لے جا رہا تھا۔نماز عصر جہاز میں ادا کی۔ پچیس ستمبر کا غروب ہوتا ہوا سورج اس انتظار میں تھا وہ اس زائر حرم کو سرزمین حجاز پر قدم رکھتے ہوئے دیکھے۔اور یہی ہوا کہ ادھر ہم جدہ ائیر پورٹ پر جہاز سے باہر آئے ادھر سورج ہمیں خدا حافظ کہتا اپنی نامعلوم منزلوں کی طرف روانہ ہوگیا۔

جدہ سعودی عرب کا انٹرنیشنل ائیر پورٹ اور بندرگاہ ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اور جدید شہر ہے۔اس کا قدیم نام ''بابِ مکہ'' یا ''شکیبہ'' ہے۔یعنی مکے کا دروازہ۔ زمانہ قدیم سے مکہ کی طرف آنے والے قافلے پہلے جدہ آیا کرتے تھے۔اس لیے اس کا نام مکے کا دروازہ پڑ گیا۔ یہاں سے دیگر شہروں کے علاوہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف علیحدہ علیحدہ موٹرویز جاتی ہیں۔ مکہ شریف یہاں سے 80 کلومیٹر مشرق کی طرف ہے۔ یہاں پاکستانیوں کی ایک کثیر تعداد کام کرتی ہے۔ ہمارے محلے دار برادرم حاجی فقیر محمد بھی اپنے بچوں سمیت یہاں رہتے ہیں۔ ہوائی مستقر پر وہ میرے استقبال کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے۔اور انھی کی گاڑی میں بیٹھ کر جدہ ائیر پورٹ سے ان کے گھر واقع محلّہ مدائن الفہد کی رواں دواں تھے۔شام کے سات بج چکے تھے۔جدہ شہر روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہاں خوبصورت اور کشادہ دورویہ سڑکوں کا جال بچھایا گیا ہے۔ٹریفک کا بے پناہ رش تھا،لیکن ہموار بہاؤ کے ساتھ۔ٹریفک کے لوڈ کو کم کرنے کے لیے اور اس کے بہاؤ کو برقرار رکھنے کے لیے نہایت طویل اور کشادہ اور ہیڈ برج تعمیر کئے گئے تھے۔جن کی خوبصورتی،طوالت،پختگی،تکنیکی مہارت اور کشادگی قابل دید تھی۔قریباً پون گھنٹے کے بعد ہم حاجی صاحب کے گھر پہنچ گئے۔وہ ایک چار منزلہ عمارت کی سب سے اوپر والی منزل میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتے تھے،اُن کے ڈرائنگ روم میں ابھی ہم بیٹھے ہی تھے کہ قریبی مسجد سے عشاء اذان بلند ہوئی۔نماز کی ادائیگی کے لیے اُن کے محلے کی مسجد میں گئے۔مسجد میں داخل ہوتے ہی ایسا لگا جیسے میں ڈیرہ غازی خان کی کسی دیہاتی مسجد میں آ گیا ہوں۔کیونکہ نمازیوں میں اکثریت ڈیرہ غازی خان کے روائتی لباس (رنگدار لنگی،کڑھائی والے کرتے اور سر پر رومال یا پٹکا) میں تھی۔

حاجی صاحب نے بتایا کہ ہمارے محلے میں زیادہ تر پاکستانی لوگ رہتے ہیں اور ان میں سے بیشتر کا تعلق آپ کے ضلع ڈیرہ غازی خان سے ہے۔میں نے عرض کیا کہ ہاں میں پہچان چکا ہوں۔گھر واپس آ کر کھانا کھایا۔مجھے بیتابی تھی کہ کب مکہ کے لیے روانہ ہوں گے۔میں نے کہا بھائی مجھے اب ٹیکسی پر بٹھا دیں اور آگے کا راستہ اور طریقہ کار بھی سمجھا دیں تا کہ میں جلد از جلد اللہ کے گھر کی زیارت کرسکوں۔حاجی صاحب کہنے لگے؛ڈاکٹر صاحب فکر نہ کریں آپ کچھ دیر ستا لیں،رات بارہ ایک بجے کے بعد ہم دونوں اکٹھے چلیں گے کہ میں نے بھی عمرہ کی نیت کر لی ہے۔آپ کو سارے مناسک اطمینان سے کراؤں گا۔اُن کا یہ پروگرام سن کر میرا دل باغ باغ ہوگیا۔سارا رستہ یہ پریشانی رہی تھی کہ مناسک عمرہ کیسے ادا کر پاؤں گا۔اس اعلان سے میری پریشانی ختم ہوگئی اور میں اطمینان سے بستر پر دراز ہوگیا اور جلد ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔نیند کے جھونکے سے طبیعت فریش ہوگئی۔تھکاوٹ دور ہوگئی اور میں اگلے مراحل سفر کے لیے تازہ دم ہوگیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## وہ پنڈ:

وہ ایک پنڈ ہی تو تھا، یعنی ایک چھوٹا سا گاؤں جو ہزاروں سال قبل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے آباد کیا تھا۔ لیکن اس کی عظمتیں آسمان کی بلندیوں سے بھی اوپر، اور اس کی رفعتیں میرے تیرے تخیل سے بھی ماوراء ہیں، مکہ مکرمہ، ایک چھوٹا سا گاؤں...... چند کچے پکے گھروندوں پر مشتمل...... دنیا کی عظیم سلطنتوں سے ہٹ کر...... تہذیب وتمدن سے پرے...... ریت یا خشک کالے پہاڑ...... میرے آقا محمد کریم ﷺ یہیں پیدا ہوئے۔ یہ عاجز...... جلد از جلد...... وہاں...... اُسی پنڈ میں...... پہنچنا چاہتا تھا...... اب صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا...... سالوں پہ محیط جدائی...... اور اب...... ملاقات میں محض چند لمحے حائل تھے۔

تقریباً ساڑھے بارہ بجے رات ہم دونوں حاجی فقیر سائیں کی گاڑی پر عازم مکہ ہوئے۔ پیارے رسول ﷺ کے شہر نامدار کی زیارت کے لیے دل تڑپ رہا تھا۔ خوبصورت اور کشادہ سڑک پر گاڑی فراٹے بھرتی جا رہی تھی۔ زبان پر تلبیہ کے الفاظ تھے اور ذہن اپنی خوش بختی پہ نازاں، مکہ کے استقبال کی تیاریوں میں تھا۔

بار بار ذہن میں خیال آتا کہ میرے محبوب کا دیس کیسا ہوگا؟

وہ شہر جس میں اللہ کریم نے اپنا گھر بنایا، کیسا ہوگا؟

وہ بے آب وگیا وادی، جس کی بنجر اور پتھریلی سرزمین کو اللہ کریم نے اپنے محبوب کی پیدائش کے لیے پسند فرمایا...... وہ شہر...... جسے سیّدی خلیل اللہ علیہ السلام نے آباد کیا،

جانے کیسا ہوگا؟

تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ مکہ ایک صحرائی اور نیم پہاڑی پنڈ ہوگا، جس کی پتھریلی اور ریتلی گلیوں میں میرے محبوب کے نقش قدم ہوں گے۔

جلد ہی وہ محلے...... وہ گلیاں...... اور وہ کچے پکے مکانات میرے سامنے ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جلد ہی، ریت کا صحرا، گل وگلزار سے خالی، کوہ حرا اور غار ثور والا مکہ،
میری آنکھوں کے سامنے، میری راحت کا ساماں ہوگا، درد کا درماں ہوگا۔
ایک بجے گاڑی حدود مکہ میں داخل ہوئی۔اب مکہ مکرمہ آنکھوں کے سامنے ہے، میرے تصور کے مطابق، کتابوں کا مکہ، سیرت پاک کا مکہ، تو کچی پکی پتھریلی اور تنگ وتاریک گلیوں والا، چند گھروں پہ مشتمل ایک پنڈ تھا!!
لیکن یہ کیا!!
آنکھوں کے سامنے تو بڑی بڑی شاہراہوں، اونچی اونچی عمارتوں اور جدید ترین پلازوں پر مشتمل ایک جدید شہر ہے جس کی سڑکوں پر رنگ برنگی گاڑیاں فراٹے بھرتی گزرتی ہیں اور طرح طرح کے سائن بورڈ دمک رہے ہیں۔
کیا یہی مکہ ہے؟
کہیں یہ یورپ کا کوئی شہر تو نہیں؟
یہ کہاں آ گیا ہوں میں؟
ہاں ہاں یہی مکہ ہے، لیکن بھولے تم نے آتے آتے چودہ صدیاں لگا دیں۔
اب تو دنیا بدل گئی ہے۔آنکھیں کھولو اور تاریخ سے واپس پلٹو کہ سامنے آقا کا شہر ہے۔
اور...... پھر دور سے...... مسجد الحرام...... کے مینار نظر آئے...... چمکتے دمکتے...... رنگ برنگی روشنیوں میں نہائے ہوئے...... اہل ایمان کے دلوں کو گرماتے ہوئے...... ان روشن میناروں کو دیکھ کر تسلی ہوئی کہ یہ میں یورپ میں نہیں بلکہ اپنے مرکز یقین میں ہوں۔
آقا علیہ الصلواۃ السلام کے مقدس شہر میں ہوں،
میں وہاں ہوں جہاں بیت اللہ ہے۔
میں وہاں ہوں جہاں مولد النبی ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## وہ لمحہ شوق؛

ہم رات کے ایک بج کر بیس منٹ پر حرم کے باہر، باب عبدالعزیز کے سامنے پہنچ گئے۔ ایک طرف مقدر کی سکندری پر نازاں اور بلاوے پر سراپا شکر تھا تو دوسری طرف ندامت و شرمندگی تھی، ایک طرف سراپا انتظار تھا تو دوسری طرف خطاؤں کے باعث جھجک اور شرم تھی۔

مسجد پاک دروازہ کراس کیا۔

جسم پر کعبہ کی ہیبت و عظمت کے اثرات تھے اور زبان پر استغفار تھا۔

اور...... پھر وہ لمحہ...... لمحہ شوق بھی آ گیا، جب نظر بیت اللہ پر پڑتی ہے پھر اسی پر ٹھیر جاتی ہے اور پھر...... آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتی ہیں۔

کہاں یہ عاجز اور خطا کار بندہ...... اور کہاں یہ پذیرائی۔

کہ اُس نے اپنے گھر کا دیدار نصیب کیا ہے!!!

اُس کی عنایات، رحمتیں اور شفقتیں...... اور اپنی کمزوریاں اور کوتاہیاں،

اور گناہ...... سب یاد آتے تھے اور رلا دیتے تھے۔

چلتے چلتے مسجد حرام کے طویل برآمدے طے کئے۔

نظریں سامنے کالی کملی اوڑھے بیت اللہ پر تھیں۔

دل دھک دھک کر رہا تھا، برآمدوں کی سیڑھیاں اترے اور صحن میں آ گئے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## طوافِ کوئے جاناں؛

اللہ کے گھر کا طواف چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے۔ ہمارے سامنے عشاق دیوانہ وار چکر لگا رہے تھے شمع کے گرد پروانے جھوم رہے تھے۔ ہم بھی طواف کی نیت کر کے اس سیل رواں میں داخل ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طواف کعبہ ایک عجیب سرور انگیز عبادت ہے جو صرف یہیں پر ادا کی جا سکتی ہے۔ انسان کعبہ کے گرد گھوم رہے ہیں ...... ان میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ...... عربی بھی ہیں عجمی بھی ...... بچے بھی ہیں ...... بوڑھے بھی ...... کمزور بھی ہیں توانا بھی ...... بادشاہ بھی ہیں فقیر بھی ...... غرض ہر رنگ کا آدمی ...... ہر ملک کا باشندہ ...... ہر نسل کا نمائندہ ...... ہر زبان بولنے والا ...... چل رہا ہے چکر لگا رہا ہے۔ سب کی زبان پر ایک ہی لفظ ہے ...... ایک ہی دُعا ہے ...... سب مانگ رہے ہیں ...... اس در پہ سب منگتے ہیں ...... اور وہ داتا ہے ...... مانگ اے عاجز گنہگار ...... مانگنے کا طریقہ آتا ہے ...... تب بھی مانگ ...... مانگنے کا سلیقہ نہیں آتا ...... تب بھی مانگ ...... یہ مانگنے کا لمحہ ہے ...... دینے والا اپنی تمام تر رحمتوں کے ساتھ ...... وہ سامنے موجود ہے ...... دینے پر آمادہ ہے ...... اپنے مہمانوں کو عطا کرنے پر مائل ہے۔

طواف کے چکر شروع کرنے کے لیے حجر اسود کے سامنے آنا ہوتا ہے کیونکہ طواف یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ ...... اللہ اکبر کہتے ہوئے قدم آگے بڑھائیں۔ اس عمل کو استقبال کہتے ہیں۔ پھر حجر اسود کی سیدھ میں فرش پر لگی سیاہ پٹی پر آ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کریں اور اپنے ہاتھوں کو چوم کر آگے بڑھ جائیں۔ اس عمل کو استلام کہتے ہیں۔ اب طواف شروع ہو گیا ہے۔ ہر بار چکر مکمل کر کے حجر اسود کے قریب آ کر یہی عمل دہرانا ہے۔ دوران طواف پوری توجہ اور نہماک سے ذکر اذکار اور دعاؤں میں مصروف رہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی نماز ہے۔ طواف کے اندر ہر لمحہ عبادت ہے۔ اس لیے توجہ اللہ کریم پر ہی مرکوز رکھیں۔ کوئی خصوصی دُعا بہ زبان عربی مانگنا ضروری نہیں جو کچھ آپ چاہتے ہیں اپنے اللہ سے مانگیں۔ اپنی زبان میں مانگیں، عربی زبان میں مانگیں، اردو میں مانگیں، جس چیز کی طلب ہو اس کریم داتا سے طلب کریں۔ عربی زبان میں دُعا آتی ہے تو عربی میں دُعا مانگیں، اردو آتی ہے تو اردو میں مانگیں۔ غرض یہ مانگنے کے لمحات ہیں۔ بس مانگیں اور مانگتے چلے جائیں۔ زبان کی بحث میں نہ پڑیں، زبانیں سب اللہ کی نشانیاں ہیں۔ وہ سب زبانیں جانتا ہے، وہ سب زبانیں سمجھتا ہے، وہ سب زبانیں سنتا ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جس زبان میں بھی پکاریں وہ جواب دیتا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## عجیب منظر!

اپنا بھی عجیب حال ہے اور اردگرد کا بھی عجیب منظر ہے۔ ہر زبان پر دُعا ہے...... سسکیاں ہیں ...... آہیں ہیں...... ہر آنکھ اشکبار ہے...... ہر زبان پہ استغفار ہے۔

دوران طواف آج کے دور کی آسائشوں اور سہولتوں پر نظر پڑی اور سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے کی تکلیفیں یاد آئیں تو بس پھر کیا تھا...... آنسوؤں کا سیل رواں پھوٹا اور چیخیں نکل گئیں۔

کس طرح میرے محبوب پتھریلی زمین پر طواف کرتے ہوں گے؟

یاد آیا...... یہی کعبہ تھا کہ جس نے سرکار دو عالم ﷺ کے جسم اطہر پر ابوجہل لعین کو اوجھڑی ڈالتے دیکھا۔

اور یہیں کہیں میرے بلالؓ کو گرم ریت پر لٹا کر اوپر پتھر کی سل رکھ دی جاتی تھی۔

اور وہ تڑپ تڑپ جاتے تھے مگر احد، احد کے نعرے لگانے سے باز نہیں آتے تھے۔

اور یہیں کہیں صحن حرم میں ہی میرے آقا ﷺ کے خلاف سازشیں تیار ہوتی تھیں۔

اور اسی کعبہ کی چار دیواری کے اندر سیّدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کو مار مار کر لہولہان کر دیا تھا۔

اور یہیں اسی صحن کعبہ میں کفار نے حضرت ابوبکرؓ اس قدر پیٹا تھا کہ وہ بیہوش ہو گئے۔

طواف جاری ہے...... اور آنسو بھی جاری ہیں۔

اے کعبہ؛

تو نے کس حوصلے سے وہ منظر دیکھا ہو گا جب میرے آقا کو یہاں سے بے گھر کیا جا رہا تھا۔

میرے آقا ﷺ کے قتل کی سازش کی جا رہی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تاریخ کی جھلکیاں رلا، رلا دیتی تھیں۔تو پھر زبان پر آپ ﷺ کے لیے درود وسلام جاری ہو جاتا اور اشکبار آنکھیں آپ ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے جھک جھک جاتی تھیں۔

اس عالم شوق ووارفتگی میں بھائی فقیر محمد نے یاد دلایا کہ سات چکر مکمل ہو گئے ہیں۔

طواف ختم ہوا تو ہم مقام ابراہیم کی طرف بڑھ گئے۔

وہاں جا کر دو رکعت نماز واجب الطّواف ادا کی۔جس کی پہلی رکعت میں سورہ فاتح کے ساتھ سورہ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص ملانا سنت ہے۔ہم نے یہ نماز اسی طرح ادا کی اور دعائیں مانگیں، ازاں بعد ہم زم زم کے چشمے کی طرف بڑھ گئے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## زم زم؛

زم زم کا کنواں اور اس کا شفا دینے والا پانی حقانیت اسلام کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔یہ کنواں ایک معجزہ ہے۔روایت یہ ہے کہ جب اللہ کے حکم سے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی زوجہ سیّدہ حاجرہ علیہ السلام کو اکیلا چھوڑ کر اپنے وطن کو لوٹ گئے تو اللہ کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے ان ماں بیٹے کی پانی ایسی بنیادی ضرورت کی فراہمی کے لیے یہ چشمہ جاری فرمایا۔وہ دن اور آج کا دن صدیوں سے انسان اس چشمہ صافی سے اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔اور اپنی روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لیے اسے استعمال کر رہے ہیں۔بیت اللہ کی جدید تعمیر میں زم زم سے پانی پینے کے لیے، مطاف کے زیر زمین انتظام کیا گیا ہے۔مقام ابراہیم سے پیچھے ہٹ آئیں تو زم زم کی طرف جانے والی سیڑھیاں نظر آتی ہیں۔نیچے اتریں تو یہاں پر سینکڑوں ٹوٹیاں لگی ہوئی ہیں جو طائران حرم کی پیاس بجھانے کے لیے ہمہ وقت تیار ہوتی ہیں۔محرم خواتین کے لیے الگ انتظام ہے۔اماں حاجرہ اور اس کے پیاسے لخت جگر پاک نبی حضرت اسماعیل علیہ الاسلام کی پیاس بجھانے کے لیے رب کائنات نے جو چشمہ جاری کیا تھا اس سے آج یہ عاجز و گنہگار بندہ اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔خود کو نہلا رہا تھا اور زبان پہ حمد یہ ترانے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھے۔اور آرزوئیں اور تمنائیں تھیں جو دُعا کی شکل میں رب رحیم کے حضور پیش کی جارہی تھیں۔ یہ مقام بھی قبولیت دُعا میں ہے۔زم زم پانی پیتے ہوئے مسنون ہے کہ یہ کھڑے ہو کر قبلہ رُخ تین سانسوں میں پیا جائے۔ہر بار بسم اللہ سے آغاز اور الحمد وللہ پہ اختتام ہو۔اور ازاں بعد درج ذیل دُعا پڑھنا بعض صحابہ سے ثابت ہے۔خوب سیر ہو کر پانی پئیں۔

**الھم انی اسئلك علماً نافعاً و رزقاً و سعاً و عمل صالحاً و شفاءً لکل داء**

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نفع دینے والے علم کا،وسیع رزق اور نیک عمل کرنے کی توفیق کا اور ہر بیماری سے صحت یابی کا''

زم زم پی کر پھر حجر اسود کا نویں بار استلام کرنے بعد صفا مروہ کی سعی کرنے جایا جاتا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## صفا مروہ کی سعی؛

**اِنَّ الصَّفَاء وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِر اللّٰه** ( سورۃ البقرۃ ،آیت ۱۵۸ )

صفا مروہ دو مقدس پہاڑیاں ہیں۔جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''شعار اللہ'' کہا ہے۔یعنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں۔ ماضی قریب تک تو یہ پہاڑیاں ہی تھیں لیکن اب ضروریات تعمیر اور سہولت سعی کے لیے ان کو پاٹ دیا گیا ہے،جس سے اب یہ محض دو اونچائیاں رہ گئیں ہیں۔روایت یہ ہے کہ سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کو پیاس نے ستایا تو سیّدہ حاجرہ علیہ السلام اپنی لخت جگر کے لیے پانی کی تلاش میں دوڑیں۔رب تعالیٰ کو ان کی یہ کوشش اس قدر پسند آئی کہ اُس اپنے گھر کے عمرہ اور حج کے لیے آنے والے ہر فرد کے لیے صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب قرار دے دیا۔ماضی قریب تک تو یہ پہاڑیاں مسجد الحرام سے باہر تھیں،لیکن اب یہ مسجد الحرام کی جدید توسیع کے اندر آ گئی ہیں۔ان کے درمیانی راستہ کو اور پہاڑیوں کے بیشتر حصے کو ان کی چڑھائی قائم رکھتے ہوئے،سنگ مرمر کے فرش سے آراستہ کر دیا گیا ہے۔اور اس سارے راستے کو ایک دو منزلہ خوبصورت ہال میں بدل دیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔ہال کے اندر پنکھے اور ائیر کنڈیشن لگا دیئے گئے ہیں۔راستے کو دور یہ بنا دیا گیا ہے۔درمیان میں معذور افراد کے لیے ویل چئیر کا راستہ بنایا گیا ہے۔صفا و مروہ کی سعی چار پانچ سو میٹر کی ایک مقدس سیر اور چہل قدمی ہے۔جس میں تھوڑے سے حصے کی دوڑ بھی شامل ہے۔یہاں چھوٹے بڑے، بوڑھے جوان، امیر غریب، عوام حکمران، پیر مرید، عالم اور جاہل سب دوڑتے اور چلتے ہیں بڑے بڑے وضع دار اور سنجیدہ اور باوقار قسم کے لوگ بھی بڑی رغبت اور چاہت کے ساتھ اس دوڑ میں شریک ہوتے ہیں اور کسی جھجک کے بغیر اس میں حصہ لیتے ہیں کوئی بزرگی، لیڈری، علمیت وضعداری اور سماجی اہمیت آڑے نہیں آتی۔اس پاکیزہ اور ملکوتی ماحول میں آ کر سبھی ایک ہی رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔اور سب کچھ نظر انداز کر کے دیوانہ وار پھیرے لگاتے ہیں۔سعی کا آغاز صفا پہاڑی سے ہوتا ہے۔چڑھائی چڑھتے ہوئے کعبہ کی سمت دیکھتے ہیں جونہی کعبہ شریف پر نظر پڑے تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھ اٹھا کر ''اللہ اکبر'' کہیں اور دُعا مانگیں۔دُعا کے بعد مروہ کی طرف چلنا شروع کریں۔اوراذکار مسنونہ خصوصاً چوتھے کلمے کا ورد کریں۔اپنی مادری زبان میں دُعا کرتے رہیں۔یہ چلنا عبادت کا عمل ہے تفریح یا بے فائدہ ورزش نہیں۔اس لیے اپنی تمام تر توجہ عبادت پر مرکوز رکھیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## پہاڑی کا وعظ:

ان سطور کا یہ عاجز راقم جب اللہ کا ذکر کرتے ہوئے صفا پہاڑی کی طرف گیا تو ذہن میں سیّدی محمد ﷺ کی وہ تقریر یاد آ گئی جو میرے آقا نے اپنی بعثت کے آغاز میں ہی یہاں فرمائی تھی۔کیا ہوا گر وہ پہاڑی ختم کر دی گئی ہے۔زمین کا ٹکڑا تو یہی تھا۔وہ سارا منظر میرے سامنے آ گیا۔اللہ کریم نے میرے آقا کو حکم دیا کہ: اے کملی اوڑھ کر لیٹ جانے والے محبوب، اُٹھ کر کھڑے ہو جایئے اور لوگوں کو ڈرایئے۔انھیں ان کے اعمال سے آگاہ کیجیے۔اپنے قریبی عزیزوں کو کنبے قبیلے والوں کو ڈرایئے اس دن سے جب سب لوگ اللہ کے حضو حاضر ہوں گے۔یہ حکم ملتے ہی رسول اللہ ﷺ نے دعوت و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تبلیغ کے لیے کمر کس لی۔اس زمانے میں رواج تھا کہ جب کسی نے کوئی اہم اطلاع لوگوں کو پہنچانی ہوتی تو وہ اسی کوہ صفا پر چڑھ جاتا اور اونچی آواز میں سب اہلیان شہر کو بلاتا۔بعض اوقات اطلاع کی نوعیت کے اعتبار سے وہ اپنی شکل بھی تبدیل کرتا۔کبھی اپنے کپڑے پھاڑتا تو کبھی اپنے سر پر خاک ڈالے ظاہر ہوتا۔بہر حال اُس کی چیخ و پکار پر لوگ اکٹھے ہو جاتے اور وہ اپنی بات مجمع کے سامنے رکھتا۔حضور ﷺ نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا۔البتہ جاہلی لوگوں کی طرز پر آپ نے نہ تو اپنی قمیض پھاڑی اور نہ ہی سر پر خاک ڈالی۔بلکہ نہایت باوقار طریقے سے اہل وطن کو اپنے پاس بلایا۔جب قریش اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے پوچھا؟ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن چھپا ہے اور وہ تم پر حملہ آور ہوا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات کا اعتبار کر لو گے۔سب نے یک زبان ہو کر کہا؛ ہم یقیناً اعتبار کریں گے کیونکہ آپ الصادق الامین ہیں۔اس جواب پر مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ لوگو اللہ کی توحید کا اقرار کرو فلاح پاؤ گے"۔توحید کے اس پیغام پر سارا مجمع بھڑک اٹھا۔لوگوں کی نمائندگی کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا ابولہب نے کہا؛ تو تباہ ہوا ے محمد (خاک بردہن گستاخ از خالد ،کفر،کفر نہ باشد) کیا تو نے اس لیے بلایا تھا کہ ہمیں اپنے باپ دادا کے دین سے پھر دے۔اس پر سارا مجمع اول فول بکتا چھٹ گیا اور میرے آقا ﷺ پہاڑ پر اکیلے رہ گئے۔آج اس پہاڑ پر سیّدی خیر البشر ﷺ کے غلاموں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہیں اور اُن میں یہ عاجز بھی شامل ہے۔

**اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## میلین اخضرین؛

صفا سے مروہ کی طرف جاتے ہوئے تھوڑے سے فاصلے پر ایک لائن میں سبز رنگ کی ٹیوب لائٹس لگائی گئی ہیں اور اسی حصے کے ستونوں کو سبز رنگ کا پینٹ کیا گیا ہے۔کچھ فاصلہ چھوڑ کر پھر اسی طرح کی

www.KitaboSunnat.com



ٹیوب لائٹس اور ستون ہیں۔ان کو ''میلین اخضر'' یعنی دو سبز نشانات کہتے ہیں۔ان دو سبز نشانات کے درمیان سعی کے دوران آتے جاتے صرف مردوں کے لیے دوڑنا واجب ہوتا ہے۔اس کے علاوہ باقی حصے میں معمول کی چال کے ساتھ چلنا ہوتا ہے۔ یہ حصہ درحقیقت وہ حصہ ہے جس میں اماں حاجرہ دوڑی تھیں۔ یہ حصہ دونوں پہاڑیوں کا نشیبی حصہ ہے اور وہ پہاڑیوں سے اترتے اور چڑھتے ہوئے اس کو دوڑ کر طے کرتی تھیں۔اور آج سیّدہ کی اس ادا کی ہم نقل کر رہے ہیں مزے کی بات یہ ہے کہ اس حصے میں دوڑنا صرف مردوں کے لیے واجب ہے عورتوں کے لیے نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے حصے کی دوڑ تو اماں حاجرہ لگا گئیں تھیں اور چونکہ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں دوڑے تھے لہٰذا اب وہ رسم ہم اُن کے بیٹے اُن کے کفارے میں دوڑ رہے ہیں۔

## سات چکر:

طواف کی طرح سعی کے بھی سات چکر ہوتے ہیں،صفا سے مروہ تک چکر شمار ہوتا ہے، مروہ سے صفا تک واپس آنے پر دوسرا پھیرا شمار ہوتا ہے۔اس طریقے سے سات پھیرے لگانے ہیں اور یوں ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوتا ہے۔ ہر بار صفا اور مروہ پر رُک کر دعائیں مانگیں،خوب گڑگڑائیں۔تکبیر بلند کریں اور ذکر اذکار کریں۔آپس میں گفتگو سے اجتناب کریں اگرچہ یہ ناجائز نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب بے خودی کا عالم ہوتا ہے۔سفید کفن نما لباس پہنا ہوا دنیا و مافیہا سے بے خبر۔صرف اور صرف اپنے رب کے حضو حاضر، دعائیں، التجائیں، معافی کی درخواستیں، ندامت کے آنسو، اولاد اور والدین کے لیے دُعائیں،غرض یہ ایک اور ہی دنیا ہوتی ہے۔ ہر آدمی مصروف دُعا ہوتا ہے۔پھر استرا چلتا ہے،اور یہ صدائیں کہ مبارک ہو آپ کا عمرہ مکمل ہوگیا ہے۔سعی کے آخری چکر پر مروہ پر کھڑے ہوکر،حاجی فقیر محمد صاحب مجھے مبارک دے رہے تھے۔

الحمدوللہ !!خیر مبارک۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



یہ کہتے ہی مجھے خیال آیا کہ ابھی عمرہ نامکمل ہے۔ابھی تو ایک واجب رہتا ہے۔وہ لمحہ آیا چاہتا ہے کہ جب بال منڈوانا بھی عبادت ہے۔ابھی ہم نے عمرے کے ایک واجب کی تکمیل کرنی ہے۔اس لیے ہم حرم پاک سے باہر آ گئے حجاموں کی خوبصورت دکانیں حرم پاک کے چاروں طرف موجود ہیں،ہم ایک دوکان میں گھس گئے۔ٹنڈ کرائی،بال منڈوانے کے ساتھ ہی عمرہ مکمل ہوگیا۔اب وہ پابندیاں جو احرام ساتھ عائد ہو جاتی تھیں ختم ہوگئیں۔اب ہم احرام اتار سکتے تھے۔یہ سعید لمحہ صبح تین بجے آیا حجام کی دوکان سے نکل کر ایک پی سی او سے گھر فون کیا والدہ محترمہ سے بات ہوئی۔اُن کو خوشخبری سنائی کہ میرا عمرہ مکمل ہوگیا ہے،مبارک باد اور دعائیں لیں۔بے پناہ خوشی کے باعث میری آواز بھرا گئی تھی۔اللہ تیرا شکر ہے!!!

❖❖❖❖❖❖❖❖

## اذان حرم؛

اب کیا پروگرام ہے،پی سی او سے باہر نکلتے ہی حاجی صاحب نے پوچھا؟

میں نے عرض کیا؛ہوٹل کا کوئی کمرہ دیکھتے ہیں"۔

وہ کہنے لگے؛

اس کی کیا ضرورت ہے وہیں میرے پاس قیام کریں،جب حرم آنا چاہیں وہاں سے دن رات ٹیکسیاں چلتی ہیں،آپ بڑی آسانی سے آ جا سکتے ہیں۔میں نے کہا؛ٹھیک ہے لیکن ابھی تو حرم میں رہوں گا۔آپ مجھے اسٹینڈ دکھا دیں میں رات کو آ جاؤں گا۔

انھوں نے مجھے ٹیکسی اسٹینڈ دکھایا اور کہا؛جب بھی جی چاہے میرے پاس جدہ آ جائیں۔

یہ پروگرام بنا کر وہ جدہ واپس چلے گئے اور بندہ مسجد الحرام میں داخل ہوگیا اور خانہ کعبہ کی دید سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتا رہا۔اتنے میں حرم میں تہجد کی اذان گونجی ؛

اللہ اکبر،اللہ اکبر،اللہ سب سے بڑا ہے،اللہ سب سے بڑا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بیت اللہ میں پہلی بار اذان سننے کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔ٹی وی پر تو یہ اذان بارہا سنی تھی لیکن یہاں اس کا لطف کچھ اور ہی تھا۔ ہمارے مرکز ایمان سے اللہ کی کبریائی کا اعلان ہو رہا تھا کس خوبصورتی سے موذن کامیابی کی طرف بلا رہا تھا۔ بڑی ہی دلکش آواز تھی معلوم نہیں یہ موذن کون تھا، یہاں سب سے پہلی اذان تو سیّدنا بلالؓ نے دی تھی۔لیکن بیت اللہ کا پہلا با قاعدہ موذن سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دینے کا حکم دیا تھا۔اُس وقت ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا، سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اذان دے رہے تھے حرم کے اندر باہر لوگ ہمہ تن گوش تھے۔ان میں مسلمان بھی تھے اور مشرک بھی۔وہ بھی کیا خوبصورت منظر ہوگا!!!

ایک نوجوان لڑکا بلال رضی اللہ عنہ کے الفاظ کو اونچی آواز میں دہراتا جا رہا تھا۔یہ ابو محذورہ تھا ابھی مشرک تھا۔ دراصل وہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے چڑا رہا تھا۔وہ اذان کی نقل اتار رہا تھا۔اِن کی آواز بڑی دلکش اور گرجدار تھی ۔حضور ﷺ اس نوجوان کو نقل اتارتے دیکھ رہے تھے۔اذان ختم ہوئی تو رحمت عالم ﷺ نے ابو محذورہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا؛ تمھاری آواز بڑی خوبصورت ہے۔آپ ﷺ نے اپنا رحمت و برکت والا ہاتھ اس کے سینے پر مارا جس سے نور ایمان اس کے اندر داخل ہو گیا اور یوں اس کا سینہ نور کا گنجینہ بن گیا۔آپ ﷺ نے اُسے خود اذان کے کلمات سکھائے۔

واہ! ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے مقدر!!!

ابھی چند لمحے پہلے وہ کیا تھا اور اب کیا سے کیا بن گیا ہے۔

پھر سیّدنا محمد ﷺ نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو بیت اللہ کا پہلا موذن مقرر فرمایا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## وہ کالا پتھر؛

اذان ختم ہوئی۔بجائے نوافل پڑھنے کے میں نے ایک بار پھر طواف کی سعادت حاصل کرنے کی نیت کر لی۔کیونکہ یہاں سب سے بڑی عبادت طواف ہی ہے۔خواہش تھی کہ حجر اسود کا بوسہ لینے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سعادت حاصل ہو جائے۔ اگر چہ اس وقت رش انتہائی کم تھا پھر بھی حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے دھکم پیل جاری تھی۔ اس دھینگا مشتی سے اجتناب کرتے ہوئے سکون سے بوسا لینے تلاش میں رہا اور وہ لمحہ بھی آ گیا جب ہونٹ اس کالے پتھر پر اس تصور کے ساتھ رکھ دیئے کہ کبھی میرے مدنی آقا نے اسی جگہ اپنے لب مبارک رکھیں ہوں گے۔ آپ ذرا تصور کریں کہ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ اس پتھر پر آپ اس جگہ اپنے لب رکھتے ہیں جہاں میرے آقا سیّدی خیر البشر ﷺ نے اپنے لب مبارک رکھے ہوں گے۔ یہی پتھر تھا جسے میرے آقا نے اپنے دست مبارک سے کعبہ کی دیوار میں چنا تھا۔ جب سے کعبہ ہے تب سے اس طواف ہے۔ جب سے حجر اسود ہے تب سے اس بوسہ جاری ہے۔ حجر اسود کعبہ شریف کے جنوب مشرقی کونے میں زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی بلندی پر نصب ہے۔ اس کے ارد گرد چاندی کا خوبصورت خول چڑھایا گیا ہے۔ جس سے اس کی شکل پیالہ نما بن گئی ہے۔ طواف اسی سے شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ختم کیا جاتا ہے۔

جب طواف شروع کرتے ہیں تو پہلے اس کالے پتھر کو سلام کرتے ہیں، فقہی اصطلاع میں اس کو استلام کہتے ہیں۔ یہ استلام، بقول استاد غامدی دراصل تجدید عہد کی علامت ہے۔ اس میں بندہ اس کالے پتھر کو تمثیلاً اپنے پرودگار کا ہاتھ قرار دے کر اپنے اس عہد کی تجدید کرتا ہے کہ اسلام قبول کر کے وہ جنت کے عوض اپنا جان و مال سب اللہ کے سپرد کر چکا ہے۔ بیت اللہ کا یہ دوسرا طواف تھا لذت ہی لذت تھی۔ کچھ لوگوں نے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی کتابیں پکڑی ہوئیں تھیں اور ان میں سے دعائیں پڑھ رہے تھے۔ ایک آدمی ایک فقرہ پڑھتا تھا اور اس کے پیچھے لوگ اونچی آواز میں دہراتے تھے محتاط علما کے نزدیک یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ سے طواف کی اور اس کے ہر شوط کے ساتھ الگ سے کوئی دُعا منقول نہیں ہے۔ دُعا پڑھنے کی بجائے دُعا مانگنا مطلوب ہے۔ ہر کسی کی ضرورت اور طلب مختلف ہوتی ہے۔ اس لیے اس کی کوئی ایک دُعا کیسے مقرر کی جا سکتی ہے۔ دُعا کے لیے اصل مطلوب حضور قلب ہے۔ توجہ و انہاک ہے۔ سچی طلب اور مانگنے کا شعور ہے۔ بے سوچ سمجھے محض چند دعائیہ کلمات دہرا دینا کوئی زیادہ سود مند نہیں، بلکہ یہ چیز دُعا روح کے بھی خلاف ہے اللہ کا انعام ہے کہ اس نے یہ طواف مکمل کرایا۔ ساتوں شوط جذبے اور سرشاری سے مکمل ہوئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖

## مقام ابراہیم:

طواف کے بعد میں مقام ابراہیم پر آیا تا کہ دو رکعت نفل ادا کرسکوں،

اور مقام ابراہیم کیا ہے؟

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ اسلام اُن اہلیہ اماں حاجرہ رضی اللہ عنہا اور اُن کے جگر گوشے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نقوش پا کی یادگاریں ہی دراصل حج وعمرہ کے ارکان ہیں۔

مکہ کو انھوں نے آباد کیا۔

کعبہ کی تعمیر انھوں نے کی۔

چشمہ زم زم بھی انھی کے ضرب پا کی نشانی ہے۔

صفا مروہ کی سعی بھی اماں حاجرہ کی یاد ہے

منیٰ، مزدلفہ، عرفات اور رمی جمار کا تعلق بھی اسی عظیم خانوادے سے ہے۔

یہاں ہر طرف ابراہیمی نسبت کی یادگاریں ہیں۔

انھی یادگاری مقامات میں سے ایک، مقام ابراہیم بھی ہے۔

بیت اللہ شریف کے دروازے کے سامنے چند قدم پر یہ مقام ہے۔اللہ کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔اس کی شکل یہ بنی ہے ہر طواف کے بعد یہاں دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشانات ایک پتھر پر ثبت ہیں جس کو اس جگہ شیشے کے ایک بڑے مرتبان میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔مغرب عشاء اور فجر کی نمازوں کے لیے امام کعبہ کا مصلیٰ بھی اسی مقام کے قریب بچھایا جاتا ہے۔یہ جگہ قبولیت دُعا کے مقامات میں سے ایک ہے۔روایت ہے کہ اس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی جوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جوں تعمیر اوپر ہوتی جاتی یہ پتھر بھی آج کل کسی جدید لفٹ کی مانند اوپر ہوتا جاتا تھا۔اور جب کام ختم ہو گیا تو یہ خود بخود نیچے ہو جاتا۔

❖❖❖❖❖❖❖

## باپ بیٹا:

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں مختصر سا تعارف اُس باپ بیٹے کا کر دیا جائے جن کی محنتوں اور مشقتوں کا نتیجہ یہ شہر نامدار ہے، ہماری مراد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے فرزند سیّدنا اسماعیل علیہ السلام سے ہے۔ قرآن مجید میں بڑی تفصیل کے ساتھ مختلف مقامات پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے۔یہاں اس تفصیل کا موقع نہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖

## حضرت ابراہیم علیہ السلام :

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں ''اُر'' کے مقام پر پیدا ہوئے۔یہ آج سے قریباً چار ساڑھے چار ہزار سال پہلے کی بات ہے۔آپ کے دو بیٹے تھے ایک کا نام حضرت اسحٰق علیہ السلام اور دوسرے کا نام اسماعیل علیہ السلام تھا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی دعوت توحید کا آغاز کیا تو آپ کے والد اور برادری کے دیگر بزرگوں کے ساتھ ساتھ حاکمان وقت بھی مخالف ہو گئے۔کیونکہ اُس دور میں ایوان اقتدار سے لے کر کوچہ و بازار تک ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا۔اُس ماحول میں

www.KitaboSunnat.com



آپ نے ببانگ دہل اعلان کیا کہ میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔جوں جوں آپ توحید کے اعلان میں سرگرم ہوتے گئے توں توں اس مخالفت میں بھی شدت آتی گئی۔حتیٰ کہ ان ظالموں نے آپ کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کر لیا۔رب کریم نے اپنے بندے کو اس آتش نمرود سے نجات بخشی۔آگ کے آلاؤ سے معجزانہ طور پر بچ نکلنے کے بعد آپ بحکم خداوندی وطن کو چھوڑ حران یا حاران کی طرف ہجرت کر گئے، پھر وہاں سے فلسطین کی طرف منتقل ہو گئے۔یہاں مختلف شہروں میں اپنے دعوتی مراکز قائم فرمائے ۔اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام کو بحر لوط کے مشرق میں معمور کیا۔پھر آپ مصر تشریف لے گئے جو اس زمانے میں عراق کے بعد تہذیب وتمدن کا مرکز تھا۔قیام مصر کے دوران بادشاہ آپ کی بیوی محترمہ بی بی سارہ علیہا السلام کے بارے میں بدنیت ہو گیا۔لیکن جس طرح رب کریم نے حرم رسالت کا تحفظ کیا اس سے متاثر ہو کر وہ آپ کی بزرگی اور عظمت کا معتقد ہو گیا۔اس نے اپنی خاص کنیز بی بی حاجرہ (طاہرہ مقدس) کو آپ کے عقد میں دینے کا فیصلہ کیا۔اس مقدس بی بی کے بطن سے جناب اسماعیل علیہ السلام نے جنم لیا۔حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی شیر خوار تھے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے حجاز کا رخ کیا اور موجودہ شہر مکہ جس کا اس وقت کوئی نام ونشان نہ تھا کے مقام پر تشریف لائے۔یہاں بی بی حاجرہ علیہا السلام اور شیر خوار اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے سپرد کر کے آپ واپس فلسطین تشریف لے گئے۔گو مختلف اوقات میں یہاں تشریف لاتے رہے، لیکن اپنا مستقل ٹھکانہ فلسطین میں ہی جبرون کے مقام پر رکھا اور یہیں آپ کا انتقال ہوا۔شرک کے ابطال اور توحید کے ابلاغ میں جو جدوجہد اور محنت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کی ہے اور جن جن آزمائشوں سے آپ گزرے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اُن پڑھتے پڑھتے انسان حیران رہ جاتا ہے کہ کوئی بندہ یوں بھی آزمایا جا سکتا ہے۔اور اس امتحان میں سو فیصد کامیاب بھی رہتا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حضرت اسماعیل علیہ السلام:

مکہ مکرمہ کے بانی حضرت اسماعیل علیہ السلام ور اُن کے والد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔آپ کی امی حضرت حاجرہ علیہا السلام تھیں۔اللہ کے حکم سے جناب ابراہیم علیہ السلام جب آپ کو کہ ابھی آپ شیر خوار تھے اپنی والدہ کے ہمراہ اس بے آب وگیاہ وادی مکہ میں فاران کی پہاڑیوں کے درمیان تنہا چھوڑ آئے تھے۔اس وقت تک بیت اللہ کی عمارت معدوم ہو چکی تھی۔وہاں صرف ریت کا ایک ٹیلہ باقی تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ننھی ننھی ایڑیوں کی رگڑ سے ایک چشمہ آب پھوٹا، جسے حضرت حاجرہ علیہا السلام نے بند باندھ کر روک دیا۔اسی چشمے کو آب زم زم کہتے ہیں۔پانی کی موجودگی نے راہ جاتے قبیلے بنو جرہم کو یہاں رکنے اور رہائش اختیار کرنے پر مائل کیا۔بی بی حاجرہ علیہا السلام کی اجازت سے وہ یہاں آباد ہو گئے۔حضرت اسماعیل علیہ السلام جب دوڑ بھاگ کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں اپنے بچے کو ذبح کرتے دیکھا۔اس خواب کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری چلا دی۔اللہ کریم نے جناب ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ صدق واخلاس کو قبول فرمایا لیکن ساتھ ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن کو بھی کٹنے سے محفوظ رکھا۔اور یہ چھری جنت سے لائے ہوئے ایک دنبے پر چلوا دی۔بعد میں دونوں باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ کی معدوم شدہ عمارت کی بنیادیں تلاش کر کے اس پر بیت اللہ کی عمارت کھڑی کی اور لوگوں کو اس کے حج کی طرف بلایا۔سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی بنو جرہم میں ہوئی آپ کے بارہ بیٹے تھے۔ جن میں زیادہ معروف نابت اور قیدار ہیں۔پورے عرب کے حجازی قبائل انھی نابت اور قیدار کی نسل سے ہیں۔آپ کی وفات کے بعد یہ دونوں بھائی یکے بعد دیگرے مکہ کے سردار ہوئے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جناب قیدار کی نسل سے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## مساوات محمدی:

حسب معمول، دوگانہ طواف ادا کرنے کے بعد میں زم زم کے چشمہ پر آیا، پیاس بھی تھی اور زم زم کے چشمے کی زیارت کا شوق بھی تھا۔ پانی پینے کے بعد اور زم زم سے شاد کام ہونے کے بعد، ٹیوب ویل کے سامنے والی سیڑھیوں پر آ کر بیٹھ گیا۔ اور اہل ایمان کو زم زم کے چشمے سے مستفید ہوتے دیکھنے لگا۔ یہ نظارہ اپنی جگہ بڑا روح پرور اور یمان افروز تھا۔ لوگ جس چاہت، محبت اور تقدس کے جذبات لیے ہوئے زم زم سے لطف اندوز ہو رہے تھے نہایت دلکش اور لذت آمیز تھا۔ میرا ذہن چودہ صدیاں پیچھے چلا گیا۔ یہ کنواں ایک دور میں حوادث زمانہ کے باعث بند ہو گیا تھا اور ایسا بند ہوا کہ مدتوں اس کا کوئی نام ونشان باقی نہ تھا۔ حضور ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے اس چشمے کی جگہ کو خواب میں دیکھا، وہ کئی راتوں تک یہ خواب مسلسل دیکھتے رہے، آخر انھوں نے اہل قبیلہ سے اس کا ذکر کیا۔ کسی نے بھی اس جگہ کی کھدائی میں ان کا ساتھ نہ دیا۔ وہ اکیلے یہ کام کرتے رہے اور آخر اپنے مقصود کو حاصل کر لیا۔ وہ دن اور آج کا دن یہ چشمہ آب متواتر پانی فراہم کر رہا ہے۔ اس کنویں سے پانی کی فراہمی اور اس کی حفاظت ونگرانی کا ذمہ ہمیشہ حضور ﷺ میں ہی رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے آخری حج کے زمانے میں یہ خدمت رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباس سرانجام دے رہے تھے۔ اسی حجۃ الوداع کے موقع پر ہی میرے آقا سیّدی محمد کریم ﷺ طواف کرنے اور دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد زم زم کے کنویں پر تشریف لائے۔ آپ کے چچا سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور اُن کے بیٹے لوگوں کو پانی پلا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: چچا میں بھی آپ ساتھ مل کر پانی کے ڈول نکالتا کیونکہ میں بھی اولاد ہاشم میں سے ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ مجھے دیکھ کر لوگ اس کام کے لیے ٹوٹ پڑیں گے اور اس سے تمھارے حقوق ساقیت ختم ہو کر رہ جائیں گے۔ پانی کھینچ کھینچ کر لاتے جاؤ کہ یہ نیکی کا کام ہے اور مجھے بھی پلاؤ۔ سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے یہ پانی گدلا کر دیا ہے آپ رُکیں میں اپنے گھر سے زم زم کا صاف پانی یا کھجور کا شربت منگوائے دیتا ہوں۔ ساقی کوثر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



،سیّد انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا؛نہیں،نہیں جہاں سے عام لوگوں کو پلا رہے ہو مجھے بھی وہیں سے پلاؤ۔قربان جاؤں میں اپنے پیارے رسول کی عظمتوں اوراس درس مساوات پر!!

❖❖❖❖❖❖❖❖

## نماز فجر؛

مسجد الحرام میں نماز فجر کے لیے اذان بلند ہوئی۔ بیت اللہ شریف میں یہ میری پہلی فرض نماز تھی۔ اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر بیان کیا گیا ہے۔خانہ کعبہ کے گرداگرد دائروں میں صفیں بچھیں ہوئی تھیں جو نمازی جہاں بھی کھڑا ہواس کا رخ عین کعبہ کی طرف ہوتا ہے۔ امام کعبہ کی پرسوز تلاوتِ قرآن،مسجد کا شاندار ساؤنڈ سسٹم،بیت اللہ شریف کی اپنی تمام تر عظمت وجلالت کے ساتھ سامنے موجودگی اور بندہ کے احساس ندامت نے عجیب رقت طاری کر دی تھی۔ صفوں کے اندر ہر ملک،ہر رنگ اور ہر فرقے کا بندہ ایک ہی امام کے پیچھے سر باندھے اللہ کے حضور حاضر تھا۔توحید کا یہ پہلو زندگی میں پہلی بار سامنے آیا تھا۔زائرین کرام میں زیادہ تعداد ایرانیوں کی تھی۔وہ بھی ہاتھ چھوڑے امام کعبہ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔طواف،سعی اور دیگر مواقع پر ایرانی لوگوں کا ہی غلبہ تھا۔اوروہ بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ مناسک عمرہ ادا کرتے تھے۔اِن مناسک کی ادائیگی میں ان کے اوراہل سنت کے مابین کوئی فقہی اختلاف نظر نہیں آیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حسن تعمیر:

نماز کی ادائیگی کے بعد ایک بار پھر طواف کے قافلے رواں دواں تھے میں بھی ان میں شامل ہو گیا۔ حرم میں آپ موجود ہوں تو یہاں فرض نماز کے بعد سب سے بڑی عبادت بیت اللہ کا طواف ہی ہے دیگر تمام عبادتیں تو دنیا میں کہیں بھی کی جاسکتی ہیں مگر یہ عبادت تو صرف حرم کے ساتھ خاص ہے۔ یہ طواف مکمل کر لینے کے بعد میں نے کچھ دیر صحن حرم میں آرام کیا بعد ازاں بیت اللہ شریف اور اس مسجد کی تعمیر اور عمارتی حسن کا جائزہ لینے کا فیصلہ کیا۔ کعبہ کی تعمیر پتھروں سے ہوئی ہے جو کہ عثمانی عہد حکومت کی تعمیر ہے، کعبہ کے گرد مطاف کا وسیع علاقہ ہے جس کے اوپر چھت نہیں ہے اور جس کا فرش ایک ایسے خوبصورت پتھر سے بنایا گیا ہے جو سخت دھوپ اور گرمی میں بھی ٹھنڈا رہتا ہے جس کے باعث طواف کرنے والے نہایت آرام وسکون سے طواف کرتے ہیں۔ یہ پتھر ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ فرش پر صفوں کے لیے دائروں میں نشان بنائے گئے ہیں۔ اس وسیع صحن کے بعد برآمدوں کی تعمیر کی گئی ہے۔ ان برآمدوں کے فرش کا لیول صحن کے فرش کے لیول سے تین چار فٹ اونچا ہے۔ یہ برآمدے عثمانی ترکوں کے زمانے کی یادگار ہیں۔ سنگل سٹوری عمارت کو ستونوں پر قائم کیا گیا ہے ان کی چھت پر چھوٹے چھوٹے قبے بنے ہوئے ہیں جو اکثر ہم تصویروں میں دیکھتے ہیں۔ عثمانی برآمدوں کے بعد یعنی باہر کو نکلتے ہوئے موجودہ سعودی حکومت کی توسیعی برآمدے بنائے گئے ہیں جن کے فرش کی سطح مزید تین چار فٹ اونچی ہے۔ ان کے نیچے تہہ خانے اور اوپر ڈبل سٹوری برآمدے ہیں۔ ان برآمدوں کی تعمیر سے مسجد حرام کا رقبہ بہت بڑھ گیا ہے۔ یہ برآمدے سینکڑوں ستونوں پر قائم ہیں ان کے ستون نہایت خوبصورت اور پائیدار ہیں۔ دلکش محرابوں اور دیدہ زیب مینا کاری سے ان برآمدوں کے حسن کو دوبالا کیا گیا ہے۔ مسجد حرام میں داخل ہونے کے لیے چاروں طرف نہایت خوبصورت اور نیچے اونچے چھوٹے بڑے کئی دروازے بنائے گئے ہیں۔ جن کے نام بھی رکھے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چند ایک مشہور نام یہ ہیں، باب عبدالعزیز، باب فہد، باب العمرہ، باب السلام، باب الندوہ، باب الفتح اور باب الصفا وغیرہ۔ بالائی منزل پر جانے کے لیے الیکٹرک سیڑھیاں (Escalators) بھی لگائی گئی ہیں۔ باہر کی دیواروں پر کالا سنگ مرمر لگا ہے جس میں سفید دھاریاں ہیں۔ دیواروں پر سنہری نقش ونگار بنائے گئے ہیں۔ دروازوں سے باہر آئیں تو چاروں طرف وسیع وعریض لان ہے جس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ جس کے مختلف سمتوں میں فاصلے فاصلے پر زیر زمین عورتوں اور مردوں کے لیے الگ الگ ٹائلٹس، غسلخانے اور وضو خانے بنائے گئے ہیں جن کی صفائی کا انتظام نہایت اعلیٰ ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مرکز عقیدت کعبہ مکرمہ؛

کعبہ شریف ایک مکعب نما کمرہ ہے۔ یعنی لمبائی چوڑائی اور اونچائی تقریباً برابر نظر آتی ہے۔ دنیا میں یہ پہلی عمارت ہے جو تعمیر کی گئی۔ ارشاد خداوندی ہے۔" **ان اول بیت وضع للناس** " یعنی انسانوں کے لیے پہلا گھر بنایا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو معدوم ہو جانے کے بعد دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق پہلی تعمیر جبرائیل نے کی تھی ۔ بہرحال قرآن کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی ۔ انھوں کیا میٹریل استعمال کیا ہوگا کس نقشے اور ڈیزائن پر اس کی تعمیر کی ہوگی قرآن اس بارے میں خاموش ہے۔ البتہ تعمیر دوران جو جو دعائیں انھوں نے مانگیں وہ قرآن میں درج ہیں جو کہ اس طرح ہیں۔

اے ہمارے پروردگار اس شہر کو امن کا شہر بنا۔

اس شہر کے مسلم باسیوں کو فراواں پھل عطا فرما۔

تعمیر کعبہ کی میری اس محنت کو قبول فرما۔

ہمیں مطیع اور فرمانبردار بنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اہل مکہ میں سے ہی ایک رسول معبوث فرما جو ان کو تیری آیات سنائے۔

ان کو کتاب کی تعلیم دے، ان کو حکمت و دانش سکھائے اور ان کا تذکیہ و تربیت کرے۔

(سورہ البقرہ ۔ ۱۲۹۔۱۲۶)

❖❖❖❖❖❖❖❖

اسی طرح سورہ ابراہیم میں ہے۔

اور جب دُعا کی ابراہیم نے، کہ اے میرے رب؛

اس شہر کو امن والا بنا دے،

اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا لے،

اے میرے رب،

ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے،

پس میری تابعداری کرنے والا، میرا ہے،

جو میری نافرمانی کرے تو اے اللہ تو بہت ہی معاف کرنے والا ہے،

اے میرے رب؛ میں نے اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں،

تیرے حرمت والے اس گھر کے پاس لا بسائی ہے،

اے میرے پرودگار؛ یہ اس لیے ہے کہ وہ نماز قائم کریں،

پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔

اور ان کو پھلوں کی روزیاں عطا فرما۔

تا کہ یہ تیری شکر گزاری کرتے رہیں،

اے پرورگار؛ تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں۔

اور اے اللہ! تجھ سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے نہ زمینوں میں نہ آسمانوں میں۔

شکر ہے اس خدا کا؛

جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق جیسے بیٹے عطا کیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حقیقت یہ ہے کہ میرا رب ضرور دُعا سنتا ہے۔

اے میرے پروردگار؛ مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی،

پروردگار میری دُعا قبول فرما؛

پرودگار؛ مجھے اور میرے والدین کو اور سب ایمان لانے والوں کو،

اُس دن معاف کر دینا جس دن تو حساب لے گا۔

(سورہ ابراہیم : ۳۵ تا ۴۱)

❖❖❖❖❖❖❖❖

## حجر اسود کی تنصیب کا جھگڑا؛

قرآن مجید کی تصریح کے مطابق سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیغمبر بیٹے سیّدنا اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ اُن کی اس تعمیر کے بعد نہ جانے کتنی بار یہ عمارت حوادث زمانہ کا شکار ہوئی اور نہ جانے کتنی بار تعمیر کی گئی ہوگی۔ اس کی تفصیل کا نہ تو یہ موقع ہے اور نہ ہی بندے کو اس کا کوئی زیادہ علم ہے۔ البتہ کعبہ کی ایک دفعہ کی تعمیر آنحضرت محمد ﷺ کی زندگی مبارک میں بھی ہوئی جبکہ ابھی آپ نے اعلان نبوت نہیں کیا تھا۔ اس تعمیر کے دوران میں حجر اسود کے لگانے کے معاملے میں قبائل عرب کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اور کشت وخون ہونے کو تھا۔ خاصی بحث وتمحیث کے بعد ان لوگوں نے یہ طے کیا کہ صبح جو آدمی سب سے پہلے حرم کعبہ میں باب بنی شیبہ میں سے داخل ہوگا وہ جو بھی فیصلہ کرے گا سب کو قبول کرنا پڑے گا، ساری رات وہ انتظار کرتے رہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اُس صبح سرکار دو عالم ﷺ سب سے پہلے حدود کعبہ میں اس دروازے سے داخل ہوئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سرداران مکہ پکار اٹھے، لو جی اب ’’صادق وامین‘‘ آگئے ہیں۔ اب یہی ہمارے قضئے کا فیصلہ کریں گے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک بچھا کر حجر اسود کو اس پر رکھا اور تمام قبیلوں کے سربراہان سے کہا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



چادر کو اٹھا لیں ، یوں سب قبائل کی نمائندگی ہو گئی۔ جب چادر مطلوبہ مقام پر پہنچ گئی تو رسول اکرم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے مقررہ جگہ پر نصب کر دیا اور یوں پیارے نبی ﷺ کی دانش مندی اور حکمت کا باعث شہر مکہ میں رونما ہونے والا ایک بڑا فساد ٹل گیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ارکان کعبہ؛

ارکان جمع ہے رکن کی، جس کے معنی ہیں کونا، کارنر۔

جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ کعبہ شریف ایک مکعب نما کوٹھا ہے۔اس کے جنوب مشرقی کونے میں حجر اسود نصب ہے اس کونے کو رکن اسود کہتے ہیں۔طواف یہاں سے شروع کیا جاتا ہے۔طواف کا رخ اینٹی کلاک وائز ہوتا ہے۔طواف کی سمت میں چلتے آئیں تو خانہ کعبہ کے اگلے کونے کو رکن عراقی اور اس سے اگلے کو رکن شامی اور اس سے اگلے کو رکن یمانی کہا جاتا ہے۔طواف کے دوران اگر موقع مل جائے تو رکن یمانی کو صرف دائیں ہاتھ سے چھونا مسنون ہے۔صحیح روایت ہے کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیانی حصہ میں دُعا مانگنے والے کی دُعا پر ستر ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔مزید یہ اس مقام پر درج ذیل دُعا پڑھنا مسنون ہے۔

**ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخر ۃ حسنۃ و قنا عذاب النار ۔**

اے ہمارے رب؛ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔

**و توفنا مع الابرار و دخلنا الجنۃ یا عزیز یا غفار ۔**

ہمارا انجام کرنا نیکو کاروں کے ساتھ کرنا،اور ہمیں جنت میں داخل فرمانا،اے زبردست،اے بخشنے والے۔

حجر اسود سے رکن یمانی کی طرف آئیں تو پانچ چھ فٹ کے فاصلے پر باب کعبہ ہے جو کہ زمین سے چھ سات فٹ اونچا بنایا گیا ہے۔عام طور پر یہ دروازہ بند رہتا ہے دروازے کو سنہری نقش و نگار سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مزین کیا گیا ہے۔اس پر بھی غلاف پڑا رہتا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## حطیم:

جب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خانہ کعبہ کو تعمیر کیا گیا تو اس دوران میں اہلیان مکہ نے وسائل کی کمی کے باعث کعبہ شریف کا کچھ حصہ بلا تعمیر چھوڑ دیا۔ بعداز فتح مکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس حصہ کو تعمیر نہ کرایا بلکہ اسے اسی طرح رہنے دیا۔ بیت اللہ شریف کے اس غیر تعمیر شدہ حصے کو حطیم کہتے ہیں اسے الحجر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ حصہ نیم دائرے کی شکل میں ہے جو کعبہ شریف کے رکن عراقی اور رکن شامی کو آپس میں ملاتا ہے۔اس کے اندر نوافل پڑھنا گویا بیت اللہ کے اندر نوافل پڑھنے جیسا ہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ حکومت میں حضور ﷺ کی خواہش کے مطابق حطیم کو بیت اللہ کی عمارت میں شامل کر کے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی۔ انھوں نے آمنے سامنے دو طرف دروازے رکھے تھے۔ حجاج بن یوسف اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے دوران حجاج کی فوجوں کی سنگ باری کی وجہ سے کعبہ کی نو تعمیر شدہ عمارت کو بہت نقصان پہنچا ۔اس لڑائی میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد خلیفہ ولید بن عبدالملک کی ہدایت پر خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کیا گیا تو ایک بار پھر حطیم کو چھوڑ کر پھر سے قریش کی بنیادوں پر ہی عمارت کو تعمیر کیا گیا۔ بعد کے ادوار میں بھی انھی بنیادوں پر تعمیر ہوتی رہی اور حصہ اصل عمارت سے باہر ہی رہا اور اب تک باہر ہی ہے۔ حطیم والا حصہ نیم دائرے کی شکل میں ہے جسے ایک چھوٹی سی دیوار سے متعین کر دیا گیا ہے۔ حطیم کی یہ دیوار تقریباً چار فٹ اونچی اور تین فٹ چوڑی ہے۔اس کے اوپر مختلف فاصلوں پر تین فانوس لگائے گئے ہیں۔ کعبہ کی دیوار سے متصل دونوں طرف جگہ چھوڑ دی گئی ہے جس کے ذریعے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حطیم کے اندر یا باہر جایا جا سکتا ہے اور عارضی رکاوٹ رکھ کر اس کو بند بھی کیا جا سکتا ہے۔ زائرین کرام حطیم کے اندر داخل ہو کر نوافل ادا کرتے ہیں بادشاہوں کے لیے تو خصوصی طور پر بیت اللہ کا دروازہ کھولا جاتا ہے مگر ہم جیسے عامیوں کے لیے حطیم ہی ہے جو بیت اللہ کا حصہ ہے۔ اللہ کریم نے اپنے اس عاجز بندے کی قسمت میں بھی حطیم کے اندر نوافل پڑھنے لکھے تھے اور اس کی توفیق سے کچھ دیر یہاں عبادت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

الحمد وللہ

❖❖❖❖❖❖❖

## ملتزم اور میزاب رحمت:

حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیانی حصے کو ملتزم کہتے ہیں۔ اس میں باب کعبہ شامل نہیں ہے۔ جن دنوں ہم وہاں تھے باب کعبہ سے غلاف ہٹا ہوا تھا جس کے باعث ہمیں کعبہ شریف کی دیوار کی زیارت نصیب ہوئی۔ جس سے یہ معلوم ہوا کہ کعبہ کی دیواریں بڑے بڑے کالے پتھروں سے بنائی گئی ہیں درمیان میں سیمنٹ یا کسی اور مصالحہ کی موٹی تہہ ہے جو سطح سے ابھری ہوئی ہے۔ اس حصہ سے چمٹ کر دُعا مانگنا مسنون ہے۔ اس لیے اس حصہ کو ملتزم (جس سے چمٹا جائے) کہتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بندے کو یہاں بھی دیوار کعبہ سے لپٹ کر دُعائیں مانگنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ حضور ﷺ کو بھی ملتزم سے چمٹے ہوئے صحابہ کرام نے دیکھا تھا اور اسے آگے روایت کیا۔ ملتزم وہ جگہ ہے جس پر سرور عالم ﷺ نے یوں اپنے رخسار مبارک رکھے تھے جیسے بچہ اپنی ماں کی چھاتی سے چمٹ جاتا ہے۔ اس لیے دیوار کے اس حصہ کے ساتھ یوں چمٹ جانا امت کے لیے ایک عظیم سعادت سمجھی جاتی ہے۔

اور کعبہ شریف کے پرنالے کو میزاب رحمت کہتے ہیں۔

پرنالے سے پانی حطیم میں گرتا ہے ہمارے دوران قیام میں مکہ میں موسم ابر آلود ہوا تھا۔ نماز مغرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے دوران میں کعبہ شریف کے صحن میں ہلکی ہلکی پھوار پڑی۔ میزاب رحمت سے قطرہ قطرہ پانی نیچے گر رہا تھا اس گرتے ہوئے پانی میں نہانے کی خواہش تھی لیکن بیت اللہ کے محافظوں نے حطیم کا راستہ بند کیا ہوا تھا۔ حرم میں موجود ایک متبحر عالم دین مولانا مکی صاحب سے کسی نے پوچھا کہ اس میزاب رحمت کی کیا حیثیت ہے یا کیا رتبہ اور شان ہے تو انھوں نے کہا؛ یہ بس پرنالہ ہی ہے بارش کے پانی کو نیچے لانے کی ضرورت کے تحت بنایا گیا ہے۔ معلوم نہیں کس نے اس کو رحمت کا پرنالہ قرار دے لیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی شان و عظمت کے بارے میں کچھ بھی روایت نہیں ہوا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## غلاف کعبہ؛

بیت اللہ کی دیواروں کو سیاہ رنگ موٹے کپڑے کا غلاف پہنایا گیا ہے۔ اس غلاف پر اوپر کی طرف سنہری دھاگے سے چاروں طرف قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ بوجہ کوشش کے مجھ سے پڑھی نہ جاسکیں۔ البتہ کالے دھاگے سے لمبائی کے رخ بھی کچھ کلمات بار بار خاص انداز سے لکھے گئے ہیں جو دور سے واضح نہ ہوسکے۔ حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں بھی کعبہ پر غلاف چڑھایا گیا تھا۔ یہ غلاف یمن سے منگوایا گیا تھا۔ پاکستان کے مسلمانوں کو بھی غلاف کعبہ تیار کر کے بھیجنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ ایک عرصہ تک مصر سے غلاف کعبہ بن کے آتا رہا۔ اب موجودہ سعودی حکومت خود ہی غلاف کعبہ تیار کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ ایک فیکٹری قائم کی گئی ہے جو مکہ شریف کے مضافات میں واقع ہے۔ غلاف کعبہ کے لیے تقریباً ایک ہزار گز کپڑا استعمال ہوتا ہے۔ غلاف کعبہ کو اوپر چھت کے ساتھ کس طرح چپکایا جاتا ہے مجھے معلوم نہ ہوسکا، البتہ نیچے والے حصے میں نیفہ سا بنا کر موٹا رسہ چاروں طرف سے گزارا گیا ہے اور اس رسے کو نیچے بنیادوں میں لگے موٹے موٹے سنہری کڑوں سے باندھ دیا گیا ہے، تیز ہوا کے چلنے سے یہ گلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لہراتا نظر آتا ہے اور کعبہ کی دیواروں سے اس کے ٹکرانے سے ایک قسم کی مترنم آواز پیدا ہوتی ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## بازار میں:

دن چڑھے زائر حرم بشری تقاضوں کی تکمیل کے لیے مسجد الحرام سے باہر آ گیا۔ مکہ کے گلیاں اور بازار جاگنا شروع ہو چکے تھے۔ یہاں مارکیٹیں دن کے دس بجے کھلنا شروع ہوتی ہیں، اس لیے ابھی بازار بند تھے۔ بابِ عبدالعزیز سے نکل کر باہر آیا، ناشتہ کے لیے تلاش و بسیار کے بعد ایک کھوکھا نما دوکان نظر آئی جہاں چائے اور برگر سے مکہ کا پہلا ناشتہ کیا۔ کچھ دیر سڑکوں اور بازاروں میں گھومتا رہا مکہ کے ماحول کا مطالعہ کیا جو اکہ ایک جدید شہر لگا۔ آہستہ آہستہ دکانیں کھلنا شروع ہوئیں اور بازار کی رونق بڑھنے لگی۔ بندے کا موڈ تو محض سیر و تفریح ہی تھا شاپنگ وغیرہ نہیں اس لیے کافی دیر بازار میں گھومتا رہا۔ بازار میں دکانداروں سے مختلف اشیا کا بھاؤ بھی پوچھتا رہا اور دیگر گاہکوں اور دوکانداروں کا آپس میں کاروبار کا مشاہدہ بھی کرتا رہا۔ بندہ مکے میں وہ بازار تلاش کرتا رہا جہاں پر میرے مدنی آقا کبھی سامان تجارت لایا کرتے تھے۔ کیا ان بازاروں میں کاروبار کرنے والے لوگوں کو تجارت کرتے وقت آپ ﷺ کا انداز تجارت یاد رہتا ہے؟ حضور ﷺ کو اہل مکہ نے صادق و امین کا لقب اسی لیے تو دیا تھا کہ آپ کاروباری معاملات میں نہایت دیانتدار تھے۔ آپ ﷺ کے دیانتدارانہ انداز تجارت کو دیکھ کر ہی تو مکہ کی سب سے مال دار تاجرہ نے آپ سے شادی کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تھا۔ ہماری مراد سیّدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیا ان بازاروں میں بیٹھے دوکاندار اپنی قسمت پر رشک نہیں کرتے کہ وہ ایک طرح سے اُس کاروبار کے وارث ہیں جو میرے آقا ﷺ چھوڑ کر گئے!

کیا ان بازاروں میں بیٹھے دوکانداروں کو یہ احساس ہے کہ یہاں کبھی آمنہ کا دریتیم سیّدنا محمد ﷺ بھی اپنی دوکان لگایا کرتے تھے؟

نہیں۔۔۔نہیں، ان جونما گندم فروشوں کو اس بات کا کچھ احساس نہیں۔

اِن کی دوکانوں میں دنیا بھر کا دونمبر مال پڑا ہے۔اور ایک دام ایک کلام والی بات تو کہیں ہے ہی نہیں جو میرے آقا کا طرۂ امتیاز تھا۔

ہائے وہ گلیاں وہ جنت نظیر باغات کہاں گئے۔

دل سے اِک ہوک سی اٹھی اور میں اپنے مقصدِ سفر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## دوسرا عمرہ؛

بازار میں پھرتے پھراتے بس اسٹینڈ نظر آیا۔یہاں مسجد تنعم کے لیے بسیں جارہی تھیں۔یہ مسجد اہل مکہ کے لیے میقات ہے۔اسے مسجد عائشہ بھی کہتے ہیں۔بس اسٹینڈ پر ہاکرز عمرہ۔۔عمرہ کی آوازیں لگارہے تھے۔پہلے تو مجھے سمجھ ہی نہ آئی کہ یہ عمرہ عمرہ کی آوازیں کیوں لگارہے ہیں۔میں سمجھا شاید عمرہ نامی کوئی شہر ہوگا جس کی طرف یہ بسیں جارہی ہیں۔لیکن کچھ دیر تک اڈے پر کھڑے رہنے اور آتی جاتی بسوں اور ہاکرز کی پکار سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ یہ بسیں مسجد عائشہ کی طرف جارہی ہیں اور ان پر وہ لوگ سوار ہو رہے ہیں جنھوں نے عمرے کے احرام باندھنا ہے۔میں نے بھی دوسرے عمرے کا ارادہ کرلیا۔اس کے لیے مجھے احرام باندھنے کے لیے اس مسجد کی طرف جانا تھا ٹکٹ گھر سے مسجد تنعیم کا آنے جانے کا ٹکٹ خریدا جس کے لیے کلرک نے پانچ ریال وصول کئے۔حالانکہ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ ٹکٹ چار ریال کا بنتا تھا۔

توبہ توبہ!! اللہ کے گھر میں یہ فراڈ! آخر ہم سب انسان ہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بہر حال پندرہ بیس منٹ میں بس نے وہاں پہنچا دیا۔ وہاں جا کر وضو کیا۔ احرام باندھا اور رکعت نماز ادا کی۔ نیت کر کے تلبیہ پڑھتا ہوا واپس بس میں آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر مرکز عشق میں لوٹ آیا اور سیل طواف میں کود پڑا۔ شمع کعبہ کے گرد پروانے اپنی شان بندگی سے رقص کر رہے تھے۔ صراط مستقیم کے متلاشی دائروں میں گھوم رہے تھے۔ گرمی اپنے جوبن پر تھی، جبکہ نیچے پاؤں میں فرش کی ملائم ٹھنڈک لطف دے رہی تھی ۔ مانگنے والا فقیر ایک بار پھر اپنے مالک کے سامنے جھولی پھیلائے کھڑا تھا معافی کے پروانے لینے کی استدعا کر رہا تھا۔ احباب ایک ایک کر کے یاد آ رہے تھے۔ یہ اللہ کی عنایت اور فضل ہی تھا یہ دوڑ دھوپ بہ سہولت ہو رہی تھی۔ طواف کے بعد حسب معمول صفا مروہ کی سعی اور بعد میں ٹنڈ اور عمرہ مکمل۔

عامۃ الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ یہ چھوٹا عمرہ ہے جو مسجد تنعیم سے کیا جاتا ہے اور جو عمرہ اپنے اپنے میقات سے کیا جاتا ہے وہ بڑا عمرہ ہے۔ مجھے اس کی کوئی دلیل نہ مل سکی۔ عام طور پر جو لوگ عمرے پر جاتے ہیں وہ ایک دو بار مسجد عائشہ سے احرام باندھ کر ضرور عمرہ کرتے ہیں۔ جب کہ یہ معلوم ہے کہ قیام مکہ کے زمانے میں تنعیم جا کر احرام باندھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اس لیے بعض علماء کرام اس طرح کے عمرے کو پسند نہیں کرتے۔ البتہ ایک واقعہ اس طرح کے عمرہ کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے جس کا تذکرہ کر دینا یہاں فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ اُم المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مکہ تشریف لائیں تو راستے میں انھیں حیض آ گیا اس وجہ سے وہ حج سے قبل عمرہ ادا نہ کر سکیں حج کے بعد حضور ﷺ نے انھیں ان کے بھائی سیّدنا حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا کہ وہ وہاں سے احرام باندھ کر آئیں اور عمرہ ادا کریں۔ علماء کا کہنا ہے کہ ایسی کسی مجبوری کے باعث آج بھی ایسا کرنا جائز ہے

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## اہم ترین دن؛

اتنے میں نماز ظہر کا وقت ہوگیا، موذن نے حی علیٰ الصلوۃ کی پکار بلند کی۔ نماز ظہر با جماعت ادا کی بعد ازاں نماز عصر، نماز مغرب اور نماز عشا بھی حرم پاک میں جماعت کے ساتھ ادا کیں پھر جدہ کا قصد کیا۔ ٹیکسی اسٹینڈ پر آیا۔ ہاکر جدہ جانے والی ٹیکسیوں کے لیے آوازیں لگا رہے تھے۔ اس اڈے پر اپنے ہاں کے اڈوں والا ماحول ہی پایا۔ ڈرائیوز اور ہاکرز کی وہی مخصوص شکل وصورت تھی جو ہمارے ہاں کے ڈرائیورز کی ہوتی ہے۔ ان کا انداز گفتگو اور چال ڈھال وہی ہے جو ہمارے ہاں کے اڈوں میں اس مخلوق کی ہوتی ہے۔ یہاں دو قسم کی ٹیکسیاں چلتی ہیں۔ ایک پیلے رنگ کی دوسرے سفید رنگ کی۔ عموماً پیلی ٹیکسی مقامی ڈرائیور چلاتے ہیں۔ یہ اندرون و بیرون شہر آتے جاتے ہیں غیر مقامی حضرات سفید ٹیکسیاں چلاتے ہیں اُن کو بیرون شہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن چور دروازوں سے وہ ایسا کرتے رہتے ہیں۔ پولیس سے نظریں چرا کر اپنا دھندا جاری رکھتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات پکڑے بھی جاتے ہیں۔ یہ نہیں معلوم کہ پھر کیسے جان چھڑاتے ہیں۔ کوئی رشوت وغیرہ چلتی ہے کہ نہیں۔ بندہ اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جدہ جانے کے لیے فی سواری دس ریال لیتے ہیں گاڑی میں عموماً پانچ سواریاں بٹھاتے ہیں۔ بعض لالچی قسم کے ڈرائیور چھ سواریاں بھی بٹھا لیتے ہیں۔ میں بھی جدہ جانے والی ایک ٹیکسی پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی منٹوں میں بھر گئی اور چل پڑی۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد ہم جدہ پہنچ گئے۔ اس علاقے کا نام ''باب مکہ'' تھا۔ بھائی حاجی فقیر محمد کو فون کیا اور وہ آ کر مجھے اپنے گھر لے گئے۔ آج کا دن زندگی کا اہم ترین اور قیمتی ترین دن تھا۔

جو سعادت آج نصیب ہوئی ہے وہ پہلے نصیب نہ ہوئی تھی۔

آج کا دن مکہ مکرمہ میں گزرا۔ یہ شہر رب کریم کا محبوب ترین شہر ہے۔ سیّدی خیر البشر ﷺ کا مولد و مسکن ہے، امن وسلامتی کی سرزمین، فیوض وبرکات کی سرزمین۔

**سبحان اللہ العظیم**

یہاں خالق و مالک، خود میزبان ہوتا ہے۔ میرے ایسے گناہوں میں ڈوبے بندوں کی بخشش ہوتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔اس شہر میں درماندہ حال لوگوں کو سکون قلب ملتا ہے۔میں آج سارا دن اس شہر میں تھا۔آج جتنا پیدل چلا ہوں پہلے کبھی نہ چلا تھا۔اس لیے ٹانگیں شدید درد کر رہی تھیں۔ٹانگوں میں ورم آ گیا تھا اور اب چلا نہیں جا رہا تھا۔رب تعالیٰ اس مشقت اور تکلیف کو قبول فرمائے۔آمین

یہ محض رب کریم کا فضل و کرم تھا کہ ایک دن میں دو عمروں کی سعادت حاصل کی اور حرم پاک میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے کی توفیق اور سہولت عطا فرمائی اور اپنے گھر کے کئی چکر لگانے کا اعزاز بخشا۔

**الحمد و رب العالمین ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبین۔**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## قصہ ایک درویش کا:

یہ سعادت جو آج مجھے حاصل ہوئی ہے اس کے تذکرے میں ایک درویش کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔اگرچہ درویش اپنے ذکر پر اتنا خوش تو نہیں ہوتے لیکن یہ درویش چونکہ دنیادار بھی ہے اس لیے ڈر ہے کہ اس کا ذکر نہ کرنے سے وہ ناراض ہی نہ ہو جائے۔ایک دن جبکہ ابھی عمرے کا خواب وخیال ہی نہ تھا کہ میرے دوست ماسٹر لال کوثر فرمانے لگے کہ عمرہ پر جانے کے لیے لاہور ائیر پورٹ تک جانے اور واپس لانے کا ٹیکسی کا کرایہ وہ ادا کریں گے۔ان کے اس ارادے اور اعلان کے بعد میرے لیے آسانیاں پیدا ہوتی چلی گئیں۔آخر جناب کو اپنا وعدہ ''بادل نخواستہ'' نبھانا پڑا۔بعد میں عقدہ کھلا کہ یہ درویش تو لالچی نکلا۔بندہ کو رشوت پیش کر کے وہ دعاؤں کا وافر حصہ وصول کر گیا رب تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت دے اور اخلاص ومحبت میں اضافہ کرے۔آمین

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حاجی صاحب؛

عمرہ کرنے کے بعد حرم سے باہر بازار میں آیا تو مختلف لوگ ہمیں حاجی صاحب، حاجی صاحب کہہ کر پکار رہے تھے۔ پہلے تو دھیان نہ دیا لیکن جب بار بار اسی طرح پکارا جاتا رہا تو پھر ہمیں بھی یقین آنے لگا کہ ہم بھی حاجی صاحب بن چکے ہیں۔ گویا ہم بھی خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو چکے تھے۔ ویسے یہ لقب کچھ غلط بھی نہ تھا۔ کیونکہ فقہی اصطلاع میں عمرہ ''حج اصغر'' کہلاتا ہے اور ذوالحجہ میں ہونے والا اجتماع حج اکبر کہلاتا ہے۔ اور یوں عمرہ کر کے ہم حاجی کہلانے کے حقدار تو ہو چکے تھے۔ عوام الناس میں یہ بات غلط طور پر مشہور ہے کہ نو ذوالحجہ کو اگر جمعہ ہو تو اس سال والا حج ہی ''حج اکبر'' کہلائے گا۔ مکے والوں نے تو ہمیں حاجی صاحب کا خطاب دے دیا تھا۔ لیکن اپنے وطن میں اتنے کم پیسوں کے عوض ملنے والی سعادت پر ہمیں کون حاجی کہے گا؟

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## جدہ؛

صبح کی نماز ان کے محلے کی مسجد میں باجماعت ادا کی۔ کل کی بھاگ دوڑ کے باعث بہت زیادہ تھکاوٹ تھی لہذا نماز کے بعد چند گھنٹے آرام کیا۔ کچھ دیر سعودی ٹی وی کے پروگرام دیکھے۔ سعودیہ میں موجود کچھ دوستوں سے فون کے ذریعے رابطے کیے۔ آج حاجی صاحب نے جدہ شہر کی سیر پروگرام بنایا ہوا تھا۔ حاجی صاحب کار پر شہر کی سیر کرنے لے گئے۔ پہلے تو انھوں نے اپنی دوکان دکھائی اور اپنے ملازمین سے تعارف کرایا۔ پھر شہر لے گئے۔ مختصر وقت میں گاڑی میں بیٹھے بیٹھے کیا سیر ہو سکتی تھی۔ سب سے زیادہ جس چیز نے متاثر کیا وہ ساحل سمندر کی بطور تفریحی پارک ترقی ہے۔ میلوں تک یہ ساحل پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ خوبصورت پارک بنائے گئے ہیں۔ جدہ کا سمندر بڑا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پرسکون تھا۔ نہ کوئی شور نہ کوئی طوفان، بالکل سعودی شہروں کی طرح بے حس اور ہموار۔ چونکہ یہ وقت قبل از دوپہر کا تھا اس لیے کوئی رونق نہ تھی۔ اِکا دُکا گاڑیاں آتی جاتی اور چند لوگ ساحل سے لطف اندوز ہوتے ہوئے نظر آئے۔ یورپ کے ساحلوں کی طرح یہ ساحل بھی رات کو جاگتا ہوگا۔ لیکن وہ عریانی اور فحاشی جو یورپ کے ساحلوں پہچان ہے یہاں نہیں ہوتی ہوگی۔ ساحل سمندر پر کچھ دور تک جا کر واپس آ گئے اور مختلف بازاروں اور مارکیٹوں میں گھومتے پھرے۔ یہاں بھی ابھی گاہک کم کم تھے۔ میرا شوق تو یونیورسٹی، میڈیکل کالج، کوئی بڑا ہسپتال اور لائبریری دیکھنے کا تھا، لیکن وقت کی کمی اور رہبر کا ذوق آڑے تھا۔ اور تو اور کوئی بک شاپ بھی نہ دیکھ پایا جس کے بغیر میری کوئی سیر، سیر نہیں ہوتی۔ کتابوں کے لیے شاید کوئی مخصوص بازار ہو تو ہو یوں مارکیٹوں میں پھرتے پھراتے مجھے تو کتابوں کی کوئی دوکان نظر نہ آئی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## میرے بھائی...... میرے ساتھی؛

جیسا کہ پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ میرے عمرے کے اس پروگرام کو تجویز اور سپانسر کرنے والے محترم بھائی چوہدری محمد اکرم صاحب ہیں۔ وہ طویل عرصے سے ناروے میں مقیم ہیں۔ وہ مجھ سے بے پناہ پیار کرتے ہیں۔ اس پیار کی وجہ میری سمجھ سے بالا ہے۔ یہ ان کی بڑائی ہے ورنہ ''من آنم کہ من دانم'' وہ اپنے بڑے فرزند احمد ضیا اکرم اور دوست حاجی رشید احمد صاحب کے ساتھ آج ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء کی صبح ساڑھے پانچ بجے سعودی ائیر لائن کے ذریعے ناروے سے جدہ تشریف لا رہے تھے۔ میں برادرم فقیر محمد کے ساتھ اُن کے استقبال کے لیے ائیر پورٹ گیا۔ صبح کی نماز وہیں ادا کی۔ سعودی عرب نے اپنی ملکی ائیر لائن کے لیے الگ ائیر پورٹ بنایا ہے جو جدہ شہر سے نسبتاً زیادہ قریب ہے۔ جہاز وقت پر ہی پہنچ گیا اور میرے ساتھی تشریف لے آئے۔ تینوں ساتھیوں سے مل کر فرحت ہوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



احمد ضیا اکرم نہایت پیارا بچہ ہے یہ بھی احرام میں ہے اور پچھلے کئی گھنٹوں سے احرام کی پابندیاں خوشدلی سے برداشت کررہا ہے۔رب تعالیٰ اس بچے کو اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## پاکستانی بازار میں؛

ائیر پورٹ سے شہر آتے آتے ناشتے کا وقت ہو گیا تھا۔راستے میں اکرم صاحب نے اپنے موبائل سے ناروے فون کر کے اپنے اہل وعیال کو اپنی خیریت سے آگاہ کیا۔ناشتہ کے لیے فقیر سائیں نے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روکی۔روکتے ہی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا۔انھوں نے بتایا کہ یہ پاکستانی بازار ہے میں نے کہا؛ثبوت کی ضرورت نہیں گاڑی کے ٹائر نے پہلے ہی اعلان کر دیا ہے کہ ہم واقعی پاکستان میں ہیں۔اس بازار کی سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی جیسے اپنے ہاں ہوتی ہیں۔یہاں پر اکثر دوکانیں پاکستانی لوگ چلاتے ہیں۔جن میں اکثریت جنوبی پنجاب خصوصاً میرے آبائی ضلع ڈیرہ غازی خاں سے تعلق رکھتے ہیں۔ہر طرح کا پاکستانی ناشتہ اور کھانا یہاں دستیاب ہے۔ہوٹل کا ماحول ہمارے ہاں کے ہوٹلوں جیسا ہی تھا اور طرز خدمت بھی اپنے ہاں کی سی۔ہوٹل کی میزیں اور کرسیاں بھی،ایسے لگتا تھا کہ ڈیرہ غازیخاں سے بن کر آئی ہیں اور بیرے میلے کچیلے کپڑے پہنے کندھوں پر مخصوص کپڑا رکھے جس سے وہ میزیں بھی صاف کرتے ہیں اور برتن بھی،اپنے مخصوص پاکستانی سٹائل سے مصروف کار تھے۔ہوٹل میں داخل ہوتے ہی اس مخصوص خوشبو نے استقبال کیا جو فرنٹ پر بنے کچن والے ہوٹلوں کا خاصا ہوتا ہے۔

ہوٹل کی دیواروں پر عبارتیں اور شعر بھی وہی لکھے ہوئے تھے جو ہمارے ہاں ہوتے ہیں ہم نے پائے چھولے،نان اور دہی کا آڈر دیا۔ذائقہ بس واجبی سا تھا کہ پائے بنانا اور ان میں لذت پیدا کرنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔بل حاجی فقیر سائیں نے دیا۔ہمارے ناشتے کے دوران انھوں نے اپنی گاڑی کا ٹائر بھی بدل لیا تھا۔ضیا اکرم کو یہ ناشتہ پسند نہ آیا۔گھر جا کر ضیا نے ناشتہ کیا اور میں نے احرام باندھا۔چونکہ جدہ میقات کے اندر ہے اس لیے یہاں کے لوگوں کے لیے اپنے گھر کے اندر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے ہی احرام باندھ کر نکلنا ہوتا ہے۔ حاجی فقیر محمد نے ہمیں باب مکہ ٹیکسی اسٹینڈ پر چھوڑا ہم نے مکہ جانے کے لیے ٹیکسی لی اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## وادی غیر ذی زرع:

اب کی بار بندہ تجربہ کار ہو چکا تھا اور ساتھیوں کی راہنمائی کر رہا تھا۔ کل تو میں رات کے وقت مکہ گیا تھا اور رات ہی کو واپس آ گیا تھا لیکن اب جدہ سے مکہ کی طرف دن میں سفر کر رہا تھا۔ اس لیے اردگرد کا علاقہ بھی زیر مشاہدہ اور زیر تبصرہ رہا۔ یہاں پہاڑی سلسلہ بھی ہے اور ریتلا علاقہ بھی۔ یہ کوئی قابل ذکر آبادی والا علاقہ نہیں ہے۔ دور دور تک بنجر اور بے آب و گیاہ وادی پھیلی ہوئی ہے۔ ۸۰ کلو میٹر کا فاصلہ اور راستے میں کوئی شہر نہیں پڑتا۔ چھوٹے بڑے شہر شاید ہوں گے تو سہی لیکن موٹروے کا راستہ شاید عام آبادی سے ہٹ کر بنایا گیا تھا اس لیے ہمیں تو کوئی شہر نظر نہیں آیا۔ بستی تو بستی رہی سارے علاقے میں کوئی سرسبز کھیت بھی نہ تھا۔ دور کہیں اِکا دُکا درخت تو نظر آتے تھے مگر اس کے علاوہ کوئی سبزہ نہ تھا۔ ہزاروں سال قبل اس وادی کا جو نقشہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کھینچا تھا آج بھی وہی نقشہ میرے سامنے تھا۔ جب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ کریم کے حکم سے اپنے اہل و عیال کو یہاں لائے تھے تو انھوں نے کہا:

رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ۔

(القرآن الحکیم - سورۃ ابراھیم ۱۴:۳۷)

ترجمہ:

”اے ہمارے پروردگار! میں نے ایک بے آب و گیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے“۔

❖❖❖❖❖❖❖❖❖

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



مکہ سے چند کلو میٹر قبل پولیس چیک پوسٹ آئی، یہاں پر مسلم اور غیر مسلم کی پڑتال کی جاتی ہے کیونکہ قانوناً اور شرعاً غیر مسلم خواتین و حضرات حرمین شریفین نہیں جا سکتے۔ ہمارے پاسپورٹ بھی سرسری طور پر چیک ہوئے پھر ہمیں جانے کی اجازت دے دی گئی۔ راستے میں وہ جگہ بھی زیب نگاہ ہوئی جہاں صلح حدیبیہ واقع ہوئی تھی اس جگہ کو اب شمیسی کہتے ہیں افسوس کہ ہم یہاں رک نہیں سکتے تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## حدودِ حرم:

چیک پوسٹ کو نمایاں کرنے کے لیے، سڑک کے اوپر ایک خوبصورت پل بنایا گیا تھا جو دور سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے رحل ہو پر قرآن مجید رکھا ہو۔ اکرم بھائی نے پوچھا؛ ڈاکٹر صاحب میقات اور حدود حرم سے کیا مراد ہے؟ میں نے عرض کہ اللہ کا گھر اس زمین کا سب سے مقدس مقام ہے۔ خانہ کعبہ نہایت ہی اعلیٰ اور اشرف مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے احترام اور تقدس کے لیے اس کے گرد تین دائرے بنائے ہیں پہلا دائرہ مسجد الحرام کا ہے جس میں مطاف بھی شامل ہے یعنی خانہ کعبہ کی اصل عمارت کے گرد وہ حصہ جو طواف اور نماز کے لیے مخصوص ہے۔ یہاں پر پڑھی جانے والی نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ دوسرا دائرہ مکہ مکرمہ کے اردگرد کا علاقہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا ہے۔ مکہ کے چاروں طرف کچھ میلوں کی دوری پر حدود حرم کی نشاندہی کے لیے نشانات لگا دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ ایک نشان ابھی جدہ کے راستے مکہ شریف آتے ہوئے گزرا ہے جہاں چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔ حدود حرم کے اندر کوئی غیر مسلم نہیں جا سکتا جو لوگ ان حدود کے اندر رہتے ہیں بشمول مکہ کے رہنے والے اہل حرم کہلاتے ہیں۔ حج اور عمرہ کے کچھ مسائل ان لوگوں سے مخصوص ہیں جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ تیسرا دائرہ مواقیت کا ہے۔ مواقیت جمع ہے میقات کی۔ میقات کا تعین و تقرر بھی رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا تھا۔ دنیا کے کونے کونے سے آنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والے لوگوں کے لیے یہ تعین کیا گیا کہ وہ حج یا عمرہ پر آتے ہوئے کہاں سے احرام باندھیں گے۔ یہ کل پانچ مقامات ہیں۔ ذوالحلیفہ، جحفہ، قرن المنازل، یلملم اور ذات عرق، جو لوگ میقات کے اندر اور حرم سے باہر رہتے ہیں اُن کو اہل حل کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ جدہ میں رہنے والے اور جو لوگ میقات سے باہر پوری دنیا میں رہتے ہیں انھیں اہل آفاق کہا جاتا ہے، جیسا کہ ہم لوگ ہیں، حج اور عمرہ کے لیے ہر دو کے لیے الگ الگ احکامات ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ایک معمول؛

پاکستان سے چلتے ہوئے ایک بزرگ نے بتایا تھا کہ مکہ میں داخل ہو کر سامان کسی حجام کے پاس رکھ لینا۔ سوچتا رہا کہ یہ کیا بات ہوئی؟ خیال تھا کہ شاید حرم کے اردگرد نائیوں نے اپنی کرسیاں لگائی ہوئی ہوں گی یا چٹائی پر بیٹھے حجامت کر رہے ہوں گے، لیکن یہاں آ کر معلوم ہوا کہ حرم کے اردگرد نائیوں کی بڑی خوبصورت دوکانیں ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے پاس سامان رکھنا یہاں کا معمول ہے۔ ہوتا یوں ہے کہ عمرہ کے لیے جس نے جانا ہے اُس کے پاس سامان تو ہوتا ہی ہے ادھر اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر واجبات عمرہ ادا کیے جائیں۔ سامان کو آپ حرم کے اندر تو نہیں لے جا سکتے لہٰذا سامان سے نجات کا طریقہ یہ بن گیا کہ سامان کسی حجام کے پاس رکھ دیا جاتا ہے چونکہ عمرہ کے بعد بال تو کٹوانے ہی ہوتے ہیں اس حجام حضرات نے بھی یہ کاروباری گر بنا لیا ہے کہ ان کے ایجنٹ ٹیکسی اسٹینڈ کے آس پاس منڈلا رہے ہوتے ہیں اور جس کسی کے پاس بیگ دیکھتے ہیں اسے جا پکڑتے ہیں۔ ہمارا سامان بھی ایک اسی طرح کے ایجنٹ نے پکڑ لیا اُس کی دوکان دیکھ کر اور اُس سے چٹ لے کر ہم آزادانہ بیت اللہ کی طرف بڑھے۔ اکرم صاحب پہلی بار یہاں آئے تھے، البتہ حاجی رشید صاحب قبل ازیں دو حج کر چکے تھے اس لیے وہ راستوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور دیگر کئی چیزوں سے آگاہ تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## رمل؛

وہ طواف جس کے بعد سعی بھی کرنا ہوتی ہو اس کے پہلے تین چکروں میں رمل کرنا اور اگلے چار چکروں میں سکون سے چلنا سنت ہے۔رمل سے مراد یہ ہے کہ ذرا تیزی سے، کندھوں کو ہلاتے ہوئے اور اکڑ کر چلیں لیکن اس طرح کہ اس سے دیگر لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔رمل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عمرہ قضاۃ (۷ہجری) کے موقع پر کب صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو کفار مکہ کہنے لگے کہ ان کو مدینے کی آب وہوا راس نہیں آئی اور یہ وہاں جا کر کمزور ہو گئے ہیں۔ان کی اس بات کی نفی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ طواف کے درمیان اکڑ کر تیز قدموں سے اور کندھوں کو ہلاتے ہوئے چلنے کا حکم دیا۔ہم بھی اسی سنت کی ادائیگی میں رمل کر رہے تھے۔احمد ضیا بھی ہمارے ساتھ رمل میں مصروف تھا۔یوں لگ رہا تھا کہ یہ اپنے دل میں عہد کر رہا ہے کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے حکموں پہ چل کے ہی زندگی گزاروں گا۔ایرانی زائرین خصوصاً اور کچھ دیگر لوگ بھی گروپس کی شکل میں چل رہے تھے۔ایک آدمی اونچی آواز میں دعائیں پڑھتا ہے اور دیگر لوگ اس کی اقتدا کرتے ہیں۔یہ طریقہ علما کے لیے کچھ زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔اور نہ ہی عربی زبان میں دعائیں پڑھنا ضروری ہیں۔اپنی زبان میں دل جمعی اور خشوع وخضوع سے دعائیں مانگنا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔قرآن وحدیث میں موجود دعائیں اگر معنی ومفہوم کے ساتھ یاد ہوں تو ان کو پڑھنا سونے پر سہاگہ جیسا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## کابینہ؛

ساتھیوں سے مل کر تیسرا عمرہ مکمل کیا ۔اسی حجام کے پاس آ کر بال منڈوائے جس کے پاس سامان رکھا تھا۔ٹنڈ کروانا،احمد ضیا کے نیا تجربہ تھا۔رشید صاحب تو اپنی پہلے سے موجود ٹنڈ کو صاف بچا گئے البتہ میں اور اکرم صاحب نے اُسترا چلوایا اور نائی کو پانچ پانچ ریال دیئے۔رشید صاحب اور اکرم بھائی ہوٹل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور ہم دونوں چچا بھتیجا بازار کا نظارہ کرنے لگے۔اتنے میں ظہر کی اذان ہوئی اور دوکانیں بند ہونا شروع ہوگئیں لوگوں نے مسجد حرام کا رخ کیا۔تھوڑی دیر بعد بازار مکمل بند ہوگیا۔ہم بھی جا کر نماز میں شامل ہوگئے۔نماز کے بعد حجام کی دوکان پر واپس آئے تھوڑی دیر بعد ساتھی بھی آ گئے۔قریب ہی ایک ہوٹل میں کمرہ مل گیا تھا،سامان لے کر ہوٹل میں آ گئے،کمرہ مناسب حد تک صاف ستھرا تھا اور ہوٹل بھی مناسب جگہ پر تھا۔ہوٹل سے باہر نکلیں تو سڑک کے اس پار حرم کی حدود شروع ہو جاتی ہے۔باب العمرہ اور شاہ فہد قریب پڑتے ہیں۔ہوٹل کے اندر ہی پی سی او ہے۔یہاں کمپوٹرآئزڈ نظام ہے۔پندرہ بوتھ ہیں جو خالی ہوگا اس کا ٹوکن آپ کو دے دیا جائے گا۔اندر جا کر جہاں چاہیں فون کریں۔واپسی پر کمپیوٹر کی پرچی مل جائے گی جس پر کال کی ساری تفصیل درج ہوگی یاد رہے کہ پی سی او کو عربی میں کابینہ کہتے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## اُدھار کا کھانا؛

کپڑے بدلنے اور قدرے ستانے کے بعد ہم باہر نکل آئے تا کہ کرنسی تبدیل کروائی جائے اس کے بعد کھانا کھایا جائے۔رقم تبدیل کرنے والے کو یہاں صراف کہتے ہیں۔ان کی دوکانیں بند تھیں صراف کی دکانیں تلاش کرتے کرتے ہم ایک پاکستانی ہوٹل تک جا پہنچے۔مقامی کرنسی کا دھیلا بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہمارے پاس نہ تھا اور بھوک بھی لگی ہوئی تھی ۔ہم ہوٹل میں اندر داخل ہو گئے ،کھانا منگوایا اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔نہایت مزیدار پاکستانی کھانا تھا۔ بیالیس ریال بل بنا۔ہم نے عرض کی ہمارے پاس ریال نہیں ہیں یا تو نارویجن کراؤن لے لیں یا ہم پر اعتبار کر لیں ۔ہوٹل کے مینیجر نے خوشدلی سے کہا؛ آپ جائیں جب کرنسی تبدیل ہو جائے تب بل آجائے گا فکر کی کوئی بات نہیں ۔اس کی اس بات سے ہمیں بہت راحت ملی ۔ہم نے پھر صراف کی دوکان کی تلاش شروع کر دی مگر بازار بدستور بند تھا۔معلوم ہوا کہ یہاں نماز عصر تک وقفہ ہوتا ہے۔لہٰذا صراف کی تلاش ترک کر کے ہم پھر حرم میں آ گئے ۔ بعد میں اسی دن رشید صاحب ہوٹل کا بل ادا کرنے کیے گئے اور کافی دیر واپس آئے اور کہا مجھے تو وہ ہوٹل نہیں ملا، بڑی پریشانی ہوئی ہے۔ہم پہلے ہی خیال کر رہے تھے کہ ہوسکتا ہے حاجی رشید صاحب کو ہوٹل ہی نہ ملے اور ایسا ہی ہوا۔ پردیس میں نئی نئی جگہوں کو یاد رکھنا کافی مشکل ہوتا ہے اور میں تو اس معاملے میں بالکل ہی کورا ہوں کیونکہ کسی بھی نئے شہر میں مجھے تو فوراً ہی (dis orientation) لاحق ہو جاتی ہے،یعنی سمتوں کا تعین مشکل ہو جاتا ہے ۔دوسرے دن ہم نے پھر ہوٹل کی تلاش شروع کی اور اس دفعہ اللہ کا شکر ہے کہ ہوٹل مل گیا اور ہم نے امانت اُن تک پہنچا دی۔وطن سے دور اپنے ان ہوٹل والے ہم وطنوں نے جس پیار اور اعتماد سے نوازا، یہ ایک نہایت خوشگوار تجربہ تھا جو ہمیشہ یاد رہے گا۔

❖❖❖❖❖❖❖

## آہِ سحر گاہی؛

بعد از نماز عشا ہوٹل میں آکر سو گئے ۔صبح اڑھائی بجے جاگے دوستوں کو جگایا اور حرم پاک میں حاضر ہو گئے ۔احمد ضیا کو ہم ہوٹل ہی میں سوتا چھوڑ آئے تھے کہ ہمیں اس کی تھکاوٹ اور نیند کا احساس تھا رات کے اس پہر بھی مطاف میں بے پناہ رش تھا۔اس وقت مشقت اٹھانے کا واحد مقصد حجر اسود کا بوسہ لینا تھا۔خاصی تگ ودو کے بعد ہم حجر اسود کا بوسہ لینے میں کامیاب ہو گئے ۔اگر چہ ہم قطار میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آ رہے تھے لیکن پھر بھی عین وقت پر جب ہم حجر اسود کے قریب پہنچے تو قطار میں نہ آنے والوں کے ساتھ تھوڑی زبردستی کرنا پڑی۔ ہم نے طواف مکمل کیا، نوافل اور وتر ادا کیے۔ آہ سحر گاہی کے لطف سے آشنا ہوئے اور وہ بھی بیت اللہ شریف میں، لواحقین، دوستوں اور رشتے داروں کے لیے خوب خوب دعائیں کیں۔ نماز فجر باجماعت ادا کی پھر ہوٹل واپس آ گئے۔ بعد میں بھی جب تک ہم وہاں رہے میں ہی صبح سویرے ساتھیوں کو جگا کر حرم پاک لے جانے کا فریضہ ادا کرتا رہا اور ہمیں کسی بھی دن الارم سے گا جاگنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ شوق و محبت کا لارم ہی بجتا رہا اور ہم ''سرگی سرگی'' بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے رہے۔ اللہ کریم یہ مشقت قبول فرمائے۔ آمین

❖❖❖❖❖❖❖❖

## جمعۃ المبارک (۲۹۔ستمبر ۲۰۰۰ء)

آج جمعۃ المبارک ہے۔ ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ ایک اور عمرہ کیا جائے۔ اس کے لیے حسب قاعدہ مسجد تنعیم سے نیا احرام باندھ کر جانا ہوتا ہے۔ اس بار ہم ٹیکسی پر وہاں گئے۔ احرام باندھا کر بیت اللہ شریف میں واپس آئے تو نماز جمعہ کی اذان شروع ہو گئی تھی اگرچہ طواف تو جاری تھا لیکن وقت تنگ تھا اس لیے نماز جمعہ کے بعد ہی طواف کا فیصلہ ہوا۔ لہٰذا جمعہ پڑھنے کے لیے بڑی مشکل سے برآمدوں میں جگہ بنائی۔ جہاں بیٹھ کر خطبہ جمعہ سنا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد طواف کے گرداب میں داخل ہو گئے۔ دھوپ بھی تھی اور رش بھی تھا، اس کے باوجود اللہ کے فضل سے خوش اسلوبی کے ساتھ یہ طواف مکمل ہوا۔ دوران طواف حاجی رشید صاحب ہم سے جدا ہو گئے البتہ ہم تینوں ساتھ ساتھ رہے۔ سعی کے بعد حرم سے باہر آ گئے اور استرا پھروانے کے لیے حجام کی دوکان پر چلے گئے۔ اور یہ چوتھی بار تھا جب میرے سر پہ استرا پھر رہا تھا میں سوچنے لگا یہ کیا رسم ہے!!

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## ٹنڈ پہ ٹنڈ کیا ضروری ہے؟

یہ غلامی کی علامت ہے۔سر منڈانا، دراصل اِس بات کا علامتی اظہار ہے کہ میں اللہ کریم کا دائمی غلام ہوں اور اُس کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرنے والا ہوں۔قدیم زمانوں سے مختلف اقوام میں یہ روایت موجود رہی ہے کہ غلاموں، زیردستوں اور مریدوں کے سر منڈائے جاتے تھے۔آج بھی کئی مما لک میں یہ روایت موجود ہے۔ہمارے علاقے (جنوبی پنجاب) میں یہ رسم موجود ہے کہ پہلوٹھی کے پیدائشی بال کسی پیر یا دربار پر جا کر منڈائے جاتے ہیں اور یہ اُس پیر سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔اس کے لیے کئی قسم کی رسوم اور بدعات ایجاد کر لی گئیں ہیں۔ہندوؤں میں اسی قسم کا ایک رواج موجود ہے۔ہمارے دین میں یہ رسم صرف حج اور عمرہ کے موقع پر ادا کرنی مسنون ہے اس کے علاوہ کسی موقع یا کسی جگہ پر عبادت کی نیت سے ایسا کرنا بدعت سئیہ ہے۔رسول اکرم ﷺ نے حلق کروانے والے کے لیے دوبار دعائے مغفرت فرمائی ہے اور صرف بال کٹوانے والے کے لیے ایک بار مغفرت کی دُعا فرمائی ہے۔میں نے سوچا کے اللہ کے رسول کی دُعا کا مصداق بننے میں بخل کیوں کیا جائے۔لہٰذا چوتھی دفعہ ٹنڈ کراتے ہوئے جو مزہ آیا پہلے نہ آیا تھا۔اتنے میں نمازعصر کا وقت ہو گیا حرم پاک میں نماز ادا کرنے کے بعد ہم ہوٹل روانہ ہو گئے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖❖

## ایک الجھن؛

یہاں ہم اپنی ایک الجھن کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔اللہ کریم سے مانگنا بندے کی ضرورت ہے۔جب تک بندہ، بندہ ہے اُس وقت تک وہ دُعا سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔اس لیے کہا گیا کہ دُعا عبادت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زینت ہے بلکہ اصل عبادت ہے، کیونکہ عبادت اپنی اصل کے اعتبار سے پستی اور عاجزی سے کو کہتے ہیں اور دُعا کرتے ہوئے انسان جتنا عاجز ہوتا ہے اتنا کسی عمل میں نہیں ہوتا۔ اس لیے دُعا کو عبادت کا جوہر قرار دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

اللہ پاک سے دُعا کیسے مانگی جائے؟

کس وقت مانگی جائے؟

دُعا کے آداب کیا ہیں؟

دُعا کس زبان میں مانگی جائے؟

دُعا کن مواقع پر مانگی جائے؟

دُعا کن مقامات پر مانگی جائے؟

میں اکثر ان سوالوں کے بارے میں سوچتا ہوں اور ان کے جوابات ڈھونڈنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ یہاں حرم میں آ کر یہ سوالات اور شدت اختیار کر گئے کیونکہ بیت اللہ ہی وہ جگہ ہے جہاں دُعاؤں کی منظوری کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔ یہاں لوگ جس طرح دعائیں مانگ رہے ہوتے ہیں، ہر آدمی جس طرح دعاؤں میں مصروف ہوتا ہے، وہ ایک فرحت انگیز منظر ہوتا ہے۔ گویا چاروں طرف دُعاؤں ایک ماحول طاری ہوتا ہے تو ایسے عالم میں بندہ بھی، اپنے اللہ کریم سے مانگنے کے علاوہ، درج بالا قسم کے سوالات پر بھی غور کرتا رہتا تھا۔ میرے سمیت اکثر لوگوں کو عربی کی دعائیں کم ہی یاد ہوتی ہیں۔ خصوصاً نماز میں تو ایک ہی دُعا ہمیں یاد ہوتی ہے جو ہم بچپن سے مانگتے چلے آئے ہیں۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃِ ..... والی۔ میری الجھن یہ تھی اپنے اللہ سے میں اپنی کوئی مشکل بیان نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ ایک تو مجھے قرآن و حدیث میں منقول عربی دعائیں کچھ زیادہ یاد نہیں ہیں اور دوسرے جو دعائیں یاد ہیں وہ میری مشکل کو بیان کرنے کے لیے ناکافی ہوتی ہیں۔ ایسے میں جی چاہتا تھا کہ نماز کے اندر، اپنی زبان میں دل کھول کر اپنے رب سے باتیں کروں اور اپنی مشکلات اور مسائل اُس کے حضور پیش کروں، لیکن ہمارے مولوی صاحبان نہیں مانتے تھے۔ اگرچہ نماز کے باہر تو بندہ اپنی عرض پیش کر سکتا ہے لیکن وہ مزہ نہیں آتا جو نماز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اندر مانگنے میں ہے۔ آخر مجھے نماز کے اندر اردو زبان میں دُعا مانگنے کی اجازت کیوں نہیں ہے؟ اللہ سے مانگنے میں، اپنی مادری زبان کے علاوہ اور کوئی (language) آخر کیسے مخصوص کی جا سکتی ہے؟ جس میں آپ اپنی ضرورت بیان نہ کر سکیں۔ ہر کسی کی ضرورت اور طلب مختلف ہوتی ہے، اس لیے اس کی کوئی ایک دُعا کیسے مقرر کی جا سکتی ہے۔ دُعا کے لیے اصل مطلوب حضورِ قلب ہے، توجہ و انہماک ہے۔ سچی طلب اور مانگنے کا شعور ہے نہ کوئی مخصوص (language)۔ بے سوچے سمجھے محض چند دعائیہ کلمات دہرا دینا کوئی زیادہ سود مند معلوم نہیں ہوتا، بلکہ یہ چیز دُعا کی روح کے بھی خلاف ہے۔ ایک دو مواقع پر یہ سوال بڑی شدت کے ساتھ ابھر کے سامنے آیا۔

ہمارے پڑوس میں ایک عالم دین کی بیوی فوت ہوگئی، اُس کی نماز جنازہ انھوں نے خود پڑھائی۔ وہ عالم دین، عام حالات میں اگرچہ حنفی فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں، لیکن اس دن انھوں نے جہری نماز پڑھائی جبکہ حنفی علما سری نماز پڑھاتے ہیں۔ یعنی وہ اونچی آواز میں نماز نہیں پڑھاتے۔ مذکورہ عالم دین نے جہری نماز پڑھائی اور اس میں بڑی رقعت سے دعائیں مانگیں۔ خود بھی روئے اور مقتدیوں کو بھی رلایا۔ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے مرنے والی سے تعلق کا حق ادا کر دیا۔ قرآن وحدیث میں موجود سب دعائیں پڑھ ڈالیں۔ میرے جیسے عام عالم جو مدتوں سے جنازے کی ایک ہی دُعا پر اکتفا کیے بیٹھے تھے۔ یہ چیز بڑی رقت انگیز اور حیران کن تھی۔ میں سوچتا رہا کہ یہ ان صاحب کی اپنی بیوی تھی، یہ خود عام دین ہیں انھوں نے تو اپنی بیوی سے محبت کا اظہار اس طرح کر لیا مگر عام آدمی بے چارہ کیا کرے جسے جنازے کے بعد بھی مولوی دُعا نہیں مانگنے دیتے؟؟

کہتے ہیں بدعت ہے، بدعت ہے۔

تو کیوں نہ وہ نماز کے اندر ہی اپنے اللہ سے اپنی ہی زبان میں مرنے والے کے لیے جی بھر کے دعائیں کر سکے۔ ٹی وی پر خانہ کعبہ میں پڑھائی جانے والی نماز تراویح کی براہ راست نشریات چل رہی تھیں۔ میں پہلی بار یہ روح پرور منظر دیکھ رہا تھا۔ تراویح کے بعد نماز وتر باجماعت ادا کی گئی وتروں میں اس موقع پر جہاں ہم رٹی رٹائی دُعائے قنوت پڑھتے ہیں۔ امام کعبہ نے نہ صرف دعائے پڑھی بلکہ اپنی زبان میں اور بھی بے شمار دعائیں مانگیں۔ کشمیر و فلسطین کے مجاہدین کی کامیابی کی دعا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مانگی۔ مسلم ممالک میں لوگوں کی خوشحالی کی دُعا مانگی اور انھوں نے اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے اپنے اللہ سے دنیا جہان کی نعمتیں طلب کیں۔ میں ایک خوشگوار حیرت کے ساتھ یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ میں سوچتا ہوں کہ امام کعبہ، اگر اپنی زبان میں نماز کے اندر ہی اپنی سب حاجتیں اللہ کے حضور رکھ سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں رکھ سکتا؟

کیا اللہ کریم (خاک بدہن) صرف عربی زبان جانتے ہیں؟

آخر وہ بھی تو قرآن وحدیث میں درج دعاؤں سے الگ دعائیں مانگ رہے تھے؟

اور تیسری بار یہ سوالات، آج نماز جمعہ کے بعد یہاں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

واقعہ یہ ہوا کہ مجھے نماز جمعہ میں، اتفاق سے ایک عرب بوڑھے کے پاس صف میں جگہ ملی۔ نماز پڑھتے ہوئے، وہ بزرگ قدرے بلند آواز سے قرآن مجید اور نماز کے دیگر اذکار پڑھ رہے تھے۔ جب امام صاحب سجدے میں گئے تو میں نے سنا کہ وہ بزرگ مختلف دعائیں مانگ رہے تھے جو تھوڑی بہت عربی مجھے آتی تھی اُس سے میں نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ صاحب سجدے میں پڑے اللہ سے اپنی حاجتیں اور مسائل پیش کر رہے ہیں۔ میری اور آپ کی طرح صرف سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنے پر اکتفا نہیں کر رہا۔ نماز کے اندر سجدہ، عاجزی، پستی اور درماندگی کا اعلیٰ ترین مظہر ہے۔ اس وقت گویا بندہ اپنے رب کریم کے قدموں میں پڑا ہوتا ہے۔ اللہ پاک سے قربت کا یہ اعلیٰ ترین حصہ ہوتا ہے لیکن افسوس کہ ہم یہ موقع اللہ پاک سے کچھ مانگے بغیر گزار دیتے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ابرِ کرم؛

جب سے یہاں آئے ہیں حسب توقع موسم نہایت گرم تھا۔ ہمارے ہاں کے مئی جون ایسی گرمی تھی۔ دن چڑھتے ہی تپنا شروع ہو جاتا۔ لیکن گرمی کی شدت محسوس نہ ہوتی کیونکہ کمروں میں چوبیس گھنٹے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اے سی چل رہے ہوتے۔ مسجد حرام میں بھی موسم کو کنٹرول کرنے کا اہتمام موجود ہوتا ہے۔ مسجد حرام کے اونچے اونچے برآمدے نہایت ہوادار ہیں اور اُن کے اندر بجلی کے ہزاروں پنکھے چل رہے ہوتے ہیں۔ البتہ آتے جاتے گرمی اپنا احساس دلاتی رہتی ہے۔ آج مغرب کے قریب موسم بدلنا شروع ہوا دیکھتے ہی دیکھتے حرم پاک پر بادل چھا گئے اور اذان کے ساتھ ہی بارش شروع ہو گئی، ہلکی پھلکی پھوار پڑ رہی تھی ابر کرم کے قطروں کو مطاف کے اندر جا کر جمع کرنے کی کوشش کی۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہو گئی سبحان اللہ کیا رنگ تھا، مغرب کی نماز، امام عبدالرحمان السدیس کا پرسوز انداز قرأت اور اوپر سے ابر کرم کی پھوار... گویا رحمت خداوندی مادی شکل میں ہم پر برس رہی تھی۔ بعداز نماز ایک بار پھر ہم دونوں بھائی اور احمد ضیا اکرم طواف کے گرداب میں کود گئے۔ کیونکہ یہی یہاں کی سب سے بڑی عبادت ہے۔

**سُبحان اللہ وَ بِحَمدِہٖ وَسُبُحان اللہِ العَظِیم**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## کیمرے:

نمازِ عشا کے انتظار میں قالینی صفوں پر بیٹھا، خانہ کعبہ کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ کعبہ شریف کو محض دیکھنا بھی عبادت ہے اساتذہ کرام سے سنا ہے کہ جب بھی کعبہ پر نظر پڑے تو "**سُبحان اللہ وَ بِحَمدِہٖ وَسُبُحان اللہِ العَظِیم یا اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد**" پڑھنا چاہیے۔ میری زبان پر بھی یہی ذکر تھا کہ بھائی اکرم نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اُس مینار کی چوٹی کے قریب وہ ڈبہ سا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ پھر انھوں نے مسجد احرام کے چاروں طرف مختلف ستونوں اور میناروں پر لگے کیمروں کی نشاندہی کی جن کی طرف ابھی تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میرا دھیان نہ گیا تھا یہ کیمرے دو قسم کے تھے۔ٹی وی کیمرے اور سیکیورٹی کیمرے۔کسی جگہ بنے کنٹرول روم میں بیٹھے سیکیورٹی آفیسر یہاں کی ایک ایک چیز مانیٹر پر نظر آ رہی تھی۔رمضان شریف میں یا حج کے دنوں میں اور دیگر اہم مواقع پر دنیا بھر میں ٹی وی پر جو براہ راست نشریات دکھائی جاتی ہیں وہ انھی کیمروں سے ریلے (relay) ہوتی ہیں۔کعبہ شریف کی حفاظت کا یہ اعلیٰ انتظام دیکھ کر جی باغ باغ ہوگیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

## مرکزِ ثقل:

پچھلے چند سالوں سے پاکستان میں ٹی وی پر نماز تراویح کو کعبہ سے براہ راست دکھایا جا رہا ہے۔یہ کام انھی کیمروں سے ہوتا ہے۔کیمرہ آپریٹرز مختلف پہلوؤں سے کعبہ شریف کے مناظر دکھاتے ہیں کبھی کبھی وہ اوپر سے سارا منظر بہ یک نظر دکھاتے ہیں اور یہ منظر بڑا ہی دلفریب اور ایمان افروز ہوتا ہے۔کعبہ کے گرد د پروانوں کا طواف ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج کے گرد سیارے گردش کر رہے ہوں یا جیسے شمع کے گرد پروانے محو رقص ہوں۔زمین کے اندر ایک قوت ہے جس کے باعث چیزیں زمین کی طرف گرتی ہیں اس کو کشش ثقل کہتے ہیں مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوت کا مرکز خانہ کعبہ ہے یہ وہ مرکز ہے جس کی طرف انسان کا دل کھنچتا ہے اسی لیے تو طواف میں آدمی کے دل والی سائیڈ خانہ کعبہ کی طرف ہوتی ہے۔کعبہ شریف کے ارد گرد نماز کے دوران میں دائرے کی صورت میں نمازیوں کی قطاریں ہوتی ہیں جیسے کسی پرکار کے ذریعے کعبہ کو مرکز مان کر دائرے کھینچے ہوں۔میرا یقین ہے کہ اگر کوئی بندہ ایسا بندوبست کر سکے کہ پوری زمین کی فضائی فوٹو بنائے جس میں مساجد اور اس کے اندر نمازیوں کی صفوف کی تصویر بن سکے تو بھی یہی نقشہ بنے گا کعبہ شریف ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عالم انسانیت کا محور مرکز قرار پائے گا۔اسی طرح میرا وجدان کہتا ہے کہ اگر زمین کی کشش ثقل کا مشاہدہ کیا جائے تو اس کی طاقت کی لہروں کا مرکز بھی خانہ کعبہ ہی ہوگا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## حسن انتظام:

مسجد الحرام کو چلانے کے لیے انتظامی ادارہ اور اس کا ڈھانچہ کیسا ہوگا؟ ہمیں کچھ معلوم نہ تھا ہمیں جو کچھ نظر آرہا ہے اس کے پیچھے کتنے لوگ اور کتنے دماغ مصروف عمل ہوں گے؟ اس کا صرف اندازہ ہی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ ایک پوری ریاست معلوم ہوتی ہے۔ سارا سال کروڑوں لوگ یہاں آتے ہیں۔ان کے لیے انتظام و انصرام کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔تعمیرات و توسیعات۔اتنی بڑی عمارت کی تزئین و آرائش (maintenance) کے انتظامات، بجلی کی لاکھوں تنصیبات، جن میں ٹیوب ویل، سرچ لائٹیں، بجلی پنکھے، ائر کنڈ یشنز، اور لاؤڈ سپیکر وغیرہ شامل ہیں۔ان کی دیکھ بھال، مسجد میں صفائی اور پاکیزگی کا ہمہ وقت انتظام، نماز کے لیے صفیں بچھانا اور تہہ کرنا، سینکڑوں ریکس میں ہزاروں کی تعداد میں قرآن مجید کو ترتیب سے رکھنا۔حرم کے اندر آب زم زم کے ہزاروں کولر بھرے رکھنا، سیکیورٹی انتظامات، طواف کو منظّم کرنا، زم زم کے کنویں پر پمپوں کو رواں رکھنا، اور پانی کی روانی میں تعطل نہ آنے دینا، مسجد کے باہر بنے تہہ خانوں میں قائم کئے گئے ہزاروں طہارت خانوں اور وضو گاہوں کا انتظام چلانا۔عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔ایک ایک کام کے لیے پورا پورا محکمہ درکار ہے۔اس حسن انتظام پر سعودی حکومت کی تعریف نہ کرنا بڑی زیادتی ہوگی۔ یہ تو مسجد حرام کی بات ہے۔اس کے باہر مہمانوں کے لیے شہر میں رہائشوں کا بندوبست رکھنا اور مقامات حج پر انتظام وانصرام کرنا ایک الگ موضوع ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## مولدالنبی؛

ایک دن صبح کی نماز پڑھنے کے بعد،حاجی رشید صاحب کہنے لگے،ڈاکٹر صاحب! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی جائے پیدائش کی زیارت کی ہے۔ میں نے کہا؛نہیں۔ابھی تو میں اس سعادت سے محروم ہوں۔حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس سے قبل معلوم ہی نہ تھا اس مقام مقدس کی زیارت کا بھی کوئی موقع ہے۔میں تو صرف مناسک عمرہ کی ادائیگی تک ہی محدود تھا۔حاجی صاحب نے کہا تو اٹھو چلتے ہیں اور آقا ﷺ کی جائے پیدائش کی زیارت کرتے ہیں۔ہمیں اس کے محل وقوع کا کوئی اندازہ نہ تھا لیکن بقول ان کے اب تو مکہ شریف کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہے بس ایک اندازے سے ہم ایک طرف کو چل دیئے۔ پوچھتے پوچھتے ہم سرکار مدینہ،سرور سینہ حضرت محمد ﷺ کی جائے پیدائش کے سامنے جا حاضر ہوئے۔

باب السلام سے باہر نکلیں تو تھوڑی سی چڑھائی کے بعد مسجد حرام کی حدود سے باہر یہ مکان ہے مگر یہ مکان نجدی حکومت کی بے توجہی اور عدم دلچسپی کا مظہر ہے۔

مجھے تو کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا کہ کہاں بندہ گنہگار اور کہاں یہ مقام!!

جس مقام کو میرے محبوب کی جائے پیدائش ہونے کا شرف حاصل ہے اسے چودہ صدیوں بعد یہ غلام کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

یقین ہی نہ آ رہا تھا۔

قدم زمین پر ٹک ہی نہ رہے تھے۔

کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سیّدہ آمنہ بنت وہب،سیّدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کی دلہن بن کے تشریف لائیں تھیں۔

اور یہی وہ گھر ہے جہاں آمنہ کا در یتیم اس جہان رنگ و بو میں تشریف لایا تھا۔

اسی گھر میں میرے آقا ﷺ نے اپنے بچپن کے دن گزارے تھے۔

یہی وہ جگہ تھی جہاں میرے آقا ﷺ نے اپنی بے داغ جوانی بسر کی اور یتیمی و یسیسری کے شب و روز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بسر کیے۔

اور.....ہاں ..... آج یہ بندہ ناچیز اس جگہ کی زیارت سے مستفیض ہو رہا تھا۔

اِس جگہ پر اب ایک دومنزلہ عمارت کھڑی تھی۔اس کے گرد ایک چھوٹی سی چار دیواری بھی تھی۔اب اس عمارت میں لائبریری قائم کر دی گئی تھی مگر اس کا دروازہ مقفل تھا۔اس لیے میں آپ ﷺ کی جائے پیدائش کی چار دیواری کے اوپر جا بیٹھا۔صبح کا سہانا وقت تھا۔ماحول کا نظارہ کرتے میں سوچ رہا تھا کہ یہ دومنزلہ عمارت کب تعمیر ہوئی ہوگی۔اور آپ ﷺ کے مکان کی اصل شکل کیا ہوگی۔جس عمارت کے سامنے ہم تھے وہ ماضی قریب کی تعمیر شدہ لگتی تھی۔روایت یہ ہے کہ موجودہ حکمرانوں نے دیگر تاریخی عمارتوں کی طرح اس مکان کو بھی زمین بوس کر دیا تھا۔بعد میں عوامی دباؤ کے تحت اس جگہ یہ دومنزلہ عمارت تعمیر کر کے لائبریری بنا دی۔

بنو ہاشم کے مکانات بھی یہیں کہیں تھے۔شعب ابی طالب بھی یہاں تھی، جہاں پر آغاز دعوت میں آپ ﷺ کو اپنے خندان کے ساتھ تین سال تک محصور کر دیا گیا تھا اور آپ ﷺ کا شدید ترین معاشی و معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا تھا۔کسی صاحب دعوت کے لیے مخالفین کی طرف سے اتنی سخت کاروائی پڑھی نہ سنی۔خاندان بنو ہاشم نے ابتلاء وآزمائش کی اس گھڑی میں جس طرح آپ ﷺ کا ساتھ دیا وہ بھی لائق تحسین ہے۔دشمنان اسلام ابو جہل اور ابولہب کے مکان بھی یہیں کہیں ہوں گے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ہی رہتے تھے۔سیّدہ خدیجہؓ طاہرہ کا مکان جہاں شادی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے رہائش اختیار کی تھی وہ نجانے کہاں تھا؟ وہ دروازہ جس کے آگے ایک بد بخت عورت کانٹے بچھایا کرتی تھی وہ بھی یہیں کہیں ہوگا۔ان کانٹوں سے رحمت عالم کو تکلیف ہوتی تو آپ ﷺ اس عورت کے لیے دعائیں کیا کرتے۔

میں سوچ رہا تھا!!

وہ گلیاں کس طرح کی ہوں گی جہاں میرے محبوب چلا کرتے تھے۔

جن گلیوں میں میرے آقا نے اپنا بچپن گزارا۔

جن میں فرشتوں ایسی جوانی بسر کی۔وہ کہاں ہوں گی؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حضورﷺ کے مقدس زمانے کے مکانات کا طرزِ تعمیر کیا ہوگا؟

متلاشی نگائیں ادھر اُدھر گھوم رہی تھیں لیکن چاروں طرف دیوہیکل عمارتوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## عقیدت نہ کہ عبادت؛

اس عمارت کے باہر حکومت نے اپنے عقیدے کے مطابق ایک بڑا سائن بورڈ لگا رکھا تھا جو یہ بتا رہا تھا کہ یہ جگہ عبادت کے لیے نہیں ہے اور اس جگہ کی زیارت شرعاً منقول نہیں ہے۔ عقیدہ کے اعتبار سے ان کی یہ بات ٹھیک ہے اور شرک جیسے بدترین گناہ سے عوام الناس کو بچانے کے لیے ان کی جدوجہد بھی لائق تحسین ہے۔ بدعت و رسومات کے ممکنہ خطرے کا سدباب بھی ضروری ہے لیکن قومی ورثے، ملی اثاثے، دینی شعار اور تاریخی آثار کو سنبھالنے کی سنجیدہ کوشش نہ کرنا بھی دین کا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ اپنے عقیدے کو سنبھال کر اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے بھی تو ان مقاماتِ عقیدت کا تحفظ کیا جا سکتا تھا۔

ہم تو یہاں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے آئے تھے نہ کہ عبادت کرنے۔

مولد النبیﷺ کی یہ حالت زار افسوس ناک ہے اور میرے پورے سفر کا تلخ ترین تجربہ بھی۔ خاص طور پر جب اس مکان کے چاروں طرف امراء اور سلاطین کے آسمان کو چھوتے اور جگمگ جگمگ کرتے محلات ایستادہ ہوں اور میرے محبوب کا مکان رنگ و روغن سے نا آشنا، کسمپرسی کی تصویر بنا ہو تو دل غم سے نہ پھٹے تو اور کیا کرے؟

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## کبوترانِ حرم؛

حرم کے چاروں طرف کبوتر دانہ جگ رہے ہوتے ہیں۔ یہ کبوتر بھی یہاں کی قابل ذکر چیز ہیں۔ مولدالنبی کے سامنے بھی یہ کبوتر موجود تھے۔ان کے لیے دانہ بیچنے والی حبشی عورتیں اور بچے جگہ جگہ آپ کو متوجہ کرتے ہیں کہ ان کبوترانِ حرم کے لیے دانہ خرید لیں۔ایک ریال سے لے کر پانچ پانچ ریال تک کی تھیلیاں بک رہی تھیں۔ان کبوتروں کا حرم سے تعلق پرانا معلوم ہوتا ہے۔نسل درنسل یہ کبوتر یہاں ہیں۔چونکہ حاجیوں کے لیے ان کا شکار منع ہے اس لیے یہ خوب موٹے تازے ہوتے ہیں۔بڑی بے فکری اور آزادی سے دندناتے پھرتے ہیں۔برادرم اکرم صاحب کا مشاہدہ تھا اور کچھ اور لوگ بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ کبوتر عین خانہ کعبہ کے اوپر نہیں اڑتے اور نہ ہی کعبہ کی منڈیر پر بیٹھتے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ کی عظمت وہیبت ان معصوم پرندوں کو پر بھی ہے۔ لیکن بندہ نہ تو اس بات کی تصدیق کرنے کی پوزیشن میں ہے اور نہ یہ کوئی ضروری شرعی امر ہے کہ پرندے خانہ کعبہ کے اوپر نہ اڑیں۔اگر پرندے اوپر سے اڑتے بھی ہوں تب بھی یہ بات خانہ کعبہ کی عظمت کے خلاف کیسے جائے گی۔پاکستان سے چلتے ہوئے ایک دوست نے ان کبوتروں کے دانہ کے لیے مجھے سوروپیہ دیا تھا۔مولدالنبی کے سامنے میں نے اس رقم سے دانہ خرید کر کبوتروں کو ڈال دیا بعد میں دیگر مقامات پر بھی کبوتروں کو دانہ ڈالتا رہا اور اپنے دوست صوفی ظہیر قریشی کی اس امانت کو اُن کے حقداروں تک پہنچاتا رہا۔

❖❖❖❖❖❖❖

## غارِ حرا قدموں میں؛

بھائی فقیر محمد ہمیں مقامات حج دکھانے کے لیے جدہ سے تشریف لانے کا تکلف کیا۔وہ اپنے کاروبار کو چھوڑ کر اپنی گاڑی پر آئے تھے۔ہم نے اُن سے کہا کہ اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے مگر وہ بضدر ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنی زیرلب مسکراہٹ کے ساتھ وہ مہمانانِ حرم کی خدمت پر خوش تھے۔مختلف کشادہ سڑکوں اور خوبصورت سرنگوں سے گزر کر انھوں نے چند لمحوں میں ہمیں غار حرا کے قدموں میں لا کھڑا کیا۔ پاکستان میں غار حرا کی خطرناک چڑھائی کی کہانیاں سنیں تھیں۔کچھ پے در پے عمرہ وطواف کر کے ٹانگیں دو قدم چلنے سے بھی انکاری تھیں۔لہٰذا غار حرا یعنی خلوت گاہ مصطفیٰ ﷺ تک نہ جانے کا ارادہ کر کے نکلے تھے وہاں جا کر اندازہ ہوا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے آئندہ اگر اللہ نے توفیق دی تو سب سے پہلا کام یہی ہوگا۔اس پہاڑ کو جبل نور کہتے ہیں اس کی بلندی تقریباً دو ہزار فٹ ہوگی غار حرا تک پہنچنے کے لیے حکومت نے بوجہ کوئی سہولت مہیا نہیں کی ہے۔یہ پہاڑ بھی مکہ کے دیگر پہاڑوں کی طرح کالا سیاہ اور خشک ہے اور اس پر سبزہ کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔

واہ! سبحان اللہ۔

اس بنجر پہاڑ سے،خشک اور ویران پہاڑ سے، چشمہ اسلام پھوٹا۔انسانیت کی ہدایت کے لیے اسی پہاڑ سے وہ نور اترا تھا کہ جس کی کرنوں سے آج تک ایک عالم انسانیت منور ہو رہا ہے اور تا قیامت یہ نور پھیلتا رہے گا۔

ان شاءاللہ

عاشقانِ سرکار مدینہ دیوانہ وار اوپر چڑھتے دکھائی دے رہے تھے۔

زمانہ وجد و کناں اب بھی ان کے طواف میں ہے
جو کوہ و دشت بھی تیری جلوہ گاہ بنے

یہاں بھی عقیدت ہی عقیدت تھی۔عشق ہی عشق تھا۔
عقل تو محو تماشائے لب بام تھی ابھی!
اور ہم بھی لب بام ہی واپس آ گئے
تشنہ تشنہ......خالی خالی!!!

www.KitaboSunnat.com



## منیٰ و عرفات؛

جبل نور سے منیٰ وعرفات کی طرف روانہ ہوئے۔حج کے زمانے میں یہاں پر ہی عالم انسانیت جمع ہوتا ہے۔ پہلے منیٰ پھر مزدلفہ اور آخر میں میدان عرفات آتا ہے۔ یہاں پر خوبصورت اور کشادہ دو رویہ سڑکوں کا جال بچھایا گیا ہے منیٰ اور مزدلفہ میں خوبصورت خیمہ نما پختہ رہائش گائیں تعمیر کی جارہی ہیں۔ یہ بستی جب آباد ہوتی ہوگی تو کیا سماں ہوتا ہوگا!

رب تعالیٰ سے دُعا کی کہ یہ منظر بھی جلد ان پیاسی آنکھوں کے سامنے لائے۔

حجاج کرام کے لیے سہولیات اور آسائش مہیا کرنے میں حکومت وقت دل کھول خرچ کر رہی ہے تعمیر وترقی کا کام مسلسل جاری ہے۔ ہماری گاڑی چلتی گئی۔ میدان عرفات کے پہاڑوں کے درمیان گھرا ایک وسیع وعریض میدان ہے، یہ میدان، میدان حشر کا علامتی اظہار ہے یہ وہ میدان ہے، نو ذوالحج کو جہاں حاضری دینے والا ہی حاجی کہلاتا ہے۔ یہ میدان سال میں ایک دن آباد ہوتا ہے۔ سال کے باقی دن یہ میدان جانے والے حجاج کرام کی یاد اور آنے والوں کے استقبال کی تیاریوں میں گزارتا ہے۔ اس میدان میں ہزاروں کی تعداد میں درخت لگائے گئے ہیں سنا ہے کہ یہ درخت پاکستان سے لا کر لگائے گئے ہیں۔ گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لیے یہ درخت جب بڑے ہوں گے تو بہت مفید ثابت ہوں گے۔ اسی میدان میں ایک طرف کو جبل رحمت ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ روایت یہ ہے کہ اس کے اوپر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر تقریر ارشاد فرمائی تھی اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سیّدنا آدم اور اماں حوا کی جنت سے اترنے کے بعد ملاقات ہوئی تھی۔ مسجد نمرہ بھی یہیں ہے جہاں سے آجکل حج کا خطبہ نشر ہوتا ہے۔ مسجد نمرہ کا قدیمی حصہ وہ مقام ہے جہاں پر آقا علیہ السلام نے اپنا آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جبل رحمت کے پاس ایک دو کھوکھا نما دوکانیں تھیں۔ ایک دو آدمی اونٹوں کو سجائے کھڑے تھے۔ جس طرح ہمارے ہاں ساحل سمندر یا دریاؤں کے کناروں پر لوگ اونٹ لیے کھڑے ہوتے ہیں ان کا مقصد سیر وتفریح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور بچوں کا دل بہلانا ہوتا ہے۔جبل رحمت ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کے اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ہم لوگ جب اوپر جانے لگے تو سیڑھیوں پر ایک بابا بیٹھا تھا جس کی عمر ستر اسی سال ہوگی۔چہرے پر بڑھاپے سے زیادہ غربت اور کسمپرسی کے اثرات تھے ہم جب اس کے قریب سے گزرے تو اُس نے صدا لگائی، بابے کو بھی کچھ دیتے جاؤ۔میں جب اس کے قریب سے گزرا تو اسے کہا کہ بابا ہم تو یہاں دینے نہیں لینے آئے ہیں۔ہم خود منگتے ہیں، تمہیں کیا دیں گے۔بابے کو میری بات کی سمجھ کیا آتی اُس نے کہا؛ تو یہ لیں ایک ریال مجھ سے لے لیں۔اس کی بات سن کر میں اس کے قریب بیٹھ گیا اور اُن سے پوچھا؛ بابا آپ کہاں سے ہیں اور یہاں کیسے؟ بابا جی نے بتایا کہ وہ پاکستان سے ہیں اور جیکب آباد سے تعلق رکھتے ہیں یہیں ایک قریبی آبادی میں رہتا ہوں اور بھیک مانگ کر اپنے پیٹ کا دوزخ کا بھرتا ہوں۔ بھیک مانگنا ایک پیشہ ہے، یہاں حجاز میں بھی، اگرچہ یہاں بھیک مانگنے پر قانوناً پابندی ہے پھر بھی جگہ جگہ آپ کو بھکاری نظر آتے ہیں۔جن میں عورتیں بھی ہوتی ہیں اور مرد بھی۔نجانے یہ بابا اپنے وطن میں کتنے اور لوگوں کے پیٹ پال رہا ہوگا؟؟ اس کی آل اولاد وہاں ٹھاٹھ باٹھ سے رہتی ہوگی اور انھیں شاید پتہ بھی نہ ہو کہ وہ وہاں بھیک مانگ مانگ کر ان کی عیاشی کا بندوبست کر رہا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مکۃ المکرّمہ.... شہر امن؛

مکہ ایک بین الاقوامی شہر ہے۔اس کی آبادی کا میں کوئی اندازہ نہ لگا سکا اور نہ ہی کوئی مصدقہ اطلاع پا سکا اور نہ ہی اس کے شہری نظام کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کر سکا۔یہ پہاڑی شہر یہاں زیادہ تر سڑکیں اور عمارتیں نو تعمیر شدہ لگتی ہیں۔ بلند و بالا عمارات کا یہ شہر اپنی تاریخی عمارات اور آثار کی شناخت کھو چکا ہے۔اس کی وجہ کچھ تو مسجد الحرام کی ضرورتاً بے پناہ توسیع ہے اور زیادہ تر موجودہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حکومت کی عقیدتاً عدم دلچسپی ہے۔ بہت سے تاریخی مقامات کہ جن کی کوئی دینی اہمیت نہ تھی اس توسیع کی نظر ہو گئے۔ البتہ اس دیوہیکل توسیعی منصوبہ میں ان مقامات کو محفوظ رکھا گیا جن سے حج و عمرہ ایسی عبادات کا انحصار تھا۔ یعنی مقام ابراہیم، مطاف، حطیم، بئر زم زم اور صفا مروہ وغیرہ۔ چونکہ اپنے اس سفر میں اپنے آپ کو حرمین شریفین تک محدود رکھنے کا پروگرام تھا۔ اس لیے شہر کے دیگر مقامات کی سیر اور معلومات کو اکٹھا کرنے کا کوئی بندوبست نہ تھا اور نہ ہی زادراہ کا کوئی انتظام ہو سکا تھا۔ اپنی ناگزیر ضروریات کے لیے جتنا کچھ حرم سے باہر چلا پھرا اور جو کچھ میں مشاہدہ کر سکا بس اسی قدر اس کو زیر قلم لایا۔ موجودہ زمانے میں جس طرح کے جدید شہر ہوتے ہیں اسی طرح کا یہ شہر بھی ہے جس کا نام مکہ ہے۔ انتظام اور معاشرتی آداب کے حوالے سے یہ شہر ہمارے ہاں کے بڑے شہروں سے قدرے بہتر ہے اور یورپی طرز معاشرت سے قدرے کم تر ہے۔ صفائی کا انتظام و اہتمام موجود ہے کام بھی ہو رہا ہے مگر قابل رشک کارکردگی کا حامل نہیں ہے۔ ویسے تو کافر کا داخلہ یہاں ممنوع ہے لیکن بازاروں میں کافروں کی مصنوعات کی بھرمار ہے۔ بازاروں میں موجود اشیا پر کوالٹی کنٹرول اور پرائس کنٹرول نہیں ہے۔ گاہک اور دوکاندار مک مکا کرتے نظر آتے ہیں۔ ہوٹلوں میں رہائش و طعام کے انتظامات بھی قابل رشک نہیں۔ یہاں بھی کوالٹی اور پرائس کنٹرول مفقود ہے۔ لوٹ مار، بمعنی جہاں گاہک پھنس جائے وہیں مک مکا ہو جائے گا۔ سادہ لوح اور زبان نہ سمجھنے والے حاجی کی جیب پر خوب ہاتھ صاف کیا جاتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ بازار میں جب اپنی زبان کا کوئی شناسا مل جاتا ہے تو دل کو تسلی اور خوشی ہوتی ہے لیکن جلد ہی یہ خوشی کافور ہو جاتی ہے جب وہ ہم زبان میٹھی چھری ثابت ہوتا ہے۔ یہاں پر آنے والے ننانوے فیصد لوگ اپنے اپنے گھروں سے پہلی بار نکلے ہوتے ہیں ان کی لاعلمی کا بھرپور فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ بہرحال پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ ہر طرح کے لوگ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں مکہ میں تفریحی پارکس اور گراسی پلانٹ نظر نہیں آئے۔ درخت بھی خال خال ہیں حرم کے اردگرد پاکستانی ہوٹل اور پاکستانی کھانے مل جاتے ہیں۔ معیار کے اعتبار سے یہ کوئی زیادہ تاثر کن نہیں ہوتے۔ مسجد الحرام کے اندر تو پینے کے لیے آب زم زم وافر مقدار میں مہیا ہوتا ہے لیکن حرم سے باہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پانی کم ہے۔ پینے کے لیے خریدنا پڑتا ہے۔ ایک ریال جو اس وقت تقریباً سولہ روپے کا ہے میں ایک لٹر پانی کی بوتل مل جاتی ہے۔ ایک ہی ریال میں پیپسی کی بوتل اور ایک ہی ریال میں چائے کا کپ ملتا ہے۔ اردو زبان بولنے والے بھی بکثرت ملتے ہیں البتہ اردو اخبار نہیں ملتا۔ پاکستانی لوگ آپ کو شلوار قمیض میں دیکھ کر دور سے پہچان لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں کی طرح بازاروں میں عورتوں کا جم غفیر نہیں ہوتا کہیں کہیں نظر بھی آتی ہیں تو وہ باپردہ ہوتی ہیں۔

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

# شہر جلال سے شہر جمال کی طرف

مقامات حج کے مشاہدہ کے بعد ہم نے مدینۃ النبی جانے کا ارادہ کیا۔ مدینہ منورہ حسن و نور، رحمت و برکت اور پیار و محبت کی سرزمین ہے، یہ سرزمین وفا ہے۔ یہ ایثار و قربانی کا شہر ہے۔ مدینہ ہمارے من کی چاہت ہے، دل کا سرور اور روح کا چین ہے، مدینہ ہماری آرزوؤں کا مرکز اور ہماری دعاؤں کا گداز ہے، اپنے رب سے ہم بچپن سے یہ خواہش کرتے آئے ہیں کہ؛

دِکھا دے میرے مولا، مدینہ کیسی بستی ہے

جہاں دن رات تیری رحمت برستی ہے

آج ۳۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو ہم یہ بستی دیکھنے جا رہے تھے۔

اس شہر کو نبی ﷺ نے اپنی رہائش کے لیے پسند فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس شہر سے بے پناہ محبت کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کا کوئی غلام مدینہ سے محبت نہ کرے۔جس شہر کی طرف آپ نے ہجرت فرمائی ہم بوجہ اس کی طرف ہجرت تو نہیں کر سکتے مگر اس شہر کی زیارت تو کر سکتے ہیں۔اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک تو پہنچا سکتے ہیں۔

فقیہ شہر کی محفلوں میں اکثر یہ بحث رہتی ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟؟؟

ہمارے نزدیک یہ بحث لایعنی ہے۔دونوں شہر ہمارے لیے یکساں "منٹھار" کا درجہ رکھتے ہیں کہ دونوں کو میرے محبوب سے یکساں نسبت ہے۔ایک اگر مولدالنبی ہے تو دوسرا مدفن،ایک حضور ﷺ کی بچپن اور جوانی کی تاریخ ہے تو دوسرا آپ ﷺ کے حسین بڑھاپے کا امین ہے۔ایک حضور ﷺ کے دکھ درد کے قصے سناتا ہے تو دوسرا پاک پیغمبر کی کامیابیوں کی داستان لیے ہوئے ہے۔ایک اگر شہر جلال ہے تو دوسرا شہر جمال۔یہاں بھی آقا وہاں بھی آقا،جن کے قدموں کی خاک پر یہ عاجز دل وجان سے قربان،

ہوٹل سے سامان لے کر جونہی ہم سڑک پر آئے دو چار افراد مدینہ... مدینہ.... پکارتے ہم پر جھپٹ پڑے۔یا اللہ یہ کیا ماجرہ ہے؟

جلد ہی معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات مختلف گاڑیوں کے ہاکر ہیں۔بالکل اپنے لاہور کے بادامی باغ والا منظر تھا کہ جب کوئی مسافر وہاں پہنچتا ہے تو مختلف گاڑیوں کے بھیڑیے اس پر جھپٹتے ہیں،کوئی بیگ پکڑتا ہے تو کوئی بازو کھینچتا ہے اور کوئی مسافر کے بچوں کو اٹھا کر یہ جاوہ جا۔یہاں بھی ہمارے ساتھ یہی ہوا۔ایک بھیڑیے سے مک مکا کر رہے تھے کہ دوسرا ہمارا بیگ اٹھا کر اپنی بس کی طرف لے بھاگا چاروناچار اسی کی بس میں بیٹھ گئے۔بس کا جائزہ لینے کے بعد بھائی اکرم نے اپنے تجربے سے اندازہ لگایا کہ یہ ہمیں خوار کرے گی۔ابھی تو اس کے بھرنے میں ہی ایک آدھ گھنٹا لگ جائے گا بہتر یہی ہے کہ ہم اس سے اتر جائیں مگر اترنا کون سا ہماری مرضی کے تابع تھا بہرحال کسی طور پر اس بس سے اتر ہی آئے۔کافی تگ ودو اور مک مکا اور چھان بین کے بعد ایک ٹیکسی والے سے معاملات طے ہو گئے اور ہم اس کی کار میں سوار ہو گئے۔ٹیکسی ڈرائیور نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ آپ نے وضو کر لیا ہے۔چونکہ مدینے سے بلاوا آیا ہے اس لیے باوضو ہو کے چلتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں نے دل میں سوچا! یہ کیا بات ہوئی۔ کیا یہ کوئی فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب مدینے کی طرف جائیں تو وضو کر کے جائیں یا یہ کسی حدیث میں وارد ہوا ہے۔

نہیں...... نہیں......

نہ یہ دین کا مسئلہ ہے نہ یہ کسی حدیث کا مطالبہ......

بلکہ یہ صرف دل کا معاملہ ہے۔

یہ محبت ہے، یہ چاہت ہے، یہ پیار ہے،

یہ میرے آقا کا ادب ہے،

یہ میرے آقا کا احترام ہے،

رسول اللہ ﷺ سے محبت دین کا لازمی تقاضا ہے،

قلب و ذہن کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ؛

رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا انسانیت کا شرف ہے۔

کیونکہ وہ محسن انسانیت ہیں۔

محبت کو ماپا نہیں جا سکتا نہ تولا جا سکتا ہے، یہ تو ایک لطیف جذبہ ہے۔

محبت کے مظاہر گوناں گوں ہو سکتے ہیں،

محبت کے اظہار کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں،

انھی مظاہر محبت میں سے ایک تجویز یہ تھی کہ باوضو ہو کر مدینہ چلتے ہیں۔

اس نے مسجد تنعیم پر گاڑی روکی اور ہم سب نے وضو کیا۔ سفر کی دُعا پڑھی اور درود سلام کی گنگناہٹ میں سوئے مدینہ روانہ ہوئے۔ ٹیکسی ڈرائیور پاکستانی نوجوان تھا۔ وہ حافظ قرآن اور مکہ شریف کے کسی دینی مدرسے کا فارغ التحصیل تھا۔ ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس سفر میں راہنما بھی صاحب علم و عمل ملا۔ یہ سفر بڑا دلچسپ اور معلوماتی رہا۔

**الحمدو للہ و الصلوٰۃ و السلام و علی رسول اللہ**

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## نقشِ پائے نبوت:

مکہ سے مدینہ کی طرف جانے والی جدید موٹروے پر گاڑی فراٹے بھرتی دوڑ رہی تھی اور میرا ذہن آپ ﷺ کے سفرِ ہجرت کی یادوں میں مصروف تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صدیق مکرم کے ساتھ جب مدینہ تشریف لے جارہے تھے تو آپ ﷺ نے کون سا راستہ اختیار کیا ہوگا اور کیا اس راستے کے کوئی نشان اب بھی موجود ہوں گے۔ یہی بات میں حافظ محفوظ میاں (ٹیکسی ڈرائیور کا نام تھا) سے پوچھا؟ نہیں اب نہ تو یہ وہ سڑک ہے اور نہ اب کوئی نشاناتِ ہجرت باقی ہیں۔ اس جواب سے مجھے مایوسی ہوئی۔ میرے ذہن نے سوچا! منزل تو ہماری بھی وہی ہے جو سرکارِ دو عالم کی تھی۔ رُخ تو ہمارا بھی اسی طرف ہے۔ جس طرف میرے آقا تشریف لے گئے تھے۔ یہ وادیاں یہ پہاڑیاں بھی تو وہی ہیں، کچھ کچھ تسلی ہوئی۔ وہ سامنے پرانی سڑک ہے ڈرائیور نے دائیں ہاتھ اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ طریق ہجرہ کہلاتی ہے، سنگل روڈ ہے اس پر عام ٹریفک نہیں جاتی البتہ مقامی گاڑیاں چلتی رہتی ہیں۔ وہ سڑک قریب قریب اس راہ پر ہے جس پر رسالت مآب ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف سفر فرمایا تھا۔

شبِ ہجرت، کفارِ مکہ تو آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا چکے تھے اور بچانے والا آپ کو مدینہ لے جارہا تھا۔ حضور ﷺ مکہ سے آدھی رات کو روانہ ہوئے اور تقریباً تین میل دور واقع غارِ ثور میں جا کر آرام فرمایا۔ غار میں سیّدنا ابوبکرؓ کو سانپ ڈستا ہے، آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں، چہرہ نبوت پر گرتے کیونکہ آپ ﷺ اپنے جانثار کے زانو پر سر رکھے آرام کر رہے تھے۔ تین دن غار میں قیام رہا، جس دوران سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھانا پہنچایا کرتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ رات کو آیا کرتے تھے دودھ فراہم کرتے اور دن بھر کی خبریں پہنچاتے۔ تین دن کے بعد آپ ﷺ مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ کے ساتھ کون کون تھا؟ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن کا غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ارقیط جو آپ کو راستہ بتانے والا تھا۔ آپ ﷺ کا قافلہ اونٹنیوں پر تھا اور ہم ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ائیر کنڈیشن گاڑی میں مدینہ جا رہے تھے۔ باہر خوب گرمی تھی جبکہ گاڑی کے اندر اے،سی نے خوب ٹھنڈک کی ہوئی تھی، راحت تھی، سکون تھا۔ اس پرسکون سفر میں مجھے مدنی سرکار کی ایک ایک تکلیف اور ایک ایک مشقت یاد آ رہی تھی۔ جو دوران ہجرت آپ ﷺ نے میرے لیے ...... آپ کے لیے ......برداشت کیں۔

**اللهم صلى على محمد و على آل محمد و بارك و سلم عليه**

❖❖❖❖❖❖❖

## وادی عسفان:

بقول ٹیکسی ڈرائیور کے مکہ سے مدینہ تقریباً ۴۱۵ کلو میٹر ہے۔ سہ پہر کے تین بجے ہم نے یہ سفر شروع کیا تھا چند منٹوں بعد مکہ کی کالونیوں سے گزرتے گزرتے بائیں ہاتھ سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا مقبرہ نظر آیا۔ وادی جموم، وادی فاطمہ اور وادی ابوعروہ سے گزرے، سارا راستہ ایک وسیع صحرا ہمارے ساتھ ساتھ رہا۔ کہیں کہیں سبزے کے قطعات بھی نظر آ جاتے تھے۔ سڑک سے دور کہیں کہیں آبادیاں بھی نظر آتی رہیں۔ چلتے چلتے وادی عسفان پہنچے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں فتح مکہ کے لیے جاتے ہوئے آپ ﷺ نے قیام فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سفر حجۃ الوداع کے بعد جب بھی وہ مکہ آیا کرتے تو ہر اس جگہ پر ٹھیرتے جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھیرے تھے۔ ہر اُس ٹیلے اور وادی سے گزرتے جہاں سے آپ ﷺ گزرے تھے۔

جہاں جہاں سے وہ گزرے، جہاں جہاں ٹھیرے
وہی مقام محبت کی جلوہ گاہ بنے

میرا بھی دل کر رہا تھا کہ ہم بھی وادی عسفان میں رکیں اور حضور ﷺ کے قیام کی یاد تازہ کریں لیکن بوجہ ایسا ممکن نہ تھا۔ سفر ہجرت میں جب آپ ﷺ مدینہ آ رہے تھے تو کسم پرسی کا عالم تھا، کل تین لوگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آپ ﷺ کے ہمراہ تھے اور سارا زمانہ مخالف تھا اور اب جبکہ رسول اللہ ﷺ وادی عسفان میں قیام پذیر تھے اُس وقت حضور ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ تھے اور ایک دنیا سرنگوں تھی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مُڈوے ریسٹورنٹ:

ہمارا قافلہ سوئے مدینہ رواں دواں تھا۔ ایک جگہ رُک کر نماز عصر ادا کی اور ایک ریسٹورنٹ سے کھانا کھایا۔ اس ریسٹورنٹ میں بیٹھے ہوئے میرا خیال اُم معبد کے ریسٹورنٹ کی طرف گیا۔ اُم معبد خزاعی کی کوٹھری مکے مدینے کے راستے میں تھی۔ وہ آنے جانے والے مسافروں کی خدمت کر کے کچھ کما لیتی تھی۔ بالکل آج کل کے مُڈوے ریسٹورنٹس کی طرح وہ بھی ایک قسم کا ریسٹورنٹ ہی تھا۔ جب سیّد عالم محمد ﷺ کا قافلہ اُم معبد کی کوٹھری میں پہنچا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف بھیجا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُم معبد سے پوچھا؟ کیا کھانے کو کچھ مل جائے گا۔ وہ بولی کہ میں قربان، آج اتفاق سے میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اُس کے گھر کے ایک کونے میں ایک بکری بندھی تھی، رسول اللہ ﷺ نے اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: وہ بکری کیسی ہے؟ اُم معبد نے کہا یہ بیمار ہے اس لیے ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکی اور یہ دودھ دینے کے قابل نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا؛ اگر تم اجازت دو ہم اس بکری سے کچھ دودھ نکال لیں۔ وہ بولی مجھے کیا اعتراض ہے آپ کوشش کر دیکھیں ویسے یہ عبث ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے برتن لیا اور اللہ کا نام لے کر دودھ دوہنا شروع کیا اللہ کریم نے اپنی رحمت نازل کی اور اُم معبد کے گھر کے برتن ایک ایک کر کے دودھ سے بھرنے لگے۔ سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ لیکن ابھی اس بکری کے تھنوں میں دودھ اُمنڈ رہا تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا جس کے مشاہدے نے اُم معبد کو مبہوت کر دیا۔ اس موقع پر اُم معبد نے حضور ﷺ کے سراپے کا مشاہدہ کیا اور جس خوبصورت طریقے سے بعد میں اس نے اسے اپنے خاوند کے سامنے بیان کیا وہ تاریخ و سیر کی کتابوں کا ایک شاہکار ہے۔ راستے میں عجیب و غریب پہاڑ دیکھتے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



معلوم ہوتا تھا کہ ریت کے ٹیلے پر پتھر رکھے ہوئے ہیں۔کالے سیاہ اور چھوٹے بڑے پتھروں سے یہ ٹیلے ڈھانپے گئے تھے۔حافظ محفوظ صاحب کے بقول یہ عذاب والے علاقے ہیں جن قوموں پر اپنے نبیوں کو جھٹلانے کی پاداش میں پتھروں کی بارش کا عذاب آیا تھا یہ انھی کے علاقے ہیں۔ہم استغفار پڑھتے اور عبرت لیتے گزرتے چلے گئے۔ان پتھروں کو ہٹایا جائے تو نیچے سے زرخیز اور عمدہ زمین نکل آتی ہے۔نماز مغرب راستے میں ادا کی خواہش تھی کہ نماز عشا مسجد نبوی کی جا کر ادا کریں گے لیکن ڈرائیور کی کوشش اور ہماری خواہش کے باجود ایسا نہ ہوسکا۔رات کا اندھیرا چھا جانے کے بعد باقی علاقے کا ہم مشاہدہ نہ کر سکے۔وادی غزان الکامل، وادی الضبیہ (ہرنوں والی وادی) اور وادی البیار (کنوؤں والی وادی) سے گزرتے ہوئے ہم مدینہ کی چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔مدینہ شریف میں بھی غیر مسلموں کا داخلہ بند تھا۔یہاں پر پاسپورٹ چیک کر کے صرف مسلمانوں کو آگے جانے کی اجازت ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## اب دل تھام کے بیٹھو:

ہمارے ڈرائیور دوست کو قانوناً اپنی ٹیکسی میں سواری لے کر بیرون شہر جانے کی اجازت نہ تھی کہ یہ سعودی عرب میں یہ قانون ہے کہ غیر ملکی ڈرائیور صرف شہر کے اندر ٹیکسی چلا سکتے ہیں۔شہر سے باہر جانے کے لیے صرف ملکی ڈرائیور ہی ٹیکسی چلا سکتا ہے۔چونکہ ہمارا یہ ساتھی بھی غیر ملکی تھا اس لیے راستے بھر اُسے پولیس کی چیکنگ کا دھڑکا لگا رہا۔اس لیے دورانِ سفر میں اس نے اپنے ساتھ ہم کو مانوس کر لیا تھا آغاز سفر میں ہی اُس نے ہمارا مکمل تعارف حاصل کر لیا تھا اور اپنا بھی مکمل تعارف کرا دیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ راستے میں اگر پولیس تفتیش کرے تو اس سفر کو دوستوں کا سفر قرار دیا جا سکے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں راستے میں اس مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا اور نہ ہی ہمیں چیک پوسٹ پر روکا

www.KitaboSunnat.com



گیا یوں ہم بخیریت آگے نکل گئے۔ دور سے مدینہ پاک کی روشنیاں نظر آئیں تو ہمارے اندر بھی آس کے دیئے جل اٹھے۔ دل جس فرحت آمیز طریقے سے مدینہ کا منتظر تھا اُس کیفیت کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

''یہ سامنے مسجد قبا ہے دائیں ہاتھ پر'' میاں محفوظ صاحب نے ہمیں آگاہ کیا۔

مسجد قبا..... یہ وہ پہلی مسجد ہے جو آپ ﷺ نے خود تیار کرائی تھی۔ ہم اس کے سامنے سے گزر گئے تھے۔ رات کا وقت تھا اس لیے محض روشنیاں ہی نظر آ رہی تھیں مگر ذہن میں اس کا مکمل پس منظر واضح تھا۔ اس پنڈ کا نام قبا تھا۔ اس مضافاتی بستی میں آپ ﷺ نے سب سے پہلے قیام فرمایا۔ دوران قیام اللہ کے رسول ﷺ نے اس مسجد کو بنایا تھا اور اس میں نمازیں ادا فرمائی تھیں۔ قبا کی بستی میں حضور ﷺ کا قیام حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا جو بنو عوف کے سردار تھے۔

ابھی ہم اہل قبا کے بارے میں ہی سوچ رہے تھے کہ...... مدینہ طیبہ کی حدود شروع ہو گئیں اور ...... کچھ لمحوں بعد...... جب...... مسجد نبوی کے مینار نظر آئے...... تو میں نے بے تابانہ پوچھا کہ...... گنبد خضری...... کہاں ہے؟

حافظ صاحب نے کہا؛ دل تھام کے بیٹھیے...... وہ سامنے منزل ہے...... وہ ہے...... عقیدتوں اور محبتوں کا کرکز...... گنبد خضریٰ......!!!

میری جان جس پہ فدا، کون مکاں جس پہ نثار
سامنے وہ روضہ ہے خیر الانام آ ہی گیا ہے
اُن کی یہ ذرہ نوازی، اُن کا یہ جود و کرم
بارگاہ قدس میں، بہر سلام آ ہی گیا ہے

گنبد خضریٰ میرے سامنے تھا۔ پیارے رسول ﷺ کا روضہ انور زیب نظر تھا۔

حسن اتفاق ہے کہ آج ۳۰ ستمبر ہے اور بعض مورخین کے مطابق یہی وہ تاریخی دن ہے جس دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آپ ﷺ سفر ہجرت کے اختتام پر مدینہ پاک تشریف لائے تھے۔

**الحمد و للہ والصلوۃ والسلام علیٰ رسول اللہ**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## حاضری؛

مسجد نبوی کی جنوبی جانب گاڑی پارک کی۔رات کے ساڑھے آٹھ بج چکے تھے۔مسجد نبوی میں عشا کی نماز ہو چکی تھی اور نمازی مسجد سے باہر آ رہے تھے۔ہم مسجد نبوی کے اندر گئے چاروں طرف روشنی کا سیلاب تھا اگر چہ بہت سارے لوگ جا چکے تھے پھر بھی مسجد میں کافی رش تھا سب سے پہلے ہم نے حافظ صاحب کی امامت میں نماز عشا با جماعت ادا کی پھر انھی کی راہنمائی میں مسجد نبوی کی زیارت کی حقیقت یہ ہے کہ میں دم بخود تھا۔حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ریاض الجنہ،مسجد النبی کی حد والے ستون۔ریاض الجنہ میں مختلف ستون حضور پاک ﷺ کے مصلیٰ پاک کی جگہ،اصحاب صفہ کا چبوترا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے چبوترہ کی زیارت کی،اس مقامات مقدسہ کی زیارت کراتے کراتے وہ ہمیں سرکار مدینہ ﷺ کے حضور حاضری کے لیے لے آئے،

ادب واحترام،خاموشی،سکون اور اطمینان کی گہری چادر مسجد پر تنی ہوئی تھی،آپ ﷺ کے حضور بندہ خطا کار حاضر تھا۔آنکھیں جھکی ہوئیں تھیں،قلب ونظر بچھے ہوئے تھے،زبان پر درود وسلام کے نغمے جاری تھے،غلام دست بستہ حاضر تھا،اور تو کچھ سوجھ نہیں رہا تھا البتہ میں درود ابراہیمی مسلسل پڑھ رہا تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

قربان جاؤں میں اُن کے سوہنے مقدر پر جنھوں نے اپنی جیتی جاگتی آنکھوں سے یہیں کہیں.... ہاں یہیں کہیں.... سرکار مدینہ ﷺ کو چلتے پھرتے دیکھا ہوگا۔ اپنی آنکھوں کو دیدار مصطفیٰ سے ٹھنڈا کیا ہوگا۔ آپ ﷺ کی صحبت میں رہے ہوں گے، اپنے کانوں سے آپ ﷺ کے رس گھولتے الفاظ سنیں ہوں گے۔ آپ ﷺ کی تقریریں سنی ہوں گی، آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ پاک کی گلیوں بازاروں میں مرغزاروں میں اور جنگ کے میدانوں میں حاضر رہے ہوں گے۔

اصحاب صفہ.... وہ یتیم اور مسکین لوگ تھے.... جن کو زمانے بھر نے ٹھکرا دیا تھا، کتنے بخت آور تھے کہ اُن کے قیام وطعام کا اہتمام خود رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کتنے خوش بخت تھے.... وہ لوگ.... وہ طالب علم.... جن کو رسول اللہ ﷺ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا تھا۔

اور آپ کے فیضان نظر سے.... آپ کے مکتب کی کرامت سے.... کوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ بنا تو کوئی عمر رضی اللہ عنہ.... کوئی ذوالنورین کہ رضی اللہ عنہ لایا تو کوئی.... ابوتراب رضی اللہ عنہ.... کوئی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ.... تو کوئی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بنا۔

تیری نگاہ سے ذرے بھی مہر و ماہ بنے
گدائے بے سروساماں جہاں پناہ بنے

آج میں وہاں حاضر تھا.... جہاں کبھی بلال رضی اللہ عنہ، صہیب رومی رضی اللہ عنہ، سیّد الشہد احمزہ رضی اللہ عنہ، سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام اپنے محبوب راہنما کے ساتھ شب و روز گزارا کرتے تھے، آپ کی صحبت کا لطف اٹھایا کرتے تھے۔

مسجد کے چاروں طرف سے آپ کے قدموں کی خاک کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دنیا کے کونے کونے سے آنے والے غلامان مصطفیٰ ﷺ آپ کی دہلیز پر کھڑے درود سلام پیش کر رہے تھے۔ اور ایک طرف یہ عاجز آنسوؤں کا نذرانہ لیے حاضر تھا۔

کچھ اشک ندامت کے سوا پاس نہیں ہے۔
لایا ہوں میں دامن میں یہی سجا کر

اک بار ہے دل کھول کے رونے کی تمنا
سر روضہ اقدس پہ ندامت سے جھکا کر

**الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ ،والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیب اللہ**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## قیام مدینہ:

ہمارے لیے یہ سعادت کی بات تھی کہ مدینہ طیبہ میں پہلا کام روضہ رسول کی زیارت تھا، وگرنہ عموماً لوگ رہائش کا بندو بست کر کے اور سامان وغیرہ رکھ کے ہی لوگ مسجد نبوی میں آتے ہیں ۔ ہمارا سامان ٹیکسی میں پڑا رہا۔ اگر چہ ڈرائیور کو مکہ شریف واپس جانا تھا پھر بھی وہ ہمارے ساتھ مزید دو گھنٹے رہا۔ رب تعالیٰ اس کو خوش رکھے بہت شائستہ نوجوان تھا ، ہماری رہائش کے بندو بست تک وہ ہمارے ساتھ رہا۔ مکہ کی طرح یہاں حرم پاک کے چاروں طرف صاف ستھری شاہراہیں ہیں ،آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارات اور سامان سے بھری مارکیٹیں ہی مارکیٹیں ہیں، خاصی دوڑ دھوپ کے بعد ہم ہوٹل ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئے ۔ یہ ہوٹل حرم سے دور چند سڑکوں اور گلیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے بعد آتا تھا۔رات کے گیارہ بج رہے تھے لہٰذا بستر پر دراز ہو گئے۔مکہ کی طرح یہاں کا موسم بھی گرم تھا،مگر کمرے میں اے۔سی کے چلنے سے موسم خوشگوار ہو گیا تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## جنت میں؛

صبح تین بجے ساتھیوں سمیت مسجد نبوی میں آ گیا،مسلمانان عالم،مرد و خواتین،مسجد کی طرف رواں دواں تھے،باب عبدالعزیز سے اندر داخل ہو کر چلتے چلتے ریاض الجنۃ میں آ گئے،مسجد کی انتظامیہ نے اس حصے کو باقی مسجد سے ممتاز کرنے کے لیے سبز پھولدار قالین بچھایا ہوا ہے جبکہ باقی ہر طرف سرخ رنگ کا قالین بچھایا گیا ہے۔ایسا کیوں ہے؟؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

میرے منبر اور میرے گھر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر حوض کوثر پر ہے"۔

(بخاری،مسلم)

❖❖❖❖❖❖❖❖

اس لیے اس حصے کو ریاض الجنت کہتے ہیں،یعنی جنت کے باغات،اسی فرق کو نمایاں کرنے کے لیے ہی اغلباً یہاں سبز قالین بچھایا گیا ہے۔مکہ مکرمہ میں جہاں لوگ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لیے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں،یہاں مدینہ میں وہ ریاض الجنہ میں نوافل ادا کرنے کا موقع تلاش کرتے ہیں۔اس سعادت کے حصول کے لیے ہی ہم لوگ بارہ بجے سے تین بجے تک سوئے تھے اور تین بجے صبح ہی مسجد میں چلے آئے تھے،الحمدوللہ کہ ہم اس سعادت کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نماز فجر مسجد نبوی میں باجماعت ادا کی جس کا سرور نا قابل بیان ہے۔ یہ بڑے سعادت اور نصیب کی بات ہے، وہ جنت جس کے حصول کی تگ ودو میں ہم سب لگے ہوئے ہیں اس کو گایا آپ اسی زمین پر پالیتے ہیں، اور چاہیے آپ کو!!!!

ریاج الجنہ میں بیٹھے ہوئے انسان کی کیفیات نا قابل بیان ہوتی ہیں۔

یہیں پر میرے آقا سیّدی خیر البشر ﷺ نمازیں پڑھایا کرتے تھے، یہیں دربار نبوی مقرر ہوتا تھا۔ درس وتدریس، جہاد وقتال کے فیصلے اور حکومتی وعدالتی امور یہیں انجام دیئے جاتے تھے۔ یہی یقین کیا کم ہے لذت آمیز ہے کہ زمین کے اسی ٹکڑے پر میرے آقا کے قدم مبارک پڑا کرتے تھے۔ میرا بس چلے تو میں اس ٹکڑے پر پلکیں بچھاؤں اور اپنی زبان سے اس کے ذرے ذرے کو چاٹ لوں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مسجد نبوی:

میں انھی خیالات میں گم تھا کہ مسجد کے انتظامی کارکنان نے لوگوں کو اٹھانا شروع کر دیا اور کچھ حصہ پر پردہ لگانا شروع کر دیا، معلوم ہوا کہ اب خواتین دربار نبوی ﷺ میں ہدیہ درود وسلام پیش کرنے آئیں گی۔ یاد رہے کہ خواتین کے لیے زیارت اور درود وسلام کا الگ وقت مقرر ہے۔ ریاض الجنہ اور مسجد کے کچھ حصے پر پردہ لگا کر علیحدہ کر لیا جاتا ہے۔ مخصوص وقت ختم ہونے پر پردہ ہٹا لیا جاتا ہے میں بھی کھڑا ہو گیا اور مسجد نبوی کے تفصیلی مشاہدے کے لیے چل پڑا۔ مسجد نبوی وہ مبارک مسجد ہے جس کی سب سے پہلی تعمیر آنحضرت محمد ﷺ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے اور اپنی نگرانی میں کرائی تھی۔ اس کی تعمیر کے دوران حضور ﷺ نے عام مزدوروں کی طرح کام کیا تھا۔ یہ جگہ دو یتیم انصاری بھائیوں کی ملکیت تھی جسے میرے آقا ﷺ نے خرید کر اس پر مسجد تعمیر کرائی تھی۔ مسجد کی چھت کھجور کی ڈالیوں اور پتوں سے بنائی گئی تھی، آپ ﷺ کی تعمیر کردہ مسجد میں متعدد بار تبدیلیاں اور توسیعات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جاتی رہی ہیں۔موجودہ سعودی فرمانروا نے بے پناہ اخراجات کر کے اس مسجد کو دنیا کی وسیع ترین اور خوبصورت ترین مسجد بنا دیا ہے۔اس کی وسعت، اعلیٰ فن تعمیر، پائیداری، خوبصورت نقاشی اور جدید ترین سہولیات کی فراہمی سے عقل دھنگ رہ جاتی ہے۔اعداد و شمار کا حصول تو ناممکن تھا لیکن فن تعمیر کے اس شاہکار کی وسعت کے بارے میں یہ اندازہ قائم کیا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں جو شہر مدینہ تھا وہ سارے کا سارا اب مسجد کے اندر آ گیا تھا۔مدینہ پاک کی وہ مقدس گلیاں جن کو میرے محبوب کے قدموں کو چومنے کا شرف حاصل ہوا تھا سب کی سب مسجد میں شامل کر دی گئیں ہیں۔ جہاں پر آپ ﷺ کے قدم مبارک ہوتے ہوں گے وہیں امت اب اپنا ماتھا رگڑ کر سرفراز ہو رہی ہے۔جدید ترین توسیع کے بعد مسجد نبوی تو ایک بہت بڑا وسیع ہال ہے۔آپ کے زمانے کی مسجد نبوی اور آپ ﷺ کا روضہ مبارک بھی اس بڑے وسیع ہال کے اندر ہی ہے۔اس وسیع و عریض ہال کی چھت کو انگنت ستونوں پر کھڑا کیا گیا ہے۔یہ ستون مہارت، کاریگری اور صناعی کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ہال کے اندر موسم کو کنٹرول کرنے کے لیے ائر کنڈیشنر کا جدید ترین نظام کام کر رہا ہے۔ائر کنڈیشنر سے ہوا مسجد کے ستونوں کے نچلے حصے سے آ رہی ہوتی ہے۔

مسجد کے ہال کی چھت کو بعض مقامات پر متحرک گنبدوں سے ڈھانپا گیا ہے۔ جب چاہیں ان کو حرکت دے کر چھت ختم کر دی جاتی ہے۔اسی طرح چند مقامات پر چھتریاں بنائی گئی ہیں ان کو اگر کھول دیا جائے تو چھت بن جاتی ہے اور لپیٹ دیا جائے تو کھلا آسمان نظر آنے لگتا ہے۔یہ کام جدید ہائیڈرالک سسٹم کے تحت محض ایک بٹن دبانے سے ہو جاتا ہے۔ ہال میں داخل ہونے کے لیے چاروں طرف دروازے بنائے گئے ہیں۔ جو اونچے اونچے اور بھاری بھرکم ہیں، لیکن محض چھونے سے بند کیے جا سکتے ہیں کھولے جا سکتے ہیں۔ان دروازوں کے نام رکھے گئے ہیں۔ جیسے کہ باب جنت البقیع، باب جبرائیل، باب النساء، باب بلال، باب صدیق، باب شاہ فہد، باب ملک عبدالعزیز اور باب اسلام وغیرہ۔خواتین کے لیے اسی بڑے ہال میں ایک طرف کو کچھ حصہ نماز کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ان کے لیے روضہ پاک کی زیارت اور درود و سلام پیش کرنے کے لیے بھی الگ انتظامات کیے گئے ہیں اور ان کے لیے بعض اوقات مخصوص کیے گئے ہیں۔ان مخصوص اوقات

www.KitaboSunnat.com



میں ریاض الجنہ کے کچھ حصے پر اور روضہ پاک کے شمال میں پردے لگا دیئے جاتے ہیں۔ مرد حضرات کو اس طرف جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ مسجد الحرام کی طرح یہاں بھی مختلف مقامات پر بے شمار کیمرے نصب ہیں جن میں کچھ ٹی وی کیمرے ہیں تو کچھ سیکیورٹی کیمرے ہیں۔ ان کا کنٹرول روم مسجد کے ہال کے تہہ خانے میں ہے۔

## جنوب مشرقی کونہ:

آنحضرت محمد ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جسم اطہر کی تدفین کی جگہ کے بارے میں جب سوال اٹھا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ انبیاء کی مقدس ارواح جس جگہ سے قفص عنصری سے پرواز کرتی ہیں وہی جگہ اُن کا مقام تدفین ہوتا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے جسم اطہر کو حجرہ عائشہ میں دفن کیا جائے گا۔ تمام صحابہ نے اس بات پر اتفاق کیا۔ اُس وقت حجرہ مسجد نبوی سے متصل تھا اور ایک صدی تک مسجد سے باہر ہی رہا۔ اگرچہ اس دوران کئی حکمرانوں نے مسجد کی توسیع بھی کی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے جب مسجد کی توسیع کی تو حجرہ مبارک کو پہلی بار مسجد نبوی کی چھت کے اندر لے لیا گیا۔ اس دن سے لے کر آج تک یہ مرقدِ انور مسجد نبوی کے مین ہال کے اندر جنوب مشرقی کونے پر ہے۔

آیئے اب ہم آپ کو اس جنوب مشرقی کونے کی زیارت کراتے ہیں۔

مشرقی سمت سے باب جبرائیل سے داخل ہوں تو بائیں ہاتھ پر تقریباً دس بارہ ہاتھ جگہ چھوڑ کر روضہ اقدس کا کمرہ ہے۔ روضہ اقدس کی عمارت جس پر سبز گنبد فرحتِ محباں ہے ستونوں پر قائم کیا گیا ہے ان ستونوں کے درمیانی حصہ میں چاروں طرف لوہے کی جالیاں ہیں جن پر سنہری رنگ کیا گیا ہے اس مستطیل کمرہ شمالی نصف حصہ میں حضرت بی بی فاطمہ کا حجرہ مبارک ہے اور جنوبی نصف حصہ میں حضرت عائشہ کا حجرہ مبارک تھا۔ اسی حجرہ میں سرور دو عالم ﷺ مع اپنے دو پیارے اصحاب حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ استراحت فرما رہے ہیں۔ باب جبرائیل سے اندر داخل ہوں تو چلتے چلتے دائیں ہاتھ پر روضہ مبارک کے بالمقابل، اصحاب صفہ کا چبوترا آتا ہے جو تقریباً ایک فٹ اونچا ہے اور بائیں ہاتھ پر روضہ انور ہے۔ تھوڑا اور آگے آئیں تو بائیں ہاتھ پر ہی روضہ مبارک کے بعد ریاض الجنہ ہے۔ ریاض الجنہ کے اندر جنوب مغرب کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ ہے۔ یعنی جس جگہ پر کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اس سے مغرب میں تھوڑے فاصلے پر منبر مبارک ہے منبر کے سامنے شمال میں موذن کا چبوترہ ہے اسی جگہ پر کھڑے ہو کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دیا کرتے تھے۔ اب بھی موذن اسی چبوترے پر کھڑے ہو کر اذان دیتا ہے۔ یہ چبوترہ انسانی قد سے قدرے بلند ہے۔ اس کی چھت کے نیچے لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

ریاض الجنہ میں ہی وہ مختلف ستون ہیں جو قابل رشک تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔ استوانہ وفود، استوانہ حرس، استوانہ السریر، استوانہ توبہ، استوانہ عائشہ، استوانہ المحلقہ روضہ اقدس کے مشرق کی طرف دس بارہ فٹ کی جگہ ہے اور جنوبی طرف بھی دس بارہ فٹ کی جگہ ہے۔ عام طور پر درود وسلام پیش کے لیے لوگ جنوبی حصہ میں آتے ہیں اور قطار اندر قطار درود وسلام پیش کر کے مشرقی سمت میں واقع دروازے "باب جنت البقیع" سے باہر نکل جاتے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## وجہ تسمیہ:

مذکورہ بالا ستونوں کے جو نام رکھے گئے ہیں اس کی وجہ یہاں ذکر کی جاتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد نبوی جن ستونوں پر قائم تھی وہ کھجور کے تنوں کے تھے۔ موجودہ ستون انہی ستونوں کی جگہ پر بنائے گئے ہیں۔ یہ ستون ظاہر ہے کہ جدید طرز تعمیر کا شاہکار ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



**اسطوانہ وفود:**

اس ستون کی جگہ پر ہے جس کی ٹیک لگا کر رسول اللہ ﷺ مختلف بیرونی وفود سے ملاقات کرتے تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

**اسطوانہ حرس:**

وہ ستون ہے جس کے قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ پہرہ دیا کرتے تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

**اسطوانہ السریر:**

والی جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی چارپائی بچھائی جاتی تھی جس پر آپ ﷺ دوپہر کو آرام فرمایا کرتے تھے

❖❖❖❖❖❖❖❖

**اسطوانہ توبہ:**

وہ ستون ہے جس کے ساتھ حضرت ابوالبابہ رضی اللہ عنہ نے خودکو باندھ لیا تھا اور اُن کی توبہ منظور ہوئی تھی یہ انصاری صحابی تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

**اسطوانہ عائشہ:**

کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ کہ میری مسجد میں ایک ستون اتنی عظمت والا ہے کہ اگر لوگوں کو اس کی عظمت کا پتا چل جائے تو وہ اس جگہ نوافل ادا کرنے کے لیے آپس میں قرعہ اندازی کیا کریں۔چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ستون والی جگہ کی نشاندہی کر دی تھی اس لیے اسے استوانہ عائشہ کہا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖

**اسطوانہ المحلقہ:**

اس ستون کا قائم مقام ہے جس کی ٹیک لگا کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔جب آپ ﷺ کا منبر تیار ہو گیا تو آپ ﷺ اس پر کھڑے ہو کر خطبہ دینے لگے۔اس پر کھجور کے اس تنے سے رونے کی آواز آنے لگی تو آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر اس تنے کو پیار کیا اور تسلی دی جس پر اس کے رونے کی آواز بند ہو گئی۔اس ستون کو حنانہ بھی کہتے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

استوانہ السریر، استوانہ حرس اور استوانہ وفود، روضہ پاک کی مغربی دیوار میں چنے ہوئے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## چند علامات؛

آنحضور ﷺ کے زمانے کی مسجد نبوی کے مختلف آثار اور اس کی حدود کو باقی مسجد سے ممیز اور مشخص کرنے کے لیے چند علامات مقرر کی گئی ہیں جن کا یہاں کچھ تذکرہ کیا جاتا ہے۔باب جنت البقیع کے اندر آئیں تو روضہ اقدس کی سنہری جالیوں کے آگے دائیں ہاتھ پر پیتل کی ایک چھوٹی سی دیوار بنائی گئی ہے۔یہ دیوار دراصل مسجد نبوی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کی جانے والی جنوبی سمت کی توسیع کے درمیان حد ہے۔اس دیوار کے شمال کی طرف وہ قدیم مسجد کی جگہ ہے جو حضور ﷺ نے خود تعمیر کروائی تھی اور جنوبی جانب توسیع عثمان ہے۔اس عثمانی توسیع میں ہی موجودہ امام کے لیے محراب بنائی گئی ہے۔بعض ستونوں، پر اوپر کی جانب سبز رنگ میں " **ھذا حد مسجد النبوی**"

www.KitaboSunnat.com



لکھا ہوا ہے یہ ستون آپ کی مسجد کی حدود کو متعین کرتا ہے۔ یہ تعداد میں کل گیارہ ہیں۔ بعض ستونوں پر تقریباً درمیان میں سنہری کڑے پڑے ہیں۔ یہ کڑے نبی پاک ﷺ کے زمانے کی مسجد کی اونچائی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور جتنے حصے پر یہ چھت ڈالی گئی تھی اتنے حصے میں ستونوں پر سنہری دھاریاں بنائی گئی ہیں۔ جب کہ باقی سارے ستون دھاریوں کے بغیر ہیں۔ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ ﷺ نماز کی امامت فرماتے تھے، وہاں پر اب ایک خوبصورت محراب بنا دی گئی ہے۔ مسجد کے مین ہال کے اندر چلتے ہوئے آپ کو عثمانی دور حکومت میں چار دیواری کی نشان بھی ملیں گے۔ ہال کے جتنے حصے میں چھتریاں لگائی گئی ہیں وہ دراصل اسی دور کے صحن مسجد کو ظاہر کرتی ہیں۔ گویا مسجد کی جدید تعمیر میں ماضی کی نشانیوں باقی رکھنے کی شعوری کوشش کی گئی ہے۔ یہ چیزیں اپنے مشاہدے، اندازے اور تجزیے کی بنا پر لکھ رہا ہوں۔

وسیع و عریض ہال کے اردگرد چاروں طرف مسجد کا صحن ہے۔ نہایت اعلیٰ پتھر سے فرش بنایا گیا ہے۔ نیچے تہہ خانوں میں وضو گائیں، طہارت خانے اور پارکنگ ہے۔ اس صحن میں درجنوں لائٹ ٹاورز ایستادہ ہیں۔ صحن میں صفوں کے نشانات لگائے گئے ہیں۔ عام دنوں میں تو لوگ اس صحن میں جوتوں سمیت چل رہے ہوتے ہیں، حج کے دنوں میں اندازہ ہے کہ یہ صحن بھی نمازیوں کے لیے کم پڑتا ہوگا۔ اس لیے مسجد کی چھت پر بھی نماز کا اہتمام ہوتا ہے۔ چھت پر جانے کے لیے برقی سیڑھیاں بھی موجود ہیں۔ اس صحن کے چاروں طرف مسجد نبوی کی چار دیواری اور مین گیٹس ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖

## اے کاش!

اب ہم مسجد نبوی سے باہر آ گئے ہیں۔ مسجد کی چار دیواری کے باہر تین اطراف میں تو بڑی بڑی سڑکیں، بلند و بالا عمارات اور مارکیٹیں ہیں اور ایک طرف مدینہ کا قدیمی قبرستان جنت البقیع واقع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جدید زندگی رواں دواں ہے۔

مدینہ منورہ کی خاک پا کا ذرہ ذرہ قابل صد احترام ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

مجھے اس سرزمین سے اتنی محبت ہے کہ میں نے اسی میں زندگی بھر بسیرا کرنا اور اسی میں اپنی آرام گاہ کا انتخاب کرنا زیادہ عزیز جانا۔

یہاں پر ہر پل ہر گھڑی رحمت کے فرشتوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

اسی شہر میں اسلام کو پناہ ملی۔

اسلام غالب آیا اور یہیں سے زمین کے کناروں تک اسلام کی حکمرانی قائم ہوئی۔

کاش ہم وہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے جو مدینہ کے والی کا زمانہ تھا۔

ہمیں ان عظیم الشان عمارتوں سے کیا...... سروکار...... ہمیں ان سر بفلک پلازوں سے کیا لینا ...... ہمیں ان وسیع وعریض سڑکوں کی دید کا کیا شوق...... ہم تو اُن گلیوں کو ڈھونڈ رہے تھے جنھیں میرے محبوب کے قدموں کو اپنے سینے پر لینے کا شرف حاصل تھا...... کاش...... ایسا کوئی انتظام ہو جاتا کہ آثارِ رسالت محفوظ رہ جاتے...... اے کاش سعودیوں نے تاریخ کو سنبھالنا سیکھا ہوتا!!

❖❖❖❖❖❖❖❖❖❖

## جنت البقیع ؛

دربار اقدس میں ہدیہ درود وسلام پیش کر کے آپ مسجد نبوی کے مشرقی دروازے جس کا نام باب البقیع ہے۔اس سے باہر نکلیں تو سامنے جنت البقیع نظر آتا ہے۔ یہ مدینہ پاک کا قدیمی قبرستان ہے۔ آنحضرت ﷺ اکثر راتوں کو اس قبرستان میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔اس میں کبار صحابہ کرام ،امہات المومنین اور آنحضرت محمد ﷺ کی صاحبزادیاں اور فرزندانِ عظام یہاں مدفون ہیں۔ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے علاوہ آج تک کے ہزاروں صلحا، متقی اور نیک لوگوں کی قبریں بھی یہاں ہیں۔ میرے آقا سیّدی خیرالبشر اکثر اوقات اس قبرستان میں تشریف لایا کرتے تھے اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ تاریخ وسیر کی کتابوں میں اکثر اس قبرستان کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس لیے اس تاریخی گورستان کو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ زیارت اور فاتحہ خوانی کے لیے عموماً بعد از نماز عصر دروازہ کھولا جاتا ہے۔ نماز عصر کے بعد ایک دن میں بھی اس قبرستان کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ مین گیٹ سے داخل ہونے کے بعد، تھوڑی دور جانے کے بعد، آگے جانے سے روک دیا جاتا ہے۔ کسی آدمی کو قبروں تک جانے کی اجازت نہیں ہے۔ دور سے ہی کھڑے ہو کر دعائے مغفرت کرنا ہوتی ہے۔ قبرستان میں جا کر دعائے رحمت و مغفرت کرنا مسنون ہے۔ یہی کچھ اس بندہ عاسی نے یہاں آ کر کیا۔ کسی قبر پر کوئی کتبہ، لوح مزار یا تعویز نہیں ہے۔ قبریں بھی زمین سے وانچی نہیں ہیں۔ سنا ہے کہ پہلے یہاں قبروں پر قبے اور تعویز وغیرہ موجود تھے۔ ان محترم ہستیوں کی قبروں کو جاہل عوام نے عبادت گاہ اور دنیادار علما نے کمائی کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ عجیب وغریب رسوم وروایات ان قبروں سے وابستہ کر لی گئیں تھیں۔ توحید خالص کی علم بردار موجودہ سعوی حکومت نے اس شرک وبدعت کے رد عمل میں سب کچھ مٹا ڈالا حتیٰ کی تاریخ بھی۔

یہ قبرستان کافی وسیع ہے۔ اس کے گرد خوبصورت چار دیواری بنائی گئی ہے۔ قبروں کے درمیان پختہ روشیں بنائی گئی ہیں۔ اس قبرستان میں آج تک مُردوں کی تدفین جاری ہے۔ سنا ہے کہ میت کو کوئی کیمیکل لگا دیتے ہیں جس سے نعش جلد گل سڑ جاتی ہے۔ سال دو سال کے اندر قبروں کا صفایا کر کے نئے آنے والے مہمانوں کے لیے جگہ پیدا کر لی جاتی ہے۔ مجھے یہ تجسس رہا کہ کسی طرح سارے قبرستان کی زیارت کی جائے۔ لیکن اس کا کوئی موقع نہ تھا۔ کسی نے سنا کہ اگر آپ کسی جنازے کے ساتھ چلے جائیں تو پھر قبرستان میں دور تک جا سکتے ہیں۔ یہ کوشش بھی کر دیکھی لیکن گارڈز کی قیامت بھری نگاہوں سے نہ بچ سکا اور اُس نے مجھے جنازے کے جلوس سے الگ کر دیا۔ روایت ہے کہ یوم حشر سب سے پہلے آنحضور ﷺ اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد جنت البقیع کے مکین میدان حشر میں آئیں گے۔ ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بعد اہل مکہ اپنی قبروں سے برآمد ہوں گے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## داتا:

سفر میں عام طور پر مجھے سمتوں کا خیال نہیں رہتا اور راستہ بھول جانے کی عادت ہے۔ مدینہ پاک میں ہمارا قیام جس ہوٹل میں تھا مجھے آخر تک اس کا راستہ یاد نہ ہوسکا۔ جتنی بار اکیلے وہاں جانے کی کوشش کی اتنی بار ہی بھولا۔ کچھ یہی حال ہمارے بھائی عبدالرشید صاحب کا تھا۔ لیکن جب بھی اکرم صاحب ساتھ ہوتے تو کہتے ''فکر نہ کریں'' یہ ہے ناں ''داتا'' میرے پاس۔ آخر ایک دن میرے پوچھنے پر انھوں نے بتایا کہ نارویجن زبان میں کمپیوٹر کو داتا کہتے ہیں اور میرا دماغ بھی سمتوں کے معاملے میں کسی کمپیوٹر سے کم نہیں۔ میں نے راستے کو اپنے دماغ کے داتا میں فیڈ کیا ہوتا ہے۔ ان کے داتا کو کئی بار آزمایا۔ داتا خراب نہ ہوتا تھا۔

حیرت انگیز طور پر بھائی اکرم کو سمتوں کا خیال رکھنے میں کمال حاصل تھا۔ اکرم صاحب کے ساتھ ہوتے ہوئے جس طرف مرضی نکل جاتے یہ ہمیں ہوٹل واپس لے آتے۔ راستہ بھولنے کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ پردیس میں یہ صلاحیت بڑی کارآمد ہوتی ہے۔ ایک دفعہ بھائی رشید صاحب اور اکرم صاحب بس اسٹاپ پر گئے۔ کافی دیر بعد واپس آئے۔ معلوم ہوا کہ بس سٹاپ دور تھا۔ اگلی بار وہاں جانے کے لیے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ ایک راستہ پر کچھ دیر چل کر پھر واپس پلٹے اکرم صاحب زیرِ لب مسکرا رہے تھے کہتے کہ داتا سے پوچھو؟ داتا سے پوچھو؟ جب داتا سے رابطہ ہوا تو وہ مخالف سمت میں نشان دہی کر رہا تھا۔ اس معاملے میں دونوں بھائیوں کی نوک جھونک سے میں بہت محفوظ ہوتا۔ کیونکہ میں تو داتا کو ماننے والا تھا البتہ رشید صاحب انکاری تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## مدینے کا ایک چوک:

فارغ اوقات میں مسجد نبوی کے بیرونی علاقہ میں بازاروں اور گلیوں میں پھرتے رہتے تھے۔اس سے مختلف مشاہدات ہوتے رہتے تھے۔کبھی ونڈو شاپنگ کے لیے دوکانوں کے اندر گھس جاتے اور کبھی یونہی بظاہر بے مقصد گھومتے رہتے۔لیکن یہ بے مقصد گھومنا بھی ایک مقصد رکھتا تھا اور یہ بھی سعادت تھا کہ جتنی دیر پاک مدینہ کی فضاؤں سے لطف اندوز ہو سکتے تھے ہوا جائے۔دوکانوں پر عموماً اردو بولنے والے اور اردو سمجھنے والے مل جاتے ہیں۔عشا کی نماز کے بعد چوک کے بازاروں میں رش لگ جاتا۔ایک رات اکرم صاحب اور رشید صاحب ہمیں ایک چوک میں کھڑا کر کے بس اسٹینڈ کی تلاش میں نکل پڑے۔احمد ضیا اور میں چوک کے درمیان سیمنٹ شدہ فرش پر بیٹھ گئے۔یہاں ٹریفک تو تھی لیکن اژدھام نہ تھا۔لوگ تھے،ہنگام نہ تھا۔دوکانیں کھلی تھیں اور سامان سے بھری تھیں مگر گاہک نہ تھا۔چاروں طرف چودہ،چودہ،پندرہ پندرہ منزلہ عمارتیں تھیں۔بھیک مانگنے والی عورتیں بھی آ ٹپکتی تھیں۔بازار کی بے رونقی اور بلند و بالا عمارتوں سے جو اکیلا پن ٹپکتا ہے اس سے گھبرا کر میں نے آنکھیں بند کر لیں اور پندرہ صدیاں قبل کے مدینے کو تصور میں لے آیا۔

مدینہ میں انصار کے دو قبیلے تھے۔اوس و خزرج۔

اُن کی دوکانیں اور کھیتیاں یہیں کہیں تھیں۔مکہ سے جب مہاجرین یہاں آئے تو ان لوگوں نے بڑی فراغدلی سے ان کا استقبال کیا۔آپ ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے مابین موأخات قائم فرمائی۔موأخات کا مطلب یہ ہے کہ مکے کے ایک مہاجر اور مدینہ کے ایک انصاری کو بھائی بھائی بنا دیا۔اس موقع پر مدینہ کے اصل باشندوں نے جس کمال مہربانی سے ان لٹے پٹے لوگوں کو اپنی آغوش میں لیا حقیقت یہ ہے کہ تاریخ عالم نے ایسے مواقع کم ہی دیکھیں ہوں گے۔انصار نے اپنی دوکانیں کھیتیاں مکانات تقسیم کر کے اپنے مہاجر بھائیوں کو دے دیئے اور ایثار و قربانی کی لازوال داستانیں رقم کیں۔ایمان اور نظریے کو خونی رشتوں پر ایسی فوقیت دی کہ انسان حیرت سے دھنگ رہ جاتا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مہاجرین مکہ میں سے ایک صحابی حضرت عبدالرحمٰن عوف رضی اللہ عنہ تھے جنھیں ان کے انصاری بھائی نے کہا یہ لیجئے میری آدھی دولت، انھوں نے کہا؛ میں تم پر بوجھ نہیں بننا چاہتا آپ مجھے بس بازار کا راستہ دکھا دیں میں اپنے جوہر دکھاؤں گا۔ وہ مکے کے ایک ماہر تاجر تھے لیکن وہاں سے خالی ہاتھ آئے تھے بازار جا کر انھوں نے گھی کی تجارت شروع کی۔ مکہ سے خالی ہاتھ آنے کے باجود چند ہی ماہ میں وہ مدینہ کے متمول تاجر بن گئے تھے۔ انصار بنیادی طور پر کاشتکار تھے اور اہل مکہ تاجر پیشہ۔ مدینے کے بازار پر یہودیوں کا قبضہ تھا لیکن مہاجرین کے آنے سے مسلمانوں نے بھی بازار پر اثرورسوخ حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ یہودیوں کو اس چیز سے بہت تکلیف تھی۔ مہاجرین کے تجارتی تجربے نے مدینہ کی ریاست کو معاشی دباؤ سے نکالا جس سے یہودی کافی پریشان تھے۔ اس لیے منافقین سے مل کر انھوں نے مہاجرین اور انصار مدینہ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش شروع کر دی۔

میں مدینہ کے ایک بازار میں بیٹھا تھا اور چشم تصور میں حضور ﷺ کے مدینے میں تھا۔ ایک دن انھی بازاروں میں سے کسی ایک بازار میں میرے آقا تشریف لائے اور کسی دوکان پر بیٹھے ایک صحابی کے پیچھے جا کر اُس کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور دریافت کیا میں کون ہوں؟

سبحان اللہ کیا خوبصورت منظر ہوگا۔

وہ اعرابی رسول اللہ ﷺ کو پہچان گئے مگر کافی دیر تک آپ کے دست مبارک سے لطف لیتے رہے۔

ہم دونوں کو وہاں بیٹھے ایک گھنٹہ گزر گیا ساتھی ابھی تک واپس نہ آئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اب شاید داتا جواب دے گیا ہے۔ عجیب پریشانی تھی۔ میں سوچتا کہ شاید وہ راستہ بھول گئے ہیں اور ہماری تلاش میں خوار ہو رہے ہوں گے اس لیے اب ہمیں یہاں سے ہوٹل روانہ ہو جانا چاہیے مگر احمد ضیا اکرم کا اصرار تھا کہ نہیں، ہمیں یہیں ٹھہر کر اُن کا انتظار کرنا چاہیے۔ ادھر میرا یقین تھا کہ داتا بھی کام نہیں کرے گا اور ہم ہوٹل نہ پہنچ سکیں گے۔ بہر حال ہم نے ہمت کی اور ضیا سے کہا؛ آؤ چلتے ہیں جب کہ میں اندر سے ڈر رہا تھا کہ اگر ہوٹل نہ پہنچ سکے اور راستہ بھول گئے تو پھر کیا ہوگا۔ بہر حال ہم دونوں چل پڑے اور خدا خدا کر کے ہوٹل پہنچ گئے۔ داتا والے ابھی نہیں آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آ گئے مگر وہ غصے میں بھرے ہوئے تھے کہ ہم نے وہ جگہ کیوں چھوڑی۔ ادھر سے ہم نے بھی انھیں غصہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دکھایا کہ انھوں نے اتنی دیر کیوں لگائی۔ خیر کسی طوفان کے آنے سے پہلے ہی فضا پرسکون ہوگئی۔ الحمدوللہ

❖❖❖❖❖❖❖❖

## راحت آمیز بے چینی:

مدینہ پاک میں ایک طرف تو راحت تھی...... سکون تھا...... طمانیت تھی...... سرور تھا...... عجز و نیاز مندی تھی...... شکر و سپاس تھا...... سرشاری تھی...... قدم زمین پر ٹکتے نہیں تھے...... ایک ناقابل بیان کیفیت تھی...... لیکن......؟؟؟

دوسری طرف ایک عجیب طرح کی گھٹن تھی...... ایک طرح کی بے چینی تھی...... جس کو میں...... کوئی نام نہ دے پا رہا تھا...... بس یہ راحت آمیز بے چینی تھی...... ہر لحہ...... مجھے یہ خیال رہتا کہ...... آنحضورﷺ کی ذات پاک...... سے محبت و عقیدت...... اور آپﷺ کے آداب و تسلیمات...... کا حق ادا ہو رہا ہے یا نہیں؟؟؟

یہ خیال پریشان رکھتا تھا کہ...... یہ ادب کی جگہ ہے...... تمام تر احترام...... یہاں پر قربان ہوتا ہے...... میرے کسی لاشعوری قدم سے...... میں راندہ درگاہ قرار نہ دے دیا جاؤں!!!

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید ،جنید بایزید ایں جا

یہ ادب کا مقام ہے، آسمان سے نیچے یہ ایک نازک مقام ہے، اللہ کے عرش سے بھی نازک تر، یہ وہ ،مقام ہے جہاں جنید و بازید اور دیگر بڑے بڑے صاحب مرتبہ لوگ دم سادھے کھڑے ہیں گویا سانس تک لینا بھی بے ادبی خیال کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہاں ہم یہ وضاحت ضرور کرنا چاہیں گے کہ محترم شاعر نے روضہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ کریم کے عرش سے بھی زیادہ لائق ادب بتایا ہے، ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے!!!

حضور ﷺ کی موجودگی میں صحابہ کرام کی جو کیفیت ہوتی تھی سو ہوتی تھی، روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد بھی صحابہ مسجد نبوی میں اونچی آواز میں بات نہیں کرتے تھے۔ مجھے اب بھی فضاؤں میں اس آیت کی گونج سنائی دے رہی ہے کہ:

> ''اے مسلمانو! اپنی آوازوں کو میرے نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نہ آپ ﷺ سے اونچی آواز میں بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمھارا سب کیا کرایا غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو''
>
> (القرآن الحکیم)

❖❖❖❖❖❖❖❖

صحابہ کے ادب و احترام کے واقعات اور صلحا امت کے انداز تسلیمات ذہن میں آتے ہیں تو اپنے آپ کو تولتا پریشان ہو جاتا ہوں، اپنے اعمال پر غور کرتا ہوں، اپنی خطائیں یاد آتی ہیں تو بے چین ہو جاتا ہوں۔ اپنے آپ سے پوچھتا ہوں، اے خطا کار بندے، کس منہ سے مدینے میں پھر رہے ہو؟ لیکن یہ بھی یقین تھا کہ...... پناہ گاہ...... یہی ہے...... گنہگاروں کا ٹھکانا یہی ہے...... بس پھر راحت مل جاتی...... بے چین روح کو سکون آجاتا۔

حضور ہی کے کرم نے مجھے تسلی دی
حضور ہی میرے غم میں میری پناہ بنے

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## شرک:

شرک کائنات کی سب سے بڑی برائی ہے۔قرآن مجید نے اس برائی کو سب سے بڑا ظلم قرار دیا ہے یہ وہ گناہ ہے جو رب تعالیٰ نے بالکل نہیں بخشا اور یہ وہ قبیح فعل ہے جس سے اجتناب کی دعوت تمام انبیاء نے دی۔سب سے بڑھ کر ہمارے پیغمبر، ہادی عالم حضرت محمد ﷺ نے دی۔اللہ کریم کی ذات اس کی صفات اور اس کے احکامات میں کسی کو شریک اور ساجھی قرار دینا شرک ہے۔ ہمیشہ سے انسانوں کی ایک کثیر تعداد اس گمراہی میں مبتلا رہی ہے اور انسانوں کو اس گمراہی سے نکالنا انبیا کا مقصدِ بعثت رہا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس فعل بد کی ابتدا انبیا اور صلحا کی قبروں سے ہی ہوتی رہی ہے اسی لیے میرے آقا سیّدی محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا"۔یعنی وہ انبیا کی قبروں کی پوجا شروع کر دیتے اور انھیں شرک کا مرکز بنا لیتے تھے۔کفار مکہ جن بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ بھی دراصل اُن کے نیک اور متقی لوگ ہی تھے جن کے مرنے کے بعد انھوں نے ان کے بت بنالیے اور اُن کی عبادت کرنے لگے۔اپنے وطن عزیز میں بھی صلحائے امت کی قبروں پر جاہل عوام کو سجدہ کرتے، ان کی نذر نیاز مانتے، اور ان سے حاجتیں پوری ہونے کی دعائیں مانگتے ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔کسی کو یقین نہ آئے تو اب بھی خود جا کران مزاروں پر ان رسوماتِ عبودیت کو ادا ہوتا دیکھ سکتا ہے۔لہٰذا اس اُمت پر حضور ﷺ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ آپ کی قبر مبارک، روضہ انور اور مسجد پاک کو ان رسومات شرک سے پاک رکھے۔

الحمد وللہ کہ امت نے اس فرض کو ہمیشہ ادا کیا ہے، اور موجودہ سعودی حکومت تو اس معاملے میں بڑی حساس واقع ہوئی ہے اور اس فریضہ کو بہ حسن وخوبی ادا کر رہی ہے۔مدینہ پاک میں بندہ اس لیے بھی بے چین رہتا کہ کسی پہلو سے کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔کہ کہیں عقیدت کا کوئی لمحہ.... عبادت نہ بن جائے۔آنحضور ﷺ کے مزار مبارک کی جالیوں کے ساتھ ساتھ چاروں طرف سپاہی اور علماء ڈیوٹی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دے رہے ہوتے ہیں۔ یہ لوگوں کو نہ تو جالیوں کو ہاتھ لگانے دیتے ہیں نہ ہی جالیوں کو چومنے کی اجازت دیتے ہیں۔ قبر مبارک کی طرف منہ کر کے دُعا بھی نہیں مانگنے دیتے۔ اور نہ ہی یہاں اونچی آواز میں بات کرنے کی اجازت ہوتی ہے، یہ لوگ زائرین کے رش کو کنٹرول کرنے اور نظم زیارت کو برقرار رکھنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہ سپاہی اور علما دراصل تو مذہبی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں لیکن یہ لوگ عوام الناس کے غصے اور طنز کا نشانہ بھی بنتے ہیں۔ ان بیچاروں کو طرح طرح کے القابات سے نوازا جاتا ہے۔ کوئی ان کو ظالم دربان کہتا ہے تو کوئی توحید کا ٹھیکیدار، جاہل عوام اپنی ناسمجھی میں اور بعض مولوی اپنے پیٹ کی مجبوریوں کے باعث یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ شرطے اور سعودی علما ان کے اور آنحضور کے درمیان میل ملاقات میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ ہم دل کی گہرائیوں سے یہ سمجھتے ہیں کہ اِن پاسدارن توحید کا ہمیں شکر گزار ہونا چاہیے کہ وہ سرکار رسالت مآب ﷺ کے مزار مبارک کے تقدس کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ کی عظمت اور شانِ بندگی کے اعلیٰ مقام کا تحفظ کر رہے ہیں۔ وگرنہ نہ معلوم، تقدس اور احترام کے نام پر لوگ کیا کیا شرکیہ افعال کر گزرتے، تبرک کے طور پر لوگ مسجد کی اینٹیں تک اکھاڑ کر لے جاتے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ادب:

حضور ﷺ سے محبت والفت اور آپ ﷺ کا ادب واحترام دین وایمان کا تقاضا ہے، ادب ایک کیفیت قلبی کا نام ہے، جس سے مختلف قسم کے آثار وافعال ظہور میں آتے ہیں۔ ادب ایک ایسی چیز ہے جو اپنا اثر پورا کرنے میں نہ منتظر امر ہے نہ ہی محتاج نظیر۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت واجب ہے۔ اس امت کے علما..... اولیا..... صلحا..... بادشاہ ..... وزرا..... دانشور..... اور عوام الناس ..... سب اس در پر دیوانہ وار آتے ہیں اور..... انشاء اللہ قیامت تک آتے رہیں گے۔ ہر زائر کی قلبی کیفیت اور ادب واحترام کا پیمانہ مختلف ہوتا ہے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیے مظاہر ادب میں گوناں گوں رنگوں کا آ جانا کوئی عجیب بات نہیں ۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپ ﷺ کے منبر مبارک پر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بیٹھنے لگے تو ایک سیڑھی نیچے اتر کر بیٹھے۔ یعنی جس سیڑھی پر حضور ﷺ تشریف فرما ہوا کرتے تھے اُس سے نیچے والی سیڑھی (Step) پر بیٹھے۔ ان کے اس اقدام کی آپ کوئی عقلی توجیح نہیں کر سکتے۔ یہ حضور ﷺ کا ادب تھا جو اُن کے اس فعل کا باعث بنا۔

اسی طرح ایک اور صحابی کا قصہ روایت ہوا ہے کہ انھوں نے ایک دن آپ ﷺ کی اپنا گریبان کھولے دیکھا اور وہ اپنے علاقے میں واپس تشریف لے گئے روایات میں آتا ہے کہ اپنی باقی زندگی انھوں نے گریبان کھولے ہی گزاری۔

یہ کیا ہے؟؟؟

ادب واحترام ہے۔ صحابہ کی زندگیاں آپ ﷺ کے ادب واحترام کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ مسجد نبوی میں اونچی آواز میں بات نہ کیا کرتے تھے چیخنے چلانے سے منع کرتے ،دوران بحث اگر آواز اونچی ہو جاتی تو ایک دوسرے کو اشارے سے ٹوک دیتے۔ جب آپ ﷺ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں نم ہو جاتیں اور ادب واحترام سے جھک جاتیں۔ یہ روایات بندہ کو کسی پل چین نہ لینے دیتی تھیں۔

❖❖❖❖❖❖❖

## زیارتیں یا تاریخی آثار:

مدینہ طیبہ، تاریخ اسلام کا ماخذ ہے۔ یہ شہر ہماری دینی روایات کا امین ہے۔ اس کا ذرہ ذرہ تاریخ ہے اس کے قدم قدم پہ کوئی نہ کوئی تاریخی واقعہ منسلک ہے۔ اس لیے باہر سے آنے والے ہر زائر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ ان تاریخی مقامات کی سیر ضرور کرے اور ان مقدس آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ جن کے بارے میں اُس نے تاریخ اسلام کی کتابوں میں پڑھ رکھا ہوتا ہے یا کہیں سے سن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رکھا ہوتا ہے، اس لیے فطری طور پر ہماری بھی یہ خواہش تھی ۔ مدینہ منورہ کے تاریخی آثار میں سب سے بڑا اثر تو خود مسجد نبوی ہے جس کو بڑی تفصیل سے میں دیکھ چکا تھا۔ اس کے علاوہ مختلف پہاڑ، گھر مسجدیں کنویں اور کئی دیگر چیزیں اس میں شامل ہیں۔ حکومت وقت ان تاریخی مقامات کو سنبھالنے میں دلچسپی نہیں لیتی اور نہ ہی وہ ان مقامات کی سیر کے انتظامات کرتی ہے ۔ لوگ اپنے اپنے بندوبست سے وہاں جاتے ہیں۔ ان زیارتوں کی سیر کے لیے پرائیویٹ ٹیکسیاں اور ویگنیں عام ہوتی ہیں ۔ مسجد نبوی کے کسی دروازے سے آپ باہر آئیں تو سڑک پر ڈرائیور حضرات زیارتوں پر لے جانے کے لیے آوازیں لگا رہے ہوتے ہیں۔ ایک پاکستانی ڈرائیور سے ہماری بات طے ہوئی اس کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔ اس نے زیارتوں کے اسی ریال مانگے ۔ پچاس ریال پر ہمارا سودا ہو گیا یہ ڈرائیور بھی وہاں غیر قانونی طور پر ٹیکسی چلا رہا تھا۔ معلوم نہیں یہ بیچارے وہاں کس طرح زندگی گزارتے ہیں۔ پولیس کے خوف کی جو لہر میں نے اس نوجوان ٹیکسی ڈرائیور کے چہرے پر دیکھی وہ ناقابل بیان ہے۔ ان کے گھر والے اگر اسے خوف کی اس حالت میں دیکھ لیں تو شاید وہ اسے واپس بلا لیں لیکن شاید نہیں! کیونکہ اپنے وطن میں کون سا خوف ہے جو نہیں پایا جاتا، حجاز میں کم از کم زندگی تو محفوظ ہے۔ یہاں تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہیں ۔ جان مال عزت آبرو کی پامالی کا ہمارے ہاں جو برا حال ہے وہ لوگوں کو اپنے وطن سے بھاگ جانے پر مجبور کرتا ہے۔ بہر حال یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ غیر مقامی افراد کے لیے سعودیوں کے رویے میں فرق ہے ہی اُن کے قانون میں بھی اِن کے لیے بڑا تفاوت ہے۔ دن بہ دن اجنبیوں کے لیے قوانین میں سختی لائی جا رہی ہے اور اُن کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## جبلِ اُحد:

تاریخ اسلامی سے دلچسپی رکھنے والا کون ایسا شخص ہوگا جس نے احد پہاڑ کا نام نہ سنا ہو، یہ پہاڑ تو بچپن سے ہی ہمارے ذہنوں میں بستا ہے۔اور آج سب سے پہلے یہ نوجوان ہمیں اسی جبل اُحد کی طرف لے جا رہا تھا۔گاڑی شہر مدینہ کے مختلف بازاروں سے گزر رہی تھی اور میرا ذہن تاریخ کے اوراق پلٹ رہا تھا۔یہ پہاڑ مدینہ منورہ سے شمالی کی جانب چھ سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم احد پہاڑ سے محبت کرتے ہیں اور یہ ہم سے محبت کرتا ہے۔اس پہاڑ کے دامن میں ۳ ہجری کو غزوہ اُحد پیش آیا۔جنگ بدر کے بعد یہ دوسرا معرکہ تھا جو کفار مکہ اور اہل ایمان کے درمیان برپا ہوا۔یہی وہ جنگ ہے جس میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو گئے تھے اور ایک شدید جنگ رسول اللہ ﷺ کے اردگرد لڑی گئی۔کفار کی یہ (Utmost) کوشش تھی کہ کسی طرح سرور عالم ﷺ کو شہید کر سکیں۔لیکن اللہ کے فضل وکرم سے وہ اپنے اس ذلیل مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔صحابہ کرام ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اپنے محبوب کی حفاظت کر رہے تھے۔یکے بعد دیگرے نو جانثاروں نے اپنے آقا ﷺ پر جانثاری اور شہادت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔یہی وہ جنگ ہے جس میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیر خدا اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے چچا تھے۔آپ کو ان سے بے پناہ محبت تھی کیونکہ وہ آپ کے ہم عمر اور گہرے دوست تھے۔آغاز اسلام سے ہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔شجاعت اور بہادری کے باعث انھیں اللہ اور اس کے رسول کے شیر کا لقب دیا تھا۔آپ کی شہادت کے بعد دشمن دین ہند زوجہ ابوسفیان نے آپ کی نعش کا مثلہ کیا اور اُن کا کلیجہ نکال کر چبایا تھا۔لاش کی یہ حالت دیکھ کر آنحضور ﷺ کو بے پنا تکلیف ہوئی تھی۔اُس وقت آپ نے حضرت حمزہ کو سیّد الشہدا کا خطاب عطا فرمایا تھا۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تعلق مکہ کے نہایت امیر گھرانے سے تھا۔وہ صبح وشام پوشاک بدلا کرتے تھے۔بیت عقبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے موقع پر آپ ﷺ نے اُن کو دعوت وتبلیغ وتعلیم وتربیت کے لیے مدینہ روانہ فرمایا تھا۔اُن کی دعوتی کاوش اور تبلیغی محنت سے ایک سال کے اندر اندر اوس وخزرج کے دونوں قبیلے مسلمان ہو گئے تھے۔ غزوہ اُحد کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو اسلام فوج کا جھنڈا عطا فرمایا تھا۔ مکے کا یہ شہزادہ جب اس جنگ میں شہید ہوا تو اُن کے کفن کے لیے کپڑا بھی مکمل نہ تھا۔روایات میں آتا ہے کہ انھیں کفن دیتے ہوئے سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ یہ دیکھ کر سیّدی خیر البشر ﷺ نے فرمایا؛ سر کو ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ہم یہ باتیں کررہے تھے کہ جبل اُحد آ گیا۔اس میدان میں، جہاں یہ جنگ برپا ہوئی تھی، ڈرائیور نے گاڑی روک دی۔ اس میدان میں ایک طرف فرشی بازار تھا اور دوسری طرف زائرین کی گاڑیاں پارک تھیں۔ پہاڑ کے دامن تک شہر مدینہ کی آبادی ہو گئی ہے۔ میدان کے ایک طرف بڑا سا احاطہ تھا جس کے بارے میں گائیڈ نے بتایا کہ یہ شہدائے اُحد کا قبرستان ہے۔غزوہ اُحد کے شہدا کے قبرستان کے گرد چاردیواری بنا دی گئی ہے اور لوہے کا ایک بڑا سا گیٹ لگا ہے جس پر بڑا سا تالا پڑا تھا۔ گیٹ کی جالیوں سے زائرین شہدا کی قبور کی زیارت کرتے ہیں یہاں اندر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر نظر دوڑائیں تو سامنے ایک چٹیل سا میدان ہے دور ایک طرف کو تین قبریں نظر آرہی ہیں۔ یہ قبریں بالترتیب، سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ، سیّدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قبریں ہیں۔ اب تھوڑا سا تذکرہ حضرت عبداللہ جن جحش رضی اللہ عنہ کا ہو جائے۔ سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی سیّدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے آغاز دعوت میں دولت ایمان سے سرفراز ہو گئے تھے۔ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں میں شامل تھے مگر کچھ عرصہ بعد حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔

لیکن مکہ شریف میں ابھی تک مسلمانوں کے لیے فتنہ (Persicution) موجود تھا قریش نے ایک اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا پیغمبر ماننے کے باعث صحابہ کرام کا جینا دوبھر کیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس زمانے میں اپنے ماننے والوں کو مدینہ طیبہ جو اُن دنوں یثرب کہلاتا تھا کی طرف ہجرت کا حکم دیا اس پر سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے مدینے کی راہ لی یوں اللہ کی راہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انھیں دوسری بار ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران میں مختلف سریوں اور غزوات میں شریک ہوئے نہایت جی دار اور دلیر تھے۔ اپنے آقا اور ماموں زاد بھائی سیّدی محمد ﷺ پر جان چھڑکتے تھے۔ انھوں نے غزوہ اُحد میں نہایت بے جگری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ روایات میں آتا ہے کہ غزوہ احد والی رات سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے سے کہا؛ آؤ اپنی پسند کی دُعا کرتے ہیں اور ایک کی دُعا پر دوسرا آمین کہے۔ پہلے سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دُعا مانگی اور کہا؛ اے اللہ کل لڑائی میں کافروں کے سب سے بڑے سورما سے میرا مقابلہ ہو ہم دونوں زور آزمائی کریں، داؤ پیچ لگائیں اور تلوار زنی کریں، اے اللہ مجھے اس کافر پر غلبہ عطا کرنا اور مجھے طاقت دینا کہ میں اسے جہنم واصل کرسکوں۔

سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اُن کی دُعا پر آمین کہا۔ پھر خود دُعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے اللہ کل میرا آمنا سامنا بھی کسی بڑے جنگجو کافر سے ہو جو بہت بہادر تجربہ کار اور تلوار کا دھنی ہو میں صرف تیری رضا کی خاطر اس سے لڑوں، لڑتا رہوں اور بالآخر وہ کافر مجھ پر غلبہ پالے میری ناک کاٹے، کان کاٹے میری آنکھیں پھوڑے اور میں یوں تیری راہ میں جان دوں کہ کل قیامت کے دن میں تیرے سامنے اس طرح حاضر ہوں کہ آپ مجھ سے پوچھیں اے عبداللہ تیرے ناک اور کان کیوں کاٹے گئے، تیری آنکھیں کیوں پھوڑی گئیں اور تیرا یہ جسم کیوں لہولوہان ہے؟ تو میں عرض کروں کہ یااللہ: یہ سب تیری خاطر ہوا ہے۔ تجھے راضی کرنے کے لیے ہوا ہے۔ تو اللہ کہے گا عبداللہ نے سچ کہا۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ دونوں کی دعائیں قبول ہوئیں اور اگلے دن سیّدنا عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ کفار نے اُن کی لاش کا مثلہ کیا اور اُن کے ناک، کان اور گلا کاٹا گیا اور اُن کا ہار بنا کر ایک درخت پر لٹکا دیا گیا۔ جنگ کے اختتام پر سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کی نعش دیکھا تو فرمایا؛ عبداللہ مجھ سے اچھا تھا اور اُس کی دُعا بھی مجھ سے اچھی تھی۔

آج اسی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قبر میرے سامنے تھی۔ رضی اللہ عنہ

احاطے کے گیٹ پر ایرانی زائرین کا ہجوم تھا، اُن کے ایک عالم دین، فارسی زبان میں غزوہ احد کے

www.KitaboSunnat.com



شہدا کے واقعات شہادت کا تذکرہ کر رہے تھے اور زائرین دھاڑے مار مار کر رو رہے تھے۔ اُن کی زبان نہ سمجھتے ہوئے بھی ماحول کے باعث اُن کی بات سمجھ آ رہی تھی۔ دعائے مغفرت کرتے ہوئے میری آنکھیں بھی شہدائے احد کو خراج عقیدت پیش کر رہی تھیں۔ ایک ایک شہید یاد آ رہا تھا، ایک ایک مجاہد یاد آ رہا تھا، اس جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے تھے۔ یہاں بھی قبروں پر کوئی تاریخی کتبہ تعویز یا لوح مزار نہ تھا۔ قبریں بھی زمین بوس تھیں۔ قبرستان شہدا کے سامنے وہ مشہور پہاڑی درہ تھا دوران جنگ جس پر تیر انداز کھڑے کیئے گئے تھے۔ جنگوں کی تاریخ میں یہ پہاڑی درہ ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ خواہش تھی کہ اس جگہ کا تفصیلی معائنہ کرتا، تا کہ میدان جنگ کا نقشہ واضح ہوتا لیکن ڈرائیور صاحب کو جلدی تھی کیونکہ اس سے پیسے کم طے ہوئے تھے اس لیے وہ جلد از جلد چکر لگوانے کے چکر میں تھا۔ چنانچہ وہ ہمیں لے کر دیگر زیارتوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مسجدیں ہی مسجدیں:

زیارتوں کے اس پروگرام میں زیادہ مساجد تھیں، ان مساجد کی اکثریت کسی تاریخی واقعے سے منسوب ہے۔ بیشتر مساجد ترکوں نے بنوائی ہیں۔ انھوں نے تاریخی مقامات کو تحفظ دینے کا یہ طریقہ بنا لیا تھا کہ جہاں کسی تاریخی بات کا آثار نبوی یا کسی صحابی کی نشانی کا پتا چلتا تو وہ وہاں مسجد بنا دیتے۔ میرے خیال میں یہ ان کی اچھی سوچ تھی۔ ان کے اس قدم سے ایک تو مقام زیارت محفوظ ہو جاتا دوسرے مسجد ہونے کے باعث شرک سے بھی بچا جا سکتا تھا۔ جبکہ موجودہ حکومت نے تاریخی آثار کو یا تو مٹا دیا یا نظر انداز کر دیا۔ احد کی طرف جاتے ہوئے دو مساجد آتی ہیں جن کے بارے میں ڈرائیور نے بتایا کہ ایک مسجد میں اُحد کی طرف جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے تین نمازیں پڑھیں اور دوسری میں واپس آتے ہوئے کچھ دیر آرام فرمایا۔ دیگر مساجد میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔ مسجد ابوبکرؓ، مسجد عمرؓ، مسجد علیؓ، مسجد اجابہ، مسجد غمامہ، مسجد شمس وغیرہ۔ ہم نے دور ہی سے ان مساجد کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیکھا، اپنی طرز تعمیر یا کسی اور وجہ سے ان مساجد کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ ان مساجد یا دیگر زیارتوں کے بارے میں ڈرائیور کی معلومات مستند معلوم نہیں ہوتی تھیں۔ بلکہ سینہ بہ سینہ منتقل ہو کر آنے والی تھیں، اس لیے یہاں کوئی تفصیل دینے سے قاصر ہوں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مسجد جمعہ:

سفر ہجرت میں آپ ﷺ جمعہ کے دن قبا سے مدینہ کے لیے روانہ ہوئے، قبیلہ بنو سالم کی لوکڑی میں جمع کی نماز کا وقت ہو گیا، وہاں آپ ﷺ نے پہلی نماز جمعہ ادا فرمائی اور ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا کم وبیش سو افراد اس وقت موجود تھے۔ اس جگہ بعد میں مسجد بنا دی گئی جسے مسجد جمعہ کہا جاتا ہے، اسے بھی بس دور سے ہی دیکھا یہ مسجد بھی دیگر مساجد اور تاریخی آثار کی طرح موجودہ شہر مدینہ کی آبادی میں آ گئی ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مسجد قبلتین:

یعنی دو قبلوں والی مسجد۔ اس مسجد کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس جگہ ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعتوں میں حضور ﷺ کا رخ انور قبلہ اول بیت المقدس کی طرف تھا اور تیسری رکعت میں اللہ کے حکم سے آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ انور پھیر لیا۔ قیام مدینہ کے آغاز سے ہی مسلمان بیت المقدس کی جانب منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ مگر آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ کعبہ شریف کو قبلہ مقرر کیا جائے۔ ۲ ہجری میں دوران نماز ہی قبلہ تبدیل کرنے کا حکم آ گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

”بے شک دیکھ رہے ہیں ہم بار بار اٹھنا تمھارے چہرے کا آسمان کی طرف سو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



پھیرے دیتے ہیں ہم تمہیں اسی قبلہ کی طرف جسے تم پسند کرتے ہو، سو اب پھیر لو تم اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور جہاں بھی ہوا کرو پھیر لیا کرو اپنا رخ (نماز میں) اسی جانب"۔

(القرآن الحکیم ؛ سورۃ البقرۃ :۲/۱۴۴)

❖❖❖❖❖❖❖❖

اس وقت حضور ﷺ قبیلہ بنو سلمٰی کی مسجد میں نماز ظہر کی امامت فرما رہے تھے۔قبلہ کی تبدیلی کے حکم کے نازل ہوتے ہی آپ ﷺ نے اسی وقت خانہ کعبہ کی طرف اپنا رُخ انور پھیر لیا۔ یاد رہے کہ مدینہ طیبہ میں یہ دونوں قبلے مخالف سمتوں میں ہیں، کعبہ جنوب کی سمت اور بیت المقدس شمال کی سمت اس لیے تبدیلی قبلہ کا حکم آتے ہی حضور ﷺ اور مقتدیوں کو بالکل الٹا گھوم جانا پڑا، پہلے اُن کا رخ شمال کی جانب تھا اب جنوب کی جانب مڑنا پڑا ہوگا۔اس مسجد کے بھی قریب سے گزرتے چلے گئے اندر جا کر شرف زیارت کا موقع ڈرائیور صاحب نے نہ دیا۔ڈرائیور صاحب ہمیں مختلف سڑکوں اور بازاروں میں لیے گھماتا رہا۔آثار یا تاریخی مقام کے بارے میں مختصراً آگاہی دیتا، موجودہ شہر کے بارے میں کوئی بات نہ بتاتا۔ہم خود زبان سے نا آشنا تھے اور کچھ سائن بورڈوں کی بھی کمی تھی اس لیے موجودہ شہر سارا گھوم لینے کے باوجود بھی اس سے متعارف نہ ہو سکا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مسجد قبا:

قبا وہ "پنڈ" ہے جہاں آپ ﷺ نے سفر ہجرت میں مدینہ پاک میں داخل ہونے سے قبل چار روز قیام فرمایا تھا۔اس پہلی میزبان بستی میں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔یہیں آپ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پہلی مسجد بنائی کا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:

''وہ مسجد جس کی بنیاد روز اول سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے، زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں خدا کی عبادت کے لیے کھڑے ہوں''۔

(القرآن الحکیم ؛ سورۃ توبہ :۱۰۸/۹)

❖❖❖❖❖❖❖❖

سرور عالم ﷺ اس مسجد کی تعمیر میں بہ نفس نفیس شریک ہوئے تھے۔ اپنے دست مبارک سے بھاری بھاری پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ تعمیر کے دوران جسم مقدس مٹی اور گارے سے اٹ جاتا تو جانثار صحابہ پریشان ہو جاتے۔ وہ آپ ﷺ سے کام نہ کرنے کی درخواست کرتے لیکن محبوب خدا ﷺ اللہ کے گھر کی تعمیر میں برابر مزدوروں کے ساتھ لگے رہے۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان کیا مساوات کا سبق سکھایا ہے۔ مزدوروں کی کتنی عزت افزائی فرمائی ہے۔ دنیا کے پاس ہے کوئی ایسی مثال؟؟؟

آپ ﷺ قیام مدینہ کے زمانے میں وہاں سے ہر بدھ کو پیدل قبا کی بستی میں تشریف لایا کرتے تھے اور مسجد قبا میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے، حکم رسالت ہے کہ یہاں دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرے کے ثواب کے برابر ہے۔ اس حکم کی پیروی میں ہم نے بھی یہاں دو رکعت نفل نماز ادا کی۔ بہت سے دیگر زائرین بھی نوافل ادا کر رہے تھے۔ عورتوں کے لیے مسجد کا ایک الگ حصہ متعین کر دیا گیا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## تشنگی:

بستی قبا کے آس پاس چلتے چلتے، مسجد ضرار دیکھی، یہ مسجد منافقین مدینہ نے دین اسلام کے خلاف سازشوں کے لیے تعمیر کی تھی۔اس کی تعمیر میں ہی تخریبی ذہن کام کر رہا تھا۔یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک کے سفر پر تھے۔اس سفر سے واپسی پر اللہ کریم نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو منافقین کی اس سازش سے آگاہ کیا اور اس ضرر پہنچانے والی مسجد کو گرا دینے کا حکم دیا۔چنانچہ اللہ کے پاک پیغمبر نے اس حکم کی تعمیل میں اس کو گرا دینے کا حکم دیا۔ازاں بعد حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ کے باغات دیکھے۔چلتے چلتے ایک کنویں کے پاس سے گزرے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیور نے بتایا کہ آپ ﷺ کو وفات کے بعد اسی کنویں کے پانی سے غسل دیا گیا تھا (واللہ اعلم)۔

مسجد قبا کے قریب ہی ایک ہی ایک ٹریفک چوک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اُس نے بتایا کہ یہاں وہ کنواں تھا جس کے اندر آپ ﷺ کی مہر والی انگوٹھی گر گئی تھی۔اس سفر زیارت میں کنواں بھی آیا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا۔اب اس کنویں تک عام لوگوں کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔البتہ موٹر پمپ کے ذریعے آج تک اس کنویں سے پانی نکالا جا رہا ہے۔اس کنویں کو پہلے بئیر رومہ کہتے تھے، بعد میں بیئر عثمان کہا جانے لگا یعنی عثمان کا کنواں۔کوہ سلع کے پاس، جس جگہ جنگ احزاب کے موقع پر خندق کھودی گئی تھی وہاں اب ایک سڑک رواں دواں ہے۔جنگوں کی تاریخ میں دفاعی اسٹریجی کے طور پر بنائی گئی یہ خندق ایک تاریخی عجوبہ ہوتی اگر محفوظ رکھی جاتی۔افسوس ہے کہ اتنے اہم واقعہ کی کوئی یاد باقی نہیں رکھی گئی۔
خندق کی کھدائی کے دوران میں آپ ﷺ نے جس طرح دیگر صحابہ کے ساتھ مل کر محنت و مشقت کی مٹی کھودی، مٹی کی ٹوکریاں اٹھا اٹھا کر جسم مبارک گرد آلود ہو جاتا تھا۔اس کی کوئی مثال دنیا کے کسی دوسرے لیڈر کی زندگی میں نہیں ملتی۔اسی خندق کی کھدائی کے دوران ہی کا واقعہ ہے کہ جب بھوک کی وجہ سے میرے آقا نے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھے تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اے کاش! تاریخ اسلام کا یہ درخشندہ باب بند نہ کیا گیا ہوتا۔

ان زیارات مقدسہ کی سیر سے جہاں سرور اور سکون ملا وہیں تشنگی میں بھی اضافہ ہوا۔ جی چاہتا تھا کہ ایک ایک آثار کے قریب رک کر خوب خوب زیارت کروں اور ان کی تاریخی معلومات بھی حاصل کروں۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے کھلا وقت اور وافر سرمایہ درکار تھا جس سے فی الحال بندہ محروم تھا اس لیے بوجھل دل لیے واپس آ گیا۔ بھائی اکرم صاحب اپنے عقیدے کے اعتبار سے مسلک اہلحدیث سے متعلق ہیں۔ اُن کے والد محترم (مرحوم) سادہ دیہاتی کسان، یقین و عمل کے اعتبار سے پختہ مواحد اور نہایت زیرک انسان تھے۔ اُن کے یہ اوصاف اکرم صاحب میں بھی پائے جاتے تھے۔ جب آثار کی زیارت کے لیے جانے کا مشورہ ہونے لگا تو وہ کہنے لگے کیا آثار کی زیارت پر جانا ضروری ہے؟

کیا یہ ثواب کا کام ہے؟

کیا یہ مسنون ہے؟

بحث کرنا نہ تو اُن کا مقصد تھا اور نہ ہی اس سوال کا عالمانہ جواب دینا میرے لیے ضروری تھا۔ لیکن بہر حال ذہنوں میں اس قسم کے سوال ضرور اٹھتے ہیں۔ خاص کر جن لوگوں کو توحید سے زیادہ شغف ہوتا ہے ان کے ذہنوں میں اس طرح کے سوال ضرور جنم لیتے ہیں۔ اس موقع پر میں نے بھائی اکرم کو جو جواب دیا اسے بھی ضرور (Consider) کرنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ سیرت پاک کی کتابی تصدیق کے لیے بندہ ان تاریخی مقامات پر جانے کو ضروری خیال کرتا ہے۔ کیونکہ ''شنیدہ کے مانند دیدہ'' کے مصداق سنی ہوئی بات کا دیکھی ہوئی بات سے کیا مقابلہ!! اس پر وہ خاموش ہو گئے اور چلنے پر آمادہ بھی۔ لیکن جس تیزی سے ڈرائیور صاحب نے ہمیں گھمایا پھرایا اس سے اگر چہ تاریخ آثار کا صرف طائرانہ جائزہ ہی لیا جا سکا اور علم میں قدرے اضافہ بھی ہوا۔ البتہ علمی تشنگی بدستور برقرار ہے۔ کئی سوالات ہیں کہ جو ابھی تشنہ جواب ہیں۔ حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والے ایک ایک ذرے کے دیدار کو جی چاہتا ہے، لیکن؟؟؟

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# الوداع ۔۔۔ الوداع

ہمارا عمرہ پیکج بہت مختصر تھا۔جوں جوں وقت گزر رہا تھا مدینہ پاک سے جدائی کے لمحات قریب آ رہے تھے۔قانونی مجبوریوں کے باعث ہمیں ایک نہ ایک دن مدینہ سے الوادع ہونا تھا۔اور وہ گھڑی بھی آیا ہی چاہتی تھی ۔الوادعی لمحات سرکار عالم ﷺ کے پاس اکیلے گزارنا چاہتا تھا۔اس لیے احباب سے اجازت لے کر ریاض الجنہ میں حاضر ہو گیا۔مختلف ستونوں کے ساتھ نوافل ادا کیے اور مقدس جگہ میں بیٹھ کر کچھ دیر اللہ کے کلام کی تلاوت کی ۔اصحاب صفہ سے منسوب چبوترے پر کچھ دیر قیام رہا۔جس دوران میں ان صاحبان عزیمت کی یادوں سے شاد ہوتا رہا۔محراب نبوی میں جی بھر کر سجدے کیے زبان پر درودوسلام کے نغمے جاری تھے،کئی بار درود سلام عرض کرتا روضہ پاک کی سنہری جالیوں کے سامنے سے گزرا۔مسجد نبوی کے اندر، باہر چاروں طرف دیوانہ وار گھومتا پھرا۔ایک ایک چیز کو ذہن کے کمپیوٹر میں فیڈ کرنا چاہتا تھا۔باب جنت البقیع سے نکل کر گنبد خضریٰ کے سامنے بیٹھ کر گنبد پر نظریں جما کر تصورات کو سرکار ﷺ کی زندگی مبارک کے واقعات پر قائم کیا۔ایسا اکثر کرتا تھا میرے لیے یہ لمحات سب سے زیادہ سکون آور ہوتے تھے جب مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھا گنبد خضریٰ پر نظریں جمائے ہوتا اور تصورات آقا کی زندگی پر قائم ہوتے ۔نماز عشا تک برابر اسی کام میں مصروف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہا معلوم نہیں پھر یہاں دوبارہ حاضری کا موقع کب نصیب ہو۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## واپسی:

عشا کے بعد ہمارا واپسی کا پروگرام تھا۔ مدینہ پاک سے واپسی پر ہم نے عمرے کا ارادہ کیا ہوا تھا اس لیے ہم نے ہوٹل کے کمرے سے ہی احرام باندھ لیے اور بس اسٹینڈ کی طرف آ گئے۔ ہمارے دل بوجھل اور زبانیں خاموش تھیں۔ بس اسٹینڈ پر پہنچے ہی تھے کہ ٹیکسی والے ہماری طرف دوڑے مختلف ڈرائیوروں سے مذاکرات کے بعد اکرم صاحب اور برادرم حاجی رشید صاحب نے ۲۵۰ ریال پر مکہ کے ٹیکسی بک کی اب کی بار ڈرائیور سعودی تھا۔ رات کے دس بجے واپسی کا چکر شروع ہوا۔ ٹیکسی کو ذوالحلیفہ پر رکوا کر دو رکعت نماز ادا کی اور عمرہ کی نیت کی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے سرکار مدینہ ﷺ نے عمرۃ القضا (شوال ۷ ہجری) کے سفر کے موقع پر احرام باندھا تھا۔ اس مقام کو حضور ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے میقات مقرر فرمایا تھا۔ یہ جگہ شہر مدینہ سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے نہایت تیز رفتاری سے چلتے ہوئے ہم صبح دو بجے کے قریب مکہ شریف پہنچ گئے۔ رات کا سفر تھا زیادہ تر نیند میں ہی رہے۔ لیکن احتیاط کے پیش نظر ہوشیار بھی رہے۔ مکہ شریف پہنچ کر اپنا سامان ایک حجام کے پاس رکھا اور ایک بار پھر کعبہ شریف میں حاضر ہو گئے۔

رات کا پچھلا پہر ہو...... اور آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا ہو...... قبولیت دُعا کے سارے عوامل جمع ہوں...... رب کریم کے اتنے انعامات عاصی پر ہو رہے تھے ...... تو خوشی آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ نہ برستا...... تو حیرت ہوتی۔

یوں برستی آنکھوں سے یہ عمرہ مکمل کیا۔

حجر اسود کا بوسہ لینے کے بھی خوب مواقع میسر آئے۔ الحمدللہ

صفا مروہ کی سعی کی اور حرم پاک سے باہر آ کر اسی حجام سے بال منڈوائے جس کے پاس ہمارا سامان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رکھا تھا۔

یوں یہ عمرہ بھی مکمل ہوا۔

نماز فجر میں ابھی کافی وقت تھا، اس لیے ہم ایک بار پھر طواف کے بھنور میں آ گئے۔

نماز فجر حرم پاک میں ادا کی۔ بعدازاں جدہ واپسی کا قصد کیا۔

مکہ اور مدینہ، مسلمانانِ عالم کے لیے مرکزِ عقیدت و محبت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہم مکہ اور مدینہ دیکھنے کی آرزو میں جیتے ہیں۔ زندگی دعائیں مانگتے گزرتی ہے۔ جو ایک بار دیکھ آتے ہیں دوبارہ جانے کے لیے تڑپتے ہیں۔ یہ دونوں شہر دین اسلام کا مرکز اور سرکار رسالت مآب ﷺ سے نسبت رکھتے ہیں۔ ہمیں ان شہروں کے ماضی سے پیار ہے۔ یہ ان شہروں کا ماضی ہی ہے جو ہم سب کے لیے عقیدت کا مقام رکھتا ہے۔ البتہ ان کا حال ہمارے شہروں جیسا ہی ہے۔ یہ ایک جیتا جاگتا انسانی معاشرہ ہے۔ آپ جب حرمین شریفین سے باہر آتے ہیں تو پھر آپ کا واسطہ ایک ایسے خالص انسانی معاشرے سے ہوتا ہے جو اپنی تمام تر روایتی خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ جی رہا ہے۔ ہم جب مدینہ پاک سے واپس آ رہے تھے تو رات کے کسی پہر ڈرائیور نے ایک ہوٹل پر گاڑی روکی تا کہ کچھ دیر آرام کیا جا سکے۔ ریفریشمنٹ لی جا سکے۔

اس ہوٹل کا اندازِ نشست پہلی بار دیکھ رہا تھا، کھلی فضا میں دو فٹ اونچی دیوار سے احاطے بنائے گئے تھے جن کے فرش پر نہایت اعلیٰ قالین بچھے تھے۔ ٹیک لگانے کے لیے تکیے رکھے تھے۔ موٹی موٹی نال والے حقے بھی رکھے تھے۔ لوگ آلتی پالتی مار کر بیٹھے سستا رہے تھے۔ سامنے ٹی وی چل رہا تھا جس پر ڈش کے ذریعے انتہائی فحش انگریزی فلم چل رہی تھی۔ ڈش یا وی سی آر اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ یہاں بھی موجود تھا، آخر کو یہ انسانی معاشرہ ہی ہے۔ ہر جگہ ہر طرح کے لوگ مل جاتے ہیں بھلے بھی، برے بھی۔ مکہ مدینہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ اچھے لوگ بھی ہیں اور برے لوگ بھی۔ ٹیکسی پر جدہ کے لیے روانہ ہوئے اس بار نہایت بداخلاق اور بھدے سعودی ڈرائیور سے واسطہ پڑا تھا۔ سارا راستہ سگریٹ اس کے منہ میں رہا، ٹیپ ریکارڈ کے گانوں پر سر دھنتا رہا اوپر سے گاڑی بھی آہستہ چلا رہا تھا۔ سارا راستہ بے پناہ بور ہوئے۔ اگر زبان کا مسئلہ نہ ہوتا اور ہم اجنبی نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتے اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم سفر عمرہ میں نہ ہوتے تو یقیناً اس سعودی ڈرائیور سے ہاتھا پائی ہو جاتی۔ جدہ پہنچ کر تو وہ باقاعدہ لڑنے پر آ گیا۔ باعث نزاع وہی پرانی ڈرائیوروں والی عادت کہ مکہ سے جو کرایہ طے کر کے چلا تھا، جدہ آ کر اس سے زیادہ مانگنا شروع کر دیا۔ کوئی غلط فہمی نہ تھی محض اس کا لالچ تھا کہ ان اجنبیوں سے کچھ اور نکلوا لوں۔ آخر کو یہ انسانی معاشرہ ہی ہے۔ بڑی مشکل سے اس سے جان چھڑائی۔ باب مکہ پہنچ کر ٹیکسی اسٹینڈ سے بھائی فقیر محمد کو فون کیا اور وہ آ کر ہمیں اپنے گھر لے گئے۔

❖❖❖❖❖❖❖

## ساتھیوں کی واپسی:

اگلے دن صبح سویرے ساتھیوں نے پاکستان روانہ ہونا تھا۔ رات کے سفر اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد تھکاوٹ کے باعث شام تک ہم لوگ آرام کرتے رہے۔ شام کو جدہ کی مارکیٹوں میں گھومے۔ ساحل سمندر کی سیر کی۔ جدہ کی مارکیٹوں کا حال مکہ کی مارکیٹوں سے قدرے بہتر تھا۔ جدہ دراصل بندرگاہ ہونے کے باعث سپر مارکیٹ کا درجہ رکھتا تھا۔ یہاں تھوک کا کاروبار ہوتا ہے۔ مکہ مدینہ سمیت سعودی عرب کے تمام شہروں میں دوکاندار یہیں سے مال خریدتے ہیں۔ یہاں ہمیں بھائی فقیر محمد کا ساتھ بھی حاصل تھا جو کہ زبان سے خوب واقفیت رکھتے تھے اور مارکیٹوں کے انداز تجارت سے بھی خوب آگاہ تھے۔ ساتھیوں نے شاپنگ کی جس میں زیادہ تر عزیزوں اور دوستوں کے لیے تحفے شامل تھے۔ اس دوران مغرب کی اذان بلند ہوئی تو فوراً ہی مارکیٹ بند ہونا شروع ہو گئی۔ نماز مغرب اور عشا کے وقت بازاروں کا مکمل بند ہو جانا خوشگوار تاثر کے طور پر ذہن میں محفوظ رہے گا۔ بازاروں میں عورتوں کا رش نہ ہونا بھی پسند آیا۔ رات گئے بازار سے واپسی ہوئی۔ صبح سویرے حاجی صاحب میرے ان تین ساتھیوں کو ائر پورٹ چھوڑنے چلے گئے اور میں اپنے باقی ماندہ وقت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



منصوبہ بندی کرنے لگا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## پتھر پوجا:

اب جب کی میں مشاہدات و تاثرات قلمبند کرنے کے آخری مرحلے میں ہوں چاہتا ہوں کہ یہاں اپنی ذاتی ڈائری سے بھی ایک دوورق نقل کردو۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء

"حرم پاک میں ہوں ،الوداعی عمرہ ،جس کے لیے جدہ سے احرام باندھا تھا ،مکمل کے بیٹھا ہوں۔الحمدوللہ

باب ندوہ کے اوپر برآمدے میں بیٹھا بیت اللہ کو تک رہا ہوں۔اللہ کے بندے دیوانہ وار اللہ کے گھر کا طواف کر رہے تھے۔جب بھی اس گرداب پر نظر پڑتی ہے ایک عجیب سی لذت حاصل ہوتی ہے گرمی محسوس ہو رہی تھی۔دن بھی گرم ہے اور اس طرف کے پنکھے بھی بند ہیں۔کیونکہ اس جگہ میرے علاوہ اور کوئی زائر بھی تو نہیں۔حرم پاک کے اس مبارک سفر کے آخری مراحل ہیں۔یہ تصور ہی رلا دیتا ہے کہ بیت اللہ کو الوادع کہنا ہے۔طواف کرتے ہوئے عجیب حالت تھی،ایک دیوانگی سی تھی۔یہ سوچ کر کہ نجانے پھر کب قسمت یاوری کرے اور حاضری نصیب ہو۔اداس سا ہو جاتا ہوں۔اس آخری دن اللہ کے فضل سے حجراسود کے بوسے لینے کے خوب مواقع حاصل ہوئے۔حجراسود سے خوب سرگوشیاں ہوئیں اور اُس سے عرض کی کہ میں پھر آؤں گا۔

گردش دوراں کو ٹال کرانشاءاللہ۔

الوداع...... الوداع......اے حجراسود الوداع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اے مکہ......الوداع......الوداع

اے مرکز ملت......الوداع

جانے سے پہلے ایک وعدہ لینا چاہتا ہوں اے کعبہ تجھ سے...... ہاں اے بیت اللہ تجھ سے...... مجھے دوبارہ بلائے گا ناں اپنے پاس...... وعدہ کر اے میرے محبوب...... مجھے ایک بار پھر...... نہ نہ بلکہ بار بار بلانا......

یوں روتی آنکھوں اور بوجھل دل لیے طواف وسعی مکمل کر کے، اب چشم تر لیے یہاں بیٹھا ہوں، آج کا سارا دن حرم میں گزارنے کا پروگرام ہے۔ گھر واپس جانے، بچوں سے ملنے کا اشتیاق بھی ہے ......انتظار بھی ہے اور حرم پاک سے جدائی کا غم بھی۔

دُعا ہے کہ اپنے وطن میں بھی رب کریم اس طرح دن رات بسر کرنے کی توفیق دے کہ دل ودماغ اسی طرف لگا رہے۔ آمین

اللہ زندگی میں بار بار ایسے موقع پیدا کرتا رہے کہ یہاں کی حاضری ہوتی رہے۔

ثم آمین۔

آج صبح جدہ سے بذریعہ ٹیکسی یہاں آیا تھا۔ ٹیکسی میں ضلع منڈی بہاوالدین کے دو باسی اتفاقاً مل گئے۔ باہمی تعارف کے بعد خوب محبت سے ملے۔ میرا کرایہ بھی انھوں نے زبردستی ادا کیا۔ وہ سعودی عرب میں کام کرتے تھے اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ سعودی عرب کے حالات پر اور اُن کے ذاتی حالات پر گفتگو ہوئی اور وطن عزیز کی یادیں بھی تازہ ہوئیں۔ اللہ اُن کو خوش رکھے۔ ساڑھے سات بجے صبح ٹیکسی والے نے حرم پاک کے سامنے والے ٹیکسی اسٹینڈ پر اتار دیا۔ اس وقت سے لے کر ابھی ساڑھے دس بجے تک حرم کے راستوں پر، طواف کے پھیروں میں چشمہ زم زم پر جانے میں اور سعی کے چکروں میں پیدل چلا۔ پھر حلق کے لیے بازار جانے اور بازار سے پھر واپس آنے، پھر طواف کے پھیرے اور مسجد کے صحن اور برآمدوں میں دیوانہ وار چلت پھرت سب پیدل ہوئی۔ گویا تقریباً تین گھنٹے پیدل چلا تھا۔ اتنا زیادہ پیدل سفر کبھی نہ کیا تھا اس لیے اب ٹانگوں میں جان نہ رہی تھی۔ کمر میں شدید درد ہے، کمر درد (Backach) کا پرانا مریض ہوں جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



متواتر پیدل چلنے یا کھڑے رہنے سے بڑھ جاتا ہے۔لیکن اللہ کا فضل ہے کہ آرام کرنے سے ٹھیک بھی ہو جاتا ہے۔سابقہ دنوں میں،یعنی عمرے کے سفر میں جو،اب اختتام کو ہے،یہ درد اپنا آپ ظاہر کرتا رہا۔میں بھی ڈھیٹ بنا رہا اور یوں اللہ کے فضل و کرم سے بہ حسن خوبی یہ سفر ختم ہو رہا ہے۔

**الحمد للہ علیٰ ذٰلک و سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان العظیم**

❖❖❖❖❖❖❖

مسجد الحرام کے فرش کے بارے میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ یہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔دھوپ میں تپتا نہیں۔یہ ایک بہت بڑی سہولت ہے جو سعودی حکومت نے زائرین کرام کو فراہم کی ہے۔سامنے دیکھ رہا ہوں کہ کتنی شدید دھوپ ہے اور گرمی بھی جوبن پر ہے لیکن سینکڑوں لوگ بڑے اطمینان سے طواف کر رہے ہیں۔اگر نیچے فرش گرم ہوتا تو پھر اس وقت ننگے پاؤں طواف کرنا ممکن نہ ہوتا۔اگر آپ میں سے کسی کو لاہور کی بادشاہی مسجد میں جون جولائی کے مہینے میں نماز ظہر پڑھنے کا موقع ملا ہو تو آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ فرش کتنا گرم ہوتا ہے اور اس پر چلنا کتنا تکلیف دہ ہوتا ہے۔یہ نہیں تو کم از کم اپنے محلے کی مساجد کے صحن میں تو گرمی کے دنوں میں پیدل چلنے کا تجربہ ضرور کیا ہوگا۔تو میں جب بھی مطاف میں دن کو چلتا تو اُس انجینئر کو دعائیں دیتا جس نے یہ ٹھنڈا پتھر لگوایا تھا۔

یہ فرش کیوں ٹھنڈا ہے؟

کئی بار اس کے بارے میں سوچا،دوستوں سے بھی بات ہوئی،کوئی چیز سمجھ نہ آئی۔ایک خیال یہ تھا کہ فرش کے نیچے شاید کوئی (Treatment plant) نصب کیا گیا ہے جو فرش کو ٹھنڈا رکھتا ہے ایک خیال یہ تھا کہ شاید یہ کوئی قدرتی پتھر ہے جسے تلاش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔آج ایک ایسا اتفاق ہوا کہ اس سوال کا جواب مل گیا۔حرم پاک کے صحن میں دیکھا کہ مرمت کا کام ہو رہا ہے میں وہاں چلا گیا۔کچھ سلوں کو اکھاڑ کر اُن کی جگہ نئی سلیں لگائی جا رہی تھیں۔وہاں کام کرنے والوں میں ایک پنجابی مستری بھی مل گیا اُس سے بات چیت ہوئی۔اُس کے بقول صحن کا جو پتھر پیلا پڑ جائے اُس کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔کیونکہ اس میں ٹھنڈا رہنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔میرے پوچھنے پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اُس مستری نے بتایا کہ یہ قدرتی پتھر ہے جو یونان سے لایا جاتا ہے۔ وہاں اس کی کانیں ہیں جو ساری کی ساری سعودی گورنمنٹ نے حرم کے لیے خرید لی ہیں۔ بہر حال سلوں کے نیچے کوئی کولنگ سسٹم نہ تھا۔ خراب سلوں کو اکھاڑ کر نئی سلیں لگانے کا یہ کام کافی دیر تک دیکھتا رہا۔ اس دوران مشاہدہ میں مجھے یہ خیال آیا کہ پتھر کے کچھ ٹکڑے اس صاحب سے مانگ لوں اور وطن عزیز میں حرم کی نشانی کے طور پر لے جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ ہم کمزور ایمان کے لوگ ہیں نہ جانے اس پتھر کے ساتھ کیا کر بیٹھیں۔ کیونکہ یہ روایت ہے کہ اہل مکہ میں شرک کی ابتدا یہیں سے ہوئی تھی۔ اہل مکہ کی عادت تھی کہ جب کبھی وہ دور دراز کے سفر کو جاتے تو حرم کا کوئی سنگریزہ یا پتھر ساتھ لے جاتے۔ وطن سے دور یہ سنگریزہ انھیں وطن کی یاد دلاتا رہتا۔ پہلے پہل تو یہ پتھر محض حرم کی نشانی اور اُن کے پیارے وطن کا تحفہ تھا مگر آہستہ آہستہ یہ پتھر متبرک ہونے لگے ان کی تعظیم ہونے لگی اور ایک ایسا وقت بھی آیا کہ ان پتھروں کی پوجا ہونے لگی۔ ایک بار جب وہ توحید کی پٹڑی سے اترے تو پھر صدیوں تک ان بے جان پتھروں اور اپنے ہاتھ کی بنی مورتیوں اور رنگ برنگے بتوں کو ہی پوجتے رہے۔

یوں حرم کے یہ پتھر دین شرک کی ابتدا کا باعث بنے۔

جونہی یہ بات ذہن میں آئی تو بندہ نے ٹھنڈے پتھر کے ٹکڑوں کو اپنے وطن لے جانے کے خیال سے توبہ کر لی کیونکہ ہم کمزور لوگ ہیں نجانے کب عقیدت کو عبادت میں بدل بیٹھیں۔ دشمن ازلی کے بہکاوے میں آ کر ہم بھی کہیں شرک میں نہ پھنس جائیں۔ یہ خیال آتے ہی بندہ واپس پلٹ آیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۰ء

آج جمعہ مبارک کا دن ہے۔ حاجی فقیر محمد صاحب کے گھر میں ہوں۔ سرزمین حجاز کا آج ہمارا آخری دن ہے۔ رات گئے مکہ شریف سے واپس آیا تھا۔ بوجھل دل لیے بیت اللہ کو الوداع کہہ آیا تھا۔ کل سارا دن وہاں گزرا، ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں حرم پاک میں باجماعت ادا کیں۔ عمرہ کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور کئی بار طواف کے پھیرے لیے۔الحمدوللہ۔

وہاں کچھ تحائف بھی خریدے۔اگرچہ میرے نزدیک یہاں شاپنگ کرنا کوئی خاص عقلمندی نہ تھی کیونکہ ان مارکیٹوں میں جو کچھ مہیا ہے وہی سب کچھ اپنے ہاں کے بازاروں میں بھی (Avaiable) ہیں۔اگر آپ کی آمدنی روپوں میں ہے تو خریداری بھی روپوں میں ہی ہونی چاہیے اور ہاں اگر آپ کی آمدنی ریالوں میں ہے تو پھر شاپنگ ریالوں میں ہوسکتی ہے۔ریال کے لحاظ سے تو شاید یہ چیزیں سستی ہوں لیکن جب ان کی قیمت روپوں میں (Convert) کریں تو یہ چیزیں مہنگی ہو جاتی ہیں۔ایک باترجمہ قرآن مجید خریدا۔اس کا ہدیہ ۴۰ ریال تھا اگر تو یہ چالیس روپے کا ہو پھر تو یہ بہت ہی سستا ہے لیکن اگر اسے سولہ سے ضرب دیں تو یہ ۶۴۰ روپے بنتے ہیں تب یہ قرآن مجید بہت مہنگا ہے۔

کیونکہ وطن عزیز میں یہی قرآن مجید ۳۰۰ کا مل جاتا ہے۔اب آپ سوچیں کہ یہ تحفہ یہاں سے خرید کر لے جانے میں کون سی عقلمندی ہے۔چیزیں خریدتے وقت یا مول تول کرتے وقت میرے ذہن کا کمپیوٹر تو سولہ کا پہاڑہ ہی پڑھتا رہتا تھا ضرب تقسیموں میں ہی لگا رہتا تھا۔ریالوں کے روپے اور روپوں کے ریال ہی بنتے رہتے۔چاہے کا ایک کپ ایک ریال کا ملتا ہے گویا سولہ روپے کا، دو انڈے ایک ریال کے گویا آٹھ روپے فی انڈا۔پانی کی چھوٹی بوتل ایک ریال کی گویا سولہ روپے کی۔ اسی طرح آلو قیمہ کی ایک پلیٹ ۵ ریال کی ملتی ہے گویا اسی روپوں کی۔اب آپ خود اندازہ کریں کہ یہاں چیزیں سستی ہیں یا مہنگی۔

یہی حال دیگر چیزوں کا ہے۔عام آدمی کی ضرورت کی چیزوں کا تو یہی حال تھا خواص کا ہمیں پتا نہیں دوائیاں بھی ہمارے حساب سے مہنگی ہیں۔سونا شاید سستا ہو لیکن اجنبی دیس میں اس کی کوالٹی کا کیا اعتبار۔وہ خالص سونا یہاں کا سنار خالص نہیں مانتا تو میں اور آپ کیا کر سکتے ہیں۔بعض لوگ اس لیے بھی وہاں سے تحائف خریدتے ہیں کہ ان چیزوں کو حرم سے نسبت ہے اپنی سمجھ سے تو یہ بات بھی بالاتر ہے۔ایک چیز مثلاً ٹوپی، جائے نماز، تسبیح یا اس قبیل کا کوئی اور تحفہ بنتا تو چین یا کوریا میں ہے اب اگر وہی چیز آپ پاکستان سے خریدیں یا سعودی عرب سے کیا فرق پڑتا ہے۔مکہ مدینہ کے بازار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں آکر وہ چیزیں مقدس و متبرک کیسے ہو سکتی ہیں۔ مکہ مدینہ کا دوکاندار بھی بعینہٖ وہی طرز تجارت اور طرز کلام رکھتا ہے جو پاکستان کا دوکاندار۔ انارکلی لاہور اور مکے کے کسی بازار میں مجھے تو کوئی فرق نظر نہیں آیا۔ پھر نسبت کس بات کی۔ بہر حال اس سب کے باوجود بندہ بھی اس بھیڑ چال کا حصہ ہے لہٰذا بندہ بھی وہاں سے حسب توفیق تحائف خرید لایا۔ اُس وقت یہی ذہن میں تھا کہ بہر حال تحفے کا لینا دینا میرے آقا ﷺ کا اسوہ مبارک ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖

## بچوں کے نام:

جمعہ کا دن وطن واپسی کا دن ٹھیرا۔ واپسی پر کراچی رکنے کا پروگرام تھا۔ کراچی کے لیے رات گیارہ بجے کی فلائٹ تھی۔ حاجی فقیر محمد نے جدہ ائرپورٹ پر الوادع کہا۔ ان کے پاس بہت اچھا وقت گزرا تھا۔ اب تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

جہاز وقت پر روانہ ہوا اور صبح سویرے ساڑھے پانچ بجے کراچی ائرپورٹ پر اتر گیا۔ جہاں پر چھوٹے بھائی فاروق نے استقبال کیا۔

کس منہ سے کروں شکر ادا تیرا اے خدا
اک بندہ ناچیز کو گھر اپنا دکھایا

یہ تحریر بنیادی طور پر اپنے بچوں کے لیے لکھی ہے تاکہ وہ اس سے معلومات بھی حاصل کریں اور جذبہ شوق و محبت بھی، ہر باپ کی طرح میری دعاؤں اور آرزوؤں کا مرکز بھی میری اولاد ہے۔ رب تعالیٰ سے ان کے لیے جہاں دنیا کا سکون اور ضروریات زندگی کے لیے کسی کا محتاج نہ ہونا مانگا ہے۔ وہاں زیادہ تر ان کے لیے ہدایت، دین کی خدمت کی توفیق اور آخرت میں سرخروئی مانگی ہے۔ یہ تحریر حسن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انعام الرب، احمد مطیع الرب، احمد مطیع الرسول، حنانا مریم، محمد مطیع الرب، ناعمہ مریم اور سمیہ مریم کے نام ہے۔ یہ ان کی امانت ہے، اس کا ایک ایک لفظ ان کی محبت میں لکھا گیا ہے۔

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## پس نوشت:

قیام حجاز کے دوران میں سب سے اہم کام دعائیں کرنا ہوتا ہے۔ بندہ نے بھی اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا۔ دعاؤں میں بڑی دعا یہ تھی کہ میرے والدین کرام کو بھی اللہ کے اس گھر اور اس کے محبوب کے در کی حاضری نصیب ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنے دن یہ بندہ وہاں رہا اس بات پر شرمندہ رہا کہ مجھ سے پہلے یہ میرے والدین کا حق تھا کہ وہ حرمین کی زیارت سے مستفید ہوتے۔ بہرحال یہ میرا مقدر تھا کہ میں وہاں حاضر تھا تو اس دوران میں دعاؤں کا بیشتر حصہ مذکورہ بالا خواہش پر تھا میں واپس آ گیا، میرے لیے یہ کسی طور ممکن نہ تھا کہ دونوں بزرگوں کے لیے اخراجات فراہم کر سکتا، لیکن جلد ہی میرے آقا کریم نے میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور میرے والدین کے لیے سرزمین حجاز تک پہنچنے کی راہ ہموار ہوگئی۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔

میرے چھوٹے بھائی محمد فاروق صاحب اسٹیٹ بنک میں ریسرچ آفیسر ہیں۔ وہ امریکہ میں IMF کے ایک شارٹ کورس کے لیے منتخب ہوگئے۔ اس کے لیے حکومت نے انھیں جو اخراجات فراہم کیے اس سے اُس نے اندازہ لگایا کہ اس رقم سے وہ خود بھی اور اباجی بھی عمرہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اس نے ابا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جی کو تیاری کرنے کا کہہ دیا۔ چونکہ پاسپورٹ بنوانے، ویزہ لگوانے اور سفری ضروریات کو مہیا کرنے میں خاصا وقت لگے گا۔ اس لیے یہی ممکن تھا کہ فاروق امریکہ سے واپس جدہ آ جائے اور ادھر سے ابا جی جدہ پہنچ جائیں۔ یہ فیصلہ کر کے وہ روانہ ہو گیا اور ہم ابا جی کی تیاریوں میں لگ گئے۔ ابا جی محترم نے فرمایا کہ میں عمر کے اس حصے میں اکیلا اتنا لمبا سفر نہیں کر سکتا۔ وہ سانس کی بیماری میں مبتلا ہیں اُن کے لیے واقعی ہی یہ بات مشکل تھی۔ وہ کہنے لگے کہ تمھاری ماں کے بغیر میرے لیے یہ سفر تقریباً ناممکن ہے۔ اللہ کریم نے کچھ ایسا فضل و کرم کیا کہ میں نے اماں جی کے اخراجات کی ذمہ داری لے لی اور یوں دونوں کی تیاری ہو گئی۔ حالات کچھ اس طرز پر آگے بڑھے کہ بھائی کی امریکہ سے واپسی ادھر والدین کی سعودیہ روانگی کے نظام الاوقات میں ہم آہنگی ممکن نہ رہی۔

جس سے مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ میرے والدین کرام، اللہ کے ولی، بالکل سادہ اوران پڑھ دیہاتی بزرگ ہیں۔ وہ کہنے لگے ہم دیارِ غیر میں اکیلے کیسے رہیں گے؟ مناسک عمرہ کیسے ادا کریں گے۔ ہمارے ساتھ کوئی نہ کوئی بیٹا ضرور جائے۔ اتنے شارٹ وقت میں کسی بیٹے کے لیے تیاری ممکن نہ تھی میرے پاس پاسپورٹ تھا، ایک بار پہلے بھی سفر اختیار کر چکا تھا، زادِ راہ بھی موجود تھا مگر میں کلینک کے مسائل میں بری طرح پھنسا ہوا تھا۔ اللہ نے توفیق دی یہی فیصلہ کیا کہ کسی دوسرے چھوٹے بھائی کو موقع دوں۔ آخر قرعہ ایک ایسے بھائی کے نام نکلا جس کے لیے عام حالات میں اتنے زرِ کثیر والا کام کرنا ممکن نہ ہوتا۔ چنانچہ چھوٹے بھائی صابر کو تیار کیا بھلا عمرے کی آفر ہو، والدین کی خدمت کا موقع ہو ایک کی جگہ دو دو سعادتیں جمع ہو رہی ہوں تو کون انکار کر سکتا ہے۔ ویسے بھی ہمارا یہ بھائی سفر کا تگڑا ہے۔ اس نے بھلے وقتوں میں پاسپورٹ بنوا رکھا تھا جو آج اس کے کام آ گیا اور ویزے کے لیے جمع کرا دیا گیا۔

آدمی کچھ سوچتا ہے مگر میرا مالک کچھ کرتا ہے۔

ہم لوگ مسلسل جس تگ و دو میں تھے، وہ ایک بار پھر ناکام نظر آ رہی تھی۔ اب پھر یہ ہوا کہ صابر صاحب کے ویزے لگنے اور روانگی میں اور والدین کی روانگی میں ایک بار پھر ہم آہنگی نہ ہو سکی اور انھیں اکیلے ہی دیارِ حرم جانا پڑا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہ میرے مالک کا کرم تھا کہ یا تو چند ماہ پہلے عمرہ کے لیے میرے پاس ایک پائی بھی نہ تھی یا پھر یہ عیاشی میسر آئی کہ دیکھتے ہی دیکھتے میرے گھر کے چار افراد کو بلا بھیجا گیا۔ یہ محض ہم غریبوں پر رب کریم کا فضل ہے، احسان ہے۔

یہ ہماری کعبہ میں کی گئی دعاؤں کی قبولیت کا منظر ہے۔

**الحمد لله علىٰ ذٰلك و سبحان الله و بحمدہٖ سبحان العظیم**

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

## تڑپ:

یہ عام مشاہدہ ہے کہ سفر سے حجاز سے جو بھی واپس آتا ہے دوبارہ جانے کی تمنا میں رہتا ہے۔ یہ تڑپ میرے دل میں بھی تھی۔ ہر وقت کعبہ کے سامنے اور طابہ دل و دماغ پر قابض۔ انھی یادوں میں رہتا تھا۔ دل مچل مچل جاتا، کہ کون سا لمحہ ہو کہ اُڑ کر مدینے کی گلیوں میں پہنچوں، دوبارہ گھوموں پھروں چاہے ایک لمحے کے لیے ہی سہی۔ لیکن زمینی حقائق یہ تھے کہ پیٹ تھا اور اس کی مجبوریاں تھیں، کلینک تھا اور شب و روز تھے، اولاد تھی اور اُن کے مطالبات تھے!!

خوابوں کی دنیا کو آباد رکھنے کا ایک طریقہ یہ ڈھونڈا کہ مشاہدات و تاثرات کو قلمبند کرنا شروع کر دیا لکھنے لکھانے کا پہلے کوئی تجربہ نہ تھا، لیکن تڑپ تھی، جذبات تھے جو خود بخود الفاظ میں ڈھل رہے تھے کلینک کی مصروفیات سے جو وقت بچتا اسی کام میں صرف ہونے لگا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مصروفیت نے زندگی کا رخ ہی بدل کے رکھ دیا تھا۔ اس تحریر کے لیے مواد اکٹھا کرنا، اس کا مطالعہ کرنا، حاصل مطالعہ کو لکھنا، لکھ لکھ کے مٹانا، دوبارہ لکھنے میں ایسی لذت ملی کہ یہی زندگی کا نصب العین قرار پایا کہ دین کا علم حاصل کرنا ہے اور اُس پہ عمل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اور اُسی علم کو آگے پہنچانے کی جدوجہد کرنا ہے۔ خصوصاً میرے آقا محمد کریم ﷺ کی سیرت پاک کا مطالعہ زندگی کا موضوع بن گیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حجاز جانے کی تڑپ برقرار رہی۔اس تگ ودو میں، دل کی بے تابیاں بڑھتی گئیں۔کتاب تیار ہوتی رہی دینی علم میں اضافہ ہوتا رہا۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کلینک کی مصروفیت کے بعد جو وقت بچ رہتا اسی شغل میں میں صرف ہونے لگا۔ادھر مدینہ جانے کی آرزو جوان ہوتی رہی۔قابل ازیں کمپیوٹر سے بالکل واقفیت نہیں تھی۔اب اس حیرت انگیز سائنسی ایجاد سے استفادہ حاصل کرنے کا موقع پیدا ہو گیا تھا۔جو لکھتا اسے کمپیوٹر پر کمپوز کرتا جاتا۔اس طرح موضوع سے دلچسپی اور محبت نے نئے افق روشن کر دیئے۔یہ میرا مشغلہ بن گیا تھا۔کتاب مکمل ہوگئی، دوبارہ حجاز جانے کی آرزو جوان ہوگئی۔جس پیاس کو بجھانے کے لیے لکھنے لکھانے کا شغل اختیار کیا تھا، وہ مزید بڑھ گئی۔لیکن زندگی کے تلخ حقائق سامنے تھے۔

وسائل محدود اور مسائل لامحدود۔لیکن اللہ کا شکر ہے کہ جسم یہاں تھا اور روح مکہ مدینہ میں تھی۔سیّدی محمد ﷺ کی پیاری زندگی کا تذکرہ اور سیرت پاک کا مطالعہ آسودگی کا باعث رہا۔

الحمدوللہ!

کہ پھر بلاوا آ گیا، آج کل اس کی تیاریاں ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## تیاریاں:

کچھ تذکرہ اس دفعہ بلاوے کا بھی ہو جائے۔اس دفعہ بھی یہی ہوا کہ وسائل ایک آدمی کے جمع ہوئے تھے اور یہی سوچا کہ اس رقم سے اپنی زوجہ کو عمرہ کراؤں۔محترمہ عالمہ اور دین کی خادمہ ہیں۔اُن کی خواہشات اور جذبات کا بڑا لحاظ تھا۔لیکن ظاہر ہے کہ وہ محرم کے بغیر اکیلی تو نہیں جاسکتی تھیں اور اپنے لیے گنجائش بالکل نہیں تھی۔اس لیے ایک عرصے سے یہ معاملہ لٹکتا چلا آرہا تھا۔یہی ممکن تھا کہ اس کے بھائیوں سے بات کروں کہ ان میں سے کسی کا مستقبل قریب میں پروگرام بنے تو اسے بھی ساتھ لیتا جائے۔یہی بات سوچ کر ایک دن اس کے بڑے بھائی سے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رقم پس انداز ہو چکی ہے اس سے پہلے کہ وہ کسی اور مد میں خرچ ہو جائے آپ میں سے اگر کسی کا عمرے کا پروگرام بنے تو اپنی بہن مسرت کو بھی ساتھ لیتا جائے میں اخراجات ادا کر دوں گا۔ وہ کہنے لگے کہ آپ خود کیوں ان کے ساتھ نہیں جاتے، میں نے اپنی مالی کمزوری کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگے آپ تیاری کریں آپ کا خرچہ میرے ذمہ رہا۔ اُن کی اس پیش کش پر میں سوچ میں پڑ گیا کیونکہ پچھلے کچھ عرصے سے بعض وجوہات کی بنا پر میں نے خود سے عہد کیا ہوا تھا کہ خواہ کیسی ہی مالی پریشانی ہو اپنے کسی بھائی پر ظاہر نہیں کروں گا۔ ویسے بھی تجربہ یہی ہے کہ قرض محبت کو قطع کرتا ہے اور اگر یہ بھائیوں سے مانگا جائے تو کئی قسم کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ سسرالی رشتے داروں میں تو یہ معاملہ مزید احتیاط مانگتا ہے۔

اس لیے میں بہت محتاط تھا۔

لیکن اب کی بار میرا اللہ کریم مجھ پر پھر مہربان ہو رہا تھا تو میں انکار کیسے کرتا۔

یہ تو وہ چیز تھی جس کے لیے میں مدتوں سے تڑپ رہا تھا۔

اب جبکہ چانس مل رہا تھا تو پھر یہ انا کیسی اور احتیاط کیوں؟

چنانچہ میں نے فوراً ہاں کر دی۔

❖❖❖❖❖❖❖

## نادرا کے حضور:

اتفاق یہ ہے کہ ابھی چند روز قبل ہی میں اپنے دوست اشرف صاحب سے بات کر رہا تھا کہ یار میں نے نیا پاسپورٹ بنوانا ہے۔ آپ کو اس کا تجربہ ہے لہٰذا میری ہیلپ کریں۔ وہ کہنے لگے اس کی کیا ضرورت پیش آ گئی اور آپ کا سابقہ پاسپورٹ کہاں ہے۔ میں نے کہا کہ معلوم نہیں وہ کہاں ہے اور پاسپورٹ کی ضرورت اس لیے ہے کہ جانے کب وہاں سے بلاوہ آ جائے۔ وہ کہنے لگے کہ نیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پاسپورٹ تو ایسے نہیں بنتا۔ یہ جو سرکاری دستاویز ہوتی ہیں ان کو سنبھال کر رکھنا ہوتا ہے۔ نیا پاسپورٹ بنوانے کے لیے پرانے پاسپورٹ کی ضرورت ہوگی۔ آپ اُسے تلاش کریں اگر نہ ملا تو پھر پولیس میں رپورٹ کرنا ہوگی۔ انھوں نے کوئی لمبی اسکیم بتائی اور میں بس ہوں ہاں کر کے رہ گیا۔ چونکہ ابھی کوئی ایسی ایمرجنسی تو نہ تھی، مگر مجھے کیا خبر تھی کہ بلاوا آ رہا ہے۔ اب جب کہ عمرے پر جانے کا فیصلہ ہوگیا تو سب سے پہلے پرانے پاسپورٹ کی تلاش شروع ہوئی۔ خاصی تگ و دو کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ وہ کاغذات کے انبار سے نکل ہی آیا۔ خوشی ہوئی کہ ایک مصیبت سے تو جان چھوٹی۔ اب بیگم صاحبہ کا پاسپورٹ بنوانا تھا۔ اس سے قبل کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ بنوانا تھا کیونکہ اس کے بغیر پاسپورٹ نہیں بنتا۔

وطن عزیز میں آجکل یہ کام ''نادرہ صاحبہ'' کے ذمہ ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اب اس کے حضور حاضر ہونا تھا۔ نادرہ کی طرف سے فراہم کردہ تمام تر سہولیات کے باوجود ہمارے ہاں یہ ایک دقت طلب اور تکلیف دہ کام ہے۔ خاندان بھر کے کارڈز ہم نے پہلے ہی بنوا لیے تھے، لیکن اُن میں سے بیگم صاحبہ کا کارڈ غلط بن کے آیا تھا۔ تصحیح کرانے کے لیے بھیجا تو محکمے نے گم کر دیا۔ ہم نے کوئی پرواہ نہ کی کیونکہ عام طور پر ایک گھریلو خاتون کو اس کی کم ہی ضرورت ہوتی ہے۔ اب جب کہ ضرورت پڑی تو ہم نے محکمہ سے رجوع کیا۔ معلوم ہوا کہ پہلے تو اسی غلط کارڈ کی (Duplicate) کاپی بنے گی اس کے بعد اس کی تصحیح ہوگی۔ یہ ایک لمبا سفر تھا شروع کیا تو کئی طرح کی سفارشوں کے ساتھ اور مختلف تکلیف دہ مراحل سے گزرنے کے بعد ڈیڑھ ماہ میں مکمل ہوا اور یوں خدا خدا کر کے نادرہ کا یہ ہیرا ہمارے ہاتھ آیا۔ اب پاسپورٹ کی باری تھی۔ مزید ایک ڈیڑھ ماہ کی لیٹ کے لیے ہم ذہنی طور پر تیار تھے لیکن اللہ کا شکر ہے پاسپورٹ کے محکمے والوں نے چوبیس گھنٹوں کے اندر پاسپورٹ فراہم کر دیا اگرچہ اسکے لیے زیادہ پیسے خرچنے پڑے۔

سوچتا رہا کہ اگر یہی سہولت نادرہ والوں نے فراہم کی ہوتی تو کس قدر اچھا تھا۔ اس دوران جب شناختی کارڈ کی مہم درپیش تھی بندے نے دو کام کیے۔ ایک تو حج و عمرہ کے مسائل کی کتب کا ایک بار پھر مطالعہ کیا، اور اس کتاب کے مسودے کے پہلے حصے کو مکمل کیا اور اس پر نظر ثانی کی۔ گویا میں ایک بار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پھر عشق و محبت کی وادیوں میں گھوم رہا تھا۔ دوسرا کام یہ کیا کہ ٹریول ایجنٹ کا تعین کیا جس کے ذریعے ہم نے یہ سعادت حاصل کرنی تھی۔ یہ کام بھی آج کل کافی مشکل ہے کیونکہ ویزے کا حصول، ہوائی سفر اور مکہ مدینہ میں رہائشی سہولیات کا حصول کئی پیچ در پیچ مراحل پر مشتمل تھا۔ اس لیے کسی ذمہ دار اور قابل اعتماد ٹریول ایجنٹ سے واسطہ بہت ضروری تھا۔ اس مقصد کے لیے مختلف لوگوں سے معلومات حاصل کیں۔ کئی ایجنسیوں سے رابطہ کیا اور ان کی طلب کردہ رقم کا فراہم کردہ سہولیات کا جائزہ لیا اور آخر کار قرطبہ الجدید ٹریولز لاہور کو اپنا سفری ایجنٹ مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ ساری بات اعتماد کی ہوتی ہے۔ اور ہمیں برادرم ارشد جاوید کے طریقہ کار اور ان کی شخصیت پر اعتماد ہو گیا۔ کیونکہ زمانہ طالب علمی میں وہ اس تنظیم کے قائدین میں سے تھے جس کے ساتھ ہمیں اپنے زمانہ طالب علمی میں تعلق کا شرف حاصل رہا تھا۔ ہماری مراد اسلامی جمعیت طلبا سے ہے۔ اس شجر سایہ دار کی گود میں چند سانسیں ہم نے بھی لی تھیں۔ ارشد جاوید بھائی سے بس یہ تعلق اعتماد کا باعث بنا۔ ارشد بھائی کی کوششوں اور اللہ کریم کی مہربانیوں سے ویزہ لگ گیا، سعودی ائر لائن کی ٹکٹیں کروالیں اور ۹ ستمبر ۲۰۰۴ء حجاز میں حاضری کا دن ٹھہرا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# قند مکرر

سعودیہ ائیر لائن کے ایک بڑے جہاز کے ذریعے ہم جدہ پہنچے۔سعودیہ ائیر لائن کا نام تو بڑا سنا تھا لیکن ہمارا یہ سفر کسی بھی لحاظ سے متاثر کن نہ تھا۔جہاز کی ساخت اور آراستگی میں عملے کی خوش اخلاقی اور برتاؤ میں پرواز کے وقت کی پابندی اور جہاز کی سبک رفتاری میں کوئی غیر معمولی پن نظر نہ آیا ،سیٹیں تنگ اور غیر آرام دہ تھیں ۔مہمانداری اور میزبانی میں بھی کوئی خاص دلکشی نہ تھی ۔ جہاز میں بیٹھتے ہی اندازہ ہو گیا کہ اللہ کریم کے دربار میں حاضری کا یہ سفر یقیناً مشقت بھرا ہوگا۔اس لیے سیّدی خیر البشر ﷺ کی وہ پیاری دعائیں بار بار یاد آتی رہیں جو میرے آقا علیہ السلام، حج وعمرہ کے سفر پر روانہ ہوتے وقت پڑھا کرتے تھے۔اے اللہ میں نے سفر حج وعمرہ کا ارادہ کیا ہے، اسے میرے لیے آسان بنادے اور تنگیوں اور مشکلات سے بچالے۔یہ عمرہ کے لیے اسپیشل فلائٹ تھی۔مسافروں کی اکثریت کا تعلق ہمسایہ ملک چین سے تھا۔لیکن افسوس کہ ہم دونوں ایک دوسرے کی زبان سے آشنا نہ تھے۔اس طرح آغاز سفر میں ہی اندازہ ہو گیا کہ سفر بور ہی گزرے گا۔سات بجے صبح کی فلائٹ تھی تین بجے رات ائر پورٹ پہنچنا تھا اور یوں ساڑھے بارہ بجے رات گھر سے نکلے گویا ساری رات آنکھوں میں کاٹی ۔نماز فجر لاہور ہوائی مستقر کے لاؤنج میں ادا کی ۔احرام بھی وہیں سے باندھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



البتہ جہاز کی روانگی پر ہی عمرہ کے لیے نیت کی اور تلبیہ کے کلمات ادا کیے۔ایک ہموار اور پر سکون اڑان کا لطف لیتے ہوئے، پونے بارہ بجے دن بمطابق پاکستانی ٹائم، حج ٹرمینل پر جا اترے۔حج ٹرمینل حقیقت میں ایک الگ مگر مکمل ائیر پورٹ ہی ہے۔جو حج وعمرہ کی پروازوں کے لیے مخصوص ہے۔وسیع وعریض رقبے پر پھیلا ہوا یہ حج ٹرمینل دور سے خیموں کی ایک بستی دکھائی دیتا تھا۔سفید رنگ کے بڑے بڑے اور اونچے اونچے خیمے تنے ہوئے تھے جو اہل عرب کی بدویانہ ثقافت کی بخوبی نمائندگی کرتے ہیں۔ان خیموں کے نیچے مختلف، عمارتیں۔دفاتر، انتظار گاہیں، شاپنگ سینٹر، جنرل سٹور، گرز کا ہیں اور باتھ رومز تعمیر کئے گئے ہیں۔عمارت کے ڈیزائن میں جتنی جدت اور عمدگی ہے آرائش اور آسائش میں اتنی ہی کمی ہے۔

خیال تھا کہ اتنے بڑے(Event) کے لیے چونکہ الگ سے ایک ٹرمینل بنایا گیا ہے تو یقیناً جدید ترین آسائشات اور سہولیات سے مزین ہوگا لیکن وہاں پہنچ کر مایوسی ہوئی۔یہاں تو ایک قسم کا صحرائی اور نیم ترقی یافتہ ماحول تھا جس میں حجاج اور زائرین کرام کو خوار کرنے کا کافی اہتمام تھا۔صفائی کا نہایت ناقص انتظام ہے۔ابھی تو اکا دکا فلائیٹس آجا رہی تھیں۔حج کے زمانے میں کیا حال ہوتا ہوگا ٥تصور کر کے بھی دل کانپ گیا، نماز پڑھنے کا بھی کوئی عمدہ انتظام نہ تھا۔حج وعمرہ ایسی اعلیٰ عبادت کے لیے آنے والے لوگوں کی ائیر پورٹ پر ہی نمازیں قضا ہو جانے کے لیے ہر طرح کی سہولت تھی۔پھر بھی اگر کوئی ڈھیٹ حاجی اپنی نمازیں ادا کر لے تو اس کی ہمت ہے اس میں سعودی حکومت کا کوئی قصور نہیں!!!

امیگریشن کی جانچ پڑتال کے بعد سعودی وقت کے مطابق بارہ بجے دن باہر آئے۔اگر چہ دو گھنٹوں کا طویل وقفہ، امیگریشن والوں کے حضور گزرا، لیکن وقت کے فرق کے باعث ہم بارہ بجے پر ہی اٹکے رہے۔گویا ہوائی جہاز کی لینڈنگ سے لے کر ائیر پورٹ سے باہر آنے تک ہمارا کوئی لمحہ ضائع نہیں ہوا۔پاسپورٹ اور ٹکٹیں، باہر کھڑے معلم کے آدمیوں نے لے لیں اور ہمیں ایک طرف انتظار گاہ میں بٹھا دیا گیا۔ظہر کی اذان بلند ہوئی، انتظار گاہ میں ایک طرف کو بچھی صفوں پر نماز ظہر ادا کی۔خاصی دیر بعد معلم کی سواریاں پوری ہوئیں اور اس نے ہمیں ایک وین میں سوار کرایا۔اگر چہ وین کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اے سی چل رہا تھا لیکن باہر اتنی گرمی تھی کہ وہ اس ایئر کنڈیشنر کو مات دے رہی تھی۔ بندہ اگرچہ شروع سفر سے ہی، وقفے وقفے سے **لبيك اللهم لبيك** کی صدا بلند کر رہا تھا، لیکن عشق ومحبت کا وہ ماحول نہ بن سکا نہ جہاز کے اندر نہ ہی وین میں جو اس قسم کے مقدس سفر کا تقاضا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سارا راستہ مجھے اس چیز کی پریشانی رہی۔ یہ کوئی عام دنیاوی سفر نہیں ہوتا بلکہ اعلیٰ ترین روحانی سفر ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہم لوگ اس بات پر کوئی توجہ نہیں کرتے۔ حج وعمرہ اب تو فیشن بنتا جا رہا ہے۔ یہ بھی مال ودولت کی نمائش کا ایک ذریعہ اور غرورِ تقویٰ کی علامت قرار پا رہا ہے۔ اللہ کریم ہم سب کو معاف فرمائے۔ آمین!!

❖❖❖❖❖❖❖❖

## کعبہ میرے سامنے:

رات بھر کے جگراتے، جہاز کی سیٹوں کی تکلیف دہ بناوٹ اور ماحول کی اجنبیت کے باعث، بیگم صاحبہ کی طبیعت میں اضمحلال پیدا ہو گیا اور وہ ہوٹل تک پہنچتے پہنچتے بالکل نڈھال ہو گئیں۔ راستے میں ویگن پر بیٹھتے ہی کہنے لگیں کہ؛ کیا خیال ہے اگر ہم عمرہ کے مناسک عشا کے بعد ادا کریں۔ یہ سن کر میرا ماتھا ٹھنکا۔ میں نے سوچا؛ یا اللہ خیر یہ کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی بندی آخر اتنی ہم کیوں اللہ کے گھر سے دور رہیں، کہنے لگی کہ طبیعت خراب ہے، سر میں شدید درد ہے۔ میں چاہتی ہوں ہوٹل میں جا کر تھوڑی دیر آرام کر لوں۔ وہ تو شکر ہے کہ بندہ ایک ڈاکٹر ہے اور ضروری دوائیں بھی ہمارے پاس تھیں۔ کیونکہ مجھے اُن کی طبیعت کا اندازہ تھا۔ ہوٹل کے کمرے میں پہنچتے ہی وہ تو یہ کہہ کر بستر پر دراز ہو گئیں کہ سر میں شدید درد ہے اور سارا جسم دکھ رہا ہے اور متلی کی سی کیفیت ہے۔ میں نے انھیں مطلوبہ انجکشن لگایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پندرہ منٹ میں ہی ہشاش بشاش ہو گئیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا اتنے میں حرم سے عصر کی اذان بلند ہوئی اور ہم سوئے حرم روانہ ہوئے۔ ہمارے پہنچتے پہنچتے جماعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کھڑی ہوگئی۔باب عبدالعزیز کے باہر صحن میں ہی جماعت میں شامل ہو گئے۔اگر چہ اردگرد کی بلندو بالا عمارتوں کا سایہ تو مسجد کے صحن میں پڑ رہا تھا لیکن فرش بہر حال گرم تھا۔نماز کے بعد فیصلہ کیا کہ پہلے کچھ لذت کام ودہن کا بندوبست کیا جائے۔اس کے بعد عمرہ ادا کیا جائے۔کیونکہ صبح سے بھوکے تھے۔خاص کر چائے کی بڑی حاجت تھی۔قریبی بازار میں ہی ہمیں مطلب کی چیزیں مل گئیں۔پیٹ پوجا سے فارغ ہونے کے بعد ہم سوئے کعبہ روانہ ہوئے۔باب عبدالعزیز سے حرم پاک میں داخل ہوئے۔طویل برآمدے طے کرتے ہوئے چند ہی لمحوں بعد...... ایک بار پھر...... کعبہ مکرمہ میرے سامنے تھا...... کعبہ تو دیکھنے تک تو مجھے سب یاد تھا کہ کون سی دُعا پڑھنی ہے اور کب پڑھنی ہے ...... لیکن جب کعبہ شریف پر نظر پڑی تو سب کچھ بھول گیا۔

اب زبان...... ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

عقل تو حاضر تھی...... مگر جذبات...... آنسو...... سسکیاں...... بے خود کیے دیتی تھیں۔ہوش قائم تھے لیکن کوئی دُعا نکل نہیں رہی تھی...... اور نہ ہی کوئی آرزو الفاظ کا جامہ پہن رہی تھی۔بس شکرانے اور الحمد کے ترانے انگ انگ سے پھوٹ رہے تھے۔

میرے کریم آقا نے اپنے اس گنہگار بندے کو...... عاصی اور خطا کار بندے کو...... ایک بار پھر ...... اپنے دروازے پر بلایا تھا...... اپنا مہمان بنایا تھا۔

الحمدوللہ!!

میں نے بس کعبہ شریف کو تکے جا رہا تھا۔

یہی سوچ رہا تھا کہ جب اس نے بلایا ہے تو یقیناً بن مانگے ہی دے گا تو سہی!!

سبحان تیری قدرت!! میں ایک بار پھر بلایا گیا، من آنم کہ من دانم!!

کعبے شریف کی طرف چلنا شروع کیا۔

اردگرد نگاہ ڈالی تو چاروں طرف خوش نصیب نظر آئے۔

بیت اللہ کا طواف جاری تھا، ہم بھی نیت کر کے بیت اللہ کے گرد چکر لگانے والوں میں شامل ہو گئے۔

طواف کے بعد صفا مروہ کی سعی کی۔میرے لیے اگر چہ کوئی چیز بھی نئی نہ تھی۔لیکن مزہ اور ہر لطف ہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بار نیا ہوتا ہے۔ ہر سرور نیا اور ہر آن نئی شان تھی۔ خیال تھا کہ پہلی حاضری کی سی کیفیات نہ ہوں لیکن طواف وسعی کی کیفیات میں فرق آ بھی کیسے سکتا ہے۔ جب نہ احتیاجات میں کوئی کمی ہوئی تھی نہ آرزوئیں اور خواہشیں کم ہوئی تھیں اور نہ ہی رب کریم کے خزانوں میں کوئی کمی ہوئی تھی۔ تو پھر اس سے مانگنے میں کمی کیوں ہوتی۔

بندہ جب کب تک اپنے کریم آقا سے مانگنے سے بے نیاز ہوسکتا ہے؟

منگتا ہونے کا احساس ہی طواف وسعی کی کیفیات کو جنم دیتا ہے۔

اور اللہ کا شکر ہے کہ بندہ ایک بار پھر ان کیفیات سے لذت آشنا ہو رہا تھا۔

دعائیں، التجائیں، آہ وزاریاں سب جاری تھیں۔

اپنے اللہ کے حضور اپنی خواہشات کو پیش کر رہا تھا۔ اپنے گناہوں کی پنڈ کو اللہ کے حضور کھول رہا تھا اور ایک ایک کوتاہی پر معافی طلب کر رہا تھا۔ مغفرت طلب کر رہا تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖

## بتیس روپے:

سعی مکمل ہوئی تو اب تکمیل عمرہ کا آخری لازمہ رہ گیا تھا یعنی سر منڈوانا۔ پہلے بیگم صاحبہ کی لٹ کٹوانے کا سوچا کہ یہ آسان کام تھا۔ اس کام کے لیے قینچی تو ہم گھر سے ہی لائے تھے مگر لاہور ائیر پورٹ پر زنانہ پولیس نے ہمارے سامان سے ''اس خطرناک ہتھیار'' کو برآمد کر لیا تھا۔ وہ تو شکر ہے کہ انھوں نے ہمارے احرام کا احترام کیا ورنہ کیا پتا کہ وہ ہمیں دہشت گردی کے الزام میں ہی دھر لیتے۔ کہ ہمارے ہاں آجکل یہ عام فیشن ہے۔ بہر حال اب مروہ پر کھڑے ہو کر ہمیں قینچی کی تلاش تھی۔ دور کھڑے ایک نوجوان کے ہاتھ میں قینچی دیکھی تو بڑے اشتیاق سے اس کی طرف بڑھا کہ اُس سے مستعار لے کر اپنا کام چلا سکوں اور دل ہی دل میں اسے دعائیں دینے لگا کہ کیسے موقع پر وہ یہ نادر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چیز لیے کھڑا ہے۔اللہ کے مہمانوں کی خدمت کر رہا ہے۔مجھے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر اُس نے دور سے پکارا! تین ریال، گویا اڑتالیس روپے، صرف ایک آدھ سیکنڈ کے لیے قینچی مستعار لینے کی فیس۔ ہم نے اونہہ کر کر اس سے منہ موڑ لیا۔ایک اور نوجوان نے ہمیں مایوس آتا دیکھ کر دو ریال کی آفر کی۔ ادھر سے مغرب کی اذان بلند ہوئی، موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے ہم نے اس کی آفر کو قبول کر لیا۔یوں مبلغ بتیس روپے نصف جن کے سولہ روپے ہوتے ہیں ہم نے بیگم کی لٹ کٹوانے کے ادا کیئے، اس موقع پر اپنا وطن خوب یاد آیا جہاں بتیس روپے حق مہر ادا کر کے ایک مکمل بیوی لے آئی جا سکتی ہے۔اس زر کثیر کے صرف ہو جانے کے غم میں بیگم صاحبہ کو عمرہ کی مبارک دینا بھی بھول گیا۔نماز کی ادائیگی کے لیے صفوں میں آ گئے۔اس دن امام صاحب نے آیت الکرسی کی تلاوت کی اور دل موہ لیا۔آج کی ساری تھکاوٹ دور ہو گئی کہ کیا سحر ہے قاری سدیس صاحب کی آواز میں!!

❖❖❖❖❖❖❖❖

## اور راستہ کھو گئے:

نماز کے بعد، میں نے اپنا عمرہ مکمل کرنا تھا، اب ٹنڈ کرانے کی باری میری تھی تاکہ ادھورا عمرہ مکمل کیا جا سکے۔بیگم صاحبہ کو حرم میں ایک جگہ بٹھایا اور یہ تاکید کی کہ یہاں سے نہیں ہلنا اور خود حرم سے باہر آ گیا حرم سے باہر آتے ہی حجام کے ایک ایجنٹ نے گھیر لیا اُس کے سیلون سے پانچ ریال کے عوض اپنے سر پر استرا چلوایا اور ہمارا عمرہ بھی مکمل ہو گیا۔

**الحمد و للہ علیٰ ذٰلك .**

پھر کابینہ (PCO) سے گھر فون کیا۔بچوں کو اپنی خیر خیریت سے آگاہ کیا، اتنے میں عشا کی نماز کا وقت ہو گیا، نماز ادا کر کے بیگم کو تلاش کیا، شکر ہے کہ طے شدہ جگہ پر موجود تھی۔اب ہم ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے۔جسم خوب تھکے ہوئے تھے، ٹانگیں چلنے سے انکاری ہو رہی تھیں، دل چاہتا تھا کہ اُڑ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوٹل پہنچ جائیں لیکن ہوٹل تھا کہ آہی نہیں رہا تھا۔ پتا چلا کہ ہم راستہ بھول چکے ہیں۔ ہم کہاں ہیں اور کہاں جانا ہے کچھ پتا نہ تھا۔ یہاں پر راستہ بھول جانا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ اس خطرے کا مجھے پہلے سے علم تھا ہوٹل آتے ہوئے میں نے بیگم سے کہا بھی تھا کہ راستے کی نشانیاں اچھی طرح یاد کرلو کہ یہاں پر اکثر لوگ راستہ بھول جاتے ہیں۔ ہم دونوں نے اس کی کوشش بھی کی، لیکن ہوا یہ کہ آدھا راستہ طے کر چکے تو عصر کی نماز کی جماعت کے لیے تکبیر بلند ہوئی حرم میں یہ ہماری پہلی نماز تھی اس لیے ہم بھاگ کھڑے ہوئے۔ رش بھی بہت زیادہ تھا، مسجد حرام کے باہر والے صحن میں ہی جماعت میں شامل ہوگئے، نشانیاں وغیرہ سب کافور ہوگئیں۔ آخری نشانیاں جنھیں بعد میں واپس آتے ہوئے پہلی نشانیاں بننا تھا وہ ہم رکھ نہ سکے۔ پھر عشا تک حرم کے اندر ہی رہے، اب جب نکلے تو کچھ یاد نہ تھا۔ بس اتنا پتا تھا کہ باب عبدالعزیز کی طرف سے حرم میں داخل ہوئے تھے۔

ایک اندازے سے اس سمت کو چل پڑے، کچھ دور جا کر پتا چلا یہ راستہ تو غلط ہے، واپس پلٹے، پھر دوسری سمت کو چل پڑے، وہ بھی غلط ثابت ہوئی، اب تو سخت پریشانی ہوئی۔ چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ہوٹل کا کارڈ نکالا، جو اتفاق سے آتے ہوئے ہوٹل مینیجر سے لے لیا تھا۔ ابھی وہ کارڈ نکالا ہی تھا کہ ایک نورانی شکل والے، سفید پوش بزرگ نکل آئے۔ اُس بزرگ نے ہماری پریشانی کا اندازہ لگا لیا۔ انھوں نے خود ہی ہم سے دریافت کیا کہ ہاں بھائی کیا راستہ بھول چکے ہو؟ ادھر لائیے کارڈ میں دیکھوں کہ آپ نے کہاں جانا ہے۔ اجنبی دیس میں اپنی زبان بولنے والے اس بزرگ کی موجودگی نے حوصلہ دیا۔ میرے ہاتھ سے کارڈ لے کر دیکھا اور کہا: اچھا تو آپ نے شاہراہ ابراہیم پر جانا ہے، آپ تو بہت دور نکل آئے ہیں، پھر انھوں نے ہمیں راستہ سمجھایا اور غائب ہوگئے۔ ہم واپس پلٹے اور اُن کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے جلد ہی ہمیں وہ نشانیاں بھی نظر آگئیں جو ہم نے آتے وقت یاد کیں تھیں۔ اس طرح قریباً ایک گھنٹا خوار ہونے کے بعد ہم ہوٹل پہنچ گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

**الحمد اللہ الذی ھدانا لھذا سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان العظیم**

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## اشتراکیت:

ہمارے لڑکپن اور جوانی کے زمانے میں دنیا میں اشتراکی فلسفے کا بڑا زور تھا۔وطن عزیز میں بھی اس کا بڑا چرچا تھا۔سوشلزم یا اشتراکیت کو مذہب دشمن یا سلام دشمن سمجھا جاتا تھا۔اُس وقت دنیا دو قطبی (bipolar) تھی۔یعنی دو سپر پاورز تھیں ایک روس دوسرا امریکہ، روس اشتراکی فلسفے کا علمبردار ملک تھا اور امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کا علمبردار۔سوشلزم کے حامی لوگ بائیں بازو کے لوگ کہلاتے تھے اور اُن کے مخالفین کو دائیں بازو کے لوگ کہا جاتا تھا۔وطن عزیز میں بائیں بازو کے لوگ عرف عام میں ''سرخے'' کہلاتے تھے۔جس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ سرخ رنگ انقلاب کی علامت سمجھا جاتا ہے اور یہ لوگ بزعم خود انقلابی کہلاتے تھے۔اس لیے انھیں سرخے کہا جانے لگا۔اُن کے مقابلے میں دائیں بازو کے لوگ ہم بھی جن کا حصہ تھے، ''سبز ہے ایشیا سبز ہے'' کے نعرے لگایا کرتے تھے۔ ہمیں یہ سمجھایا گیا تھا کہ بائیں بازو کے لوگ مذہب بیزار اور دین دشمن ہیں لہٰذا ان کے خلاف جہدوجہد کرنا ہمارے دین وایمان کا حصہ ہے۔اور یوں ہماری جوانی دائیں بائیں کی اس لڑائی کی نظر ہوگئی۔حتیٰ کہ اشتراقی فلسفہ روس میں اپنی موت آپ ہی مر گیا اور آج کے نوجوان کے لیے یہ محض ایک کہانی رہ گئی ہے۔اشتراکیت یا سوشلزم سے مراد ایسا نظام حکومت تھا جس میں تمام وسائل مملکت سب شہریوں کی مشترک ملکیت ہوتے ہیں۔حکومت ان وسائل کی محض نگران اور امین ہوتی ہے۔ہر شہری کو کام کرنا چاہیے اور اس کے بدلے میں روٹی کپڑا اور مکان ایسی بنیادی ضروریات انھیں حکومت فراہم کرے گی۔اس سے زیادہ نہ کسی کے پاس کچھ ہوگا اور نہ اس کی ضرورت ہوگی۔نظری طور پر تو یہ خیال بہت سہانا دکھائی دیتا ہے لیکن جب روس میں اس نظریے کو عملی شکل دی گئی تو بدترین انسانی استحصال نے جنم لیا جس کے نتیجے میں چند ہی سالوں میں سارا نظام تلپٹ ہوکر رہ گیا۔یہ نظریہ بنیادی طور پر انسان کی فطری آزادی اور اس کی خواہش ملکیت کا دشمن ثابت ہوا،عمرے کے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مبارک سفر میں ہمیں یہ اشترا کی فلسفہ کیسے یاد آ گیا؟ ہمارے سفری ایجنٹ نے روانہ ہوتے وقت ہمیں جو پروانہ پکڑایا اُس پر لکھا ہوا تھا کہ مکہ مدینہ میں ہماری رہائش گاہ (Sharing) ہوگی، یعنی اشتراک ہوگا یا وہ مشترک ملکیت ہوگی۔ اس لفظ اشتراک سے مجھے اشترا کیت یاد آ گئی۔ کہ اس میں بھی لوگوں کو کچھ اس قسم کی ناگوار صورت حال کا سامنا کرنا پڑا جس طرح کی صورت حال کا سامنا ہمیں اس مشترک رہائشی منصوبہ میں پیش آیا۔ اُس وقت تو میں نے اس لفظ شیئرنگ پر زیادہ غور نہ کیا تھا اور اس خوش فہمی میں رہا کہ مکہ مدینہ میں ہمارے سب سے مشکل مسئلہ یعنی رہائش کا حل کاغذ کے اس پرزے میں ہے۔ اب مکہ شریف میں آ کر شئرنگ کے اس لفظ کی تعبیر جب میرے سامنے آئی تو میں سر پیٹ کر رہ گیا۔

اگر لاہور میں ہی مجھے بتا دیا جاتا کہ آپ کے کمرے میں چھ آدمی اور بھی ٹھہریں گے تو میں کبھی بھی اس اشتراک کو پسند نہ کرتا۔ چاہے دو آنے زائد لگ جاتے، کمرہ علیحدہ لیتا۔ یہ بات کیسے ممکن ہے کہ ایک پردہ دار خاتون کا ساتھ ہو اور ایک ایسے کمرے میں رات گزاری جائے جہاں کئی ایک اجنبی مرد بھی موجود ہوں۔ اصل پرآبلم بیوی کا ساتھ تھا جن کے ہوتے ہوئے کمرے میں شیئرنگ ایک اجنبی تصور تھا۔ میں جو کہ ہمیشہ بانٹ کے کھانے اور اپنے وسائل میں دوسروں کو شریک کرنے کا حامی رہا ہوں۔ آج اس اشتراک پر پریشان تھا۔ اشترا کیت اپنے پورے بھدے روپ میں میرے سامنے تھی۔ میرے لیے یہ بات سوہان روح تھی ہی مگر میری بیوی کے لیے تو یہ چیز کسی عذاب سے کم نہ تھی وہ ایک (Strict purdah observing) خاتون ہیں جس کے باعث انھیں ہر حال میں نقاب و حجاب میں رہنا پڑ رہا تھا باہر بھی اندر بھی، دن کو بھی رات کو بھی۔۔ لیکن اب کیا کر سکتے تھے سوائے صبر کے کوئی چارہ نہ تھا۔

صبر اور برداشت ہی اس سفر عمرہ کا اصل سبق ہے، لیکن حالات سے فوری سمجھوتا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ ناموزوں حالات، انسانی طبائع پر اپنے بد اثرات چھوڑے بغیر نہیں رہتے۔ سب سے پہلے نفسیاتی کیفیت تبدیل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی جسمانی عوارض لاحق ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس سے قبل کہ میری بیوی پر اس طرح کا کوئی اثر ہوتا میں نے صورتحال کو بدلنے کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ اصل حل تو یہی تھا کہ ہم ہوٹل بدل لیتے لیکن مالی یہ اعتبار سے اپنی پہنچ سے باہر تھا۔ فوری حل تو یہ تلاش کیا کہ زیادہ سے زیادہ وقت حرم پاک میں گزارا جائے۔ اور الحمد وللہ یہ چیز بڑی سکون آور اور فرحت انگیز تھی۔ دوسرا حل یہ تھا کہ اہل اشتراک سے تقسیم اوقات اور باہمی ایڈجسٹمنٹ کر لی جائے۔ لیکن اس کی نوبت ہی نہ آئی اور اللہ کریم نے ہمارا مسئلہ اس خوبی سے حل کیا کہ میرے وہم وگمان میں نہ تھا۔

**واما بنعمت ربك فحدث۔**

اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو کے حکم کے تحت تفصیل اس اجمال کی ذیل میں درج ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## میرے محسن:

اب آپ میرا مسئلہ سمجھ گئے ہوں گے۔ مجھے عبادت کے اس زمانے میں جو پریشانی لاحق تھی اُس کا کچھ کچھ اندازہ آپ کو ہو گیا ہوگا۔ اگر کوئی آدمی بغیر میرے کہے خود ہی میری اس پریشانی کو حل کر دے تو میں اسے کیا کہوں۔ یہی نا کہ وہ میرا محسن اعظم ہے۔ آیئے یہاں میں آپ کو ایک ایسے محسن سے متعارف کراتا ہوں۔ جب ہم اپنے گھر سے عمرہ کے لیے روانہ ہونے لگے تو بیگم صاحبہ نے ایک پیکٹ پکڑایا کہ یہ بھی ساتھ لے کر جانا ہے وہاں مکہ میں ایک صاحب کو پہنچانا ہے۔ سارا سامان پیک ہو چکا تھا، ویسے بھی مجھے سفر پر زیادہ سامان لے جانا مناسب نہیں لگتا، جھنجلاہٹ اور غصے سے کہا دور پھینکو ہم یہ نہیں لے جا سکتے۔ وہ کہنے لگی کہ یہ پیکٹ ایک ایسے آدمی نے دیا ہے جس کو میں انکار نہیں کر سکتی۔ یہ تو لے جانا ہی ہوگا۔ یہ پیکٹ محترمہ کی ماموں زاد بہن نے دیا تھا جس کا نام سن کر میں بھی قدرے نرم پڑ گیا۔ یہ گجرات کی مشہور مٹھائی کا پیکٹ تھا جو وہ صاحبہ اپنے بہنوئی کو تحفتاً بھیجنا چاہتی تھیں۔ یہ پیار اور احترام کے رشتے ہوتے ہیں اس لیے ان کی خدمت کر کے مجھے خوشی ہوتی۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیے میں آمادہ تو ہو گیا لیکن بیگم سے کہا کہ سنا ہے کھانے پینے کی چیزیں ائیر پورٹ والے روک لیتے ہیں۔وہ کہنے لگیں کہ چلو ہم لے چلتے ہیں اگر انھوں نے نہ جانے دیا لاہور سے واپس بھجوا دیں گے میں اس کو یہیں سے واپس نہیں کر سکتی۔یوں یہ پیکٹ ہم ہاتھوں میں اٹھائے سینے سے لگائے مکہ شریف جا پہنچے۔اب مسئلہ اسے پہنچانے کا تھا۔اب اللہ کریم کی شان ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

**وعسیٰ ان تکرھو اشیئاً و ھوا خیر لکم ،و عسیٰ ان تحبو شئیاً وھو شر لکم ، واللہ یعلم وانتم لا یعلمون ۔(البقرۃ۲:۲۱۶ )**

ترجمہ؛

''ہوسکتا ہے ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور وہی تمھارے لیے بہتر ہو۔اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمھارے لیے بری ہو،اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

دوسرے دن میں نے ممتاز صاحب کو جن کا وہ پیکٹ تھا فون کیا اپنا تعارف کرایا۔فون پر اُن سے جو تھوڑی بہت گفتگو ہوئی اُن کے انداز سے میں نے یہ تصور قائم کیا کہ وہ ایک ملنسار اور محبت کرنے والے آدمی ہیں۔اس سے قبل تو ہماری اُن سے کوئی جان پہچان نہ تھی۔انھوں نے اپنا جو پتا سمجھایا بندہ کچھ دیر بعد وہاں پہنچ گیا،وہ بڑے تپاک سے ملے،ان سے گفتگو بڑی دلچسپ رہی۔حال احوال ہوتے رہے،فون پر گفتگو سے ہی جو میں نے ان کی شخصیت اور مزاج کا اندازہ لگایا تھا وہ اس سے کہیں بڑھ کر خلیق ثابت ہوئے۔وہ حرم سے قریب ہی ایک رہائشی ہوٹل کے منتظم تھے۔مٹھائی کا وہ پیکٹ جسے لانا مجھے ناگوار گزرا تھا ایک نہایت اچھے آدمی سے تعارف کا باعث بن گیا،ایک آدھ اگلی ملاقات میں ممتاز صاحب نے ہمیں خود ہی اپنے ہوٹل آجانے کی دعوت دے ڈالی۔گویا میرے دل کی بات کہہ دی۔انھوں نے ویسے ہی تکلفاً دعوت دی ہو یا واقعی ہماری سب سے بڑی پریشانی کو انھوں نے بھانپ لیا ہو،بہر حال جو کچھ بھی ہو اس میں ان کا خلوص نمایاں تھا۔یہ آفر ہمارے لیے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ایک نعمت غیر مترقبہ تھی جسے قبول نہ کرنا ناشکری ہوتا۔اگر چہ وہ سیزن کے لیے ہوٹل کو رینویٹ کرا رہے تھے، پھر بھی ہمارے لیے انھوں نے گنجائش نکال ہی لی۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے اس کا اندازہ اُن لوگوں کو ہوسکتا ہے جو وہاں رہائش کے معاملے میں خوار ہو چکے ہوں۔ یا میری پریشانی جیسی پریشانی کا سامنا کر چکا ہوں۔ اس ہوٹل کا سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ یہ حرم سے اتنا قریب ہے کہ اگر جماعت کے لیے اقامت ہو رہی ہو اور آپ ہوٹل کے کمرے سے روانہ ہوں تو بڑی آسانی سے جماعت کی پہلی رکعت میں شامل ہو سکتے ہیں۔اس ہوٹل میں رہائش کے بعد باقی دن ہم نے بڑے آرام وسکون سے عبادت کرتے ہوئے گزارے۔

اللہ کریم کا شکر ہے کہ جس نے اپنے بندوں کے لیے یہ انتظام فرمایا۔

**الحمد للہ علیٰ ذٰلك و سبحان اللہ و بحمدہٖ سبحان العظیم**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## بٹیرا یا جوال؛

زندگی بڑی رواں دواں چیز ہے، سائنس نے ایسی ایسی ایجادات کر کے حضرت انسان کی خدمت میں پیش کر دی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ فاصلے سمٹ رہے ہیں دوریاں قربت میں بدل رہی ہیں۔ رابطے اور جوڑ کے ذرائع میں ایک انقلاب آ گیا ہے۔اب موبائل فون کو دیکھئے اس چھوٹے سے پرزے نے حیرت انگیز طور پر دنیا میں معجزہ کر دکھایا ہے۔ سعودی عرب میں موبائل فون کو ''جوال'' کہتے ہیں مگر میں اسے بٹیرا کہتے ہوں۔ موبائل فون کو بٹیرا کہنے کی وجہ بڑی دلچسپ اور انسان کی ایک مخصوص نفسیاتی کیفیت کو ظاہر کرتی ہے۔انسان کا بچپن بعض اوقات اس طرح سے چمٹ جاتا ہے کہ اُس کی یادیں اور اُس دوران میں قائم کئے گئے تصورات سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمارے بچپن میں ہمارے آبائی شہر میں بٹیر بازی کا رواج تھا۔شریف شہریوں کے ہاں تو یہ کوئی پسندیدہ مشغلہ نہ تھا کہ بٹیر باز نوجوان عموماً لوفر اور لفنگے شمار ہوتے تھے۔ان لوگوں کی نشانی یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتی تھی کہ ان کے ہاتھوں میں بٹیرا ہوتا تھا جیسے وہ ہر وقت ٹپاتے رہتے تھے۔ ہمارے والدین ہمیں اس قسم کے لوگوں سے دور بھاگنے کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان بٹیرا پکڑے نوجوانوں سے نفرت ہمارے ذہنوں میں بیٹھ گئی۔ اب جب موبائل فون عام ہوئے اور ہر کسی کو اسے ہاتھ میں پکڑے دیکھا تو مجھے بچپن کا وہ منظر یاد آ گیا۔ ایسا آدمی مجھے بٹیر باز نظر آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عرصہ تک میں موبائل فون جیسی حیرت انگیز سائنسی ایجاد سے دور رہا۔ بڑی مشکل سے اس تصور سے نجات پائی اور اس بٹیرے کو ہاتھ میں پکڑا۔ حجاز آتے ہوئے چھوٹے بھائی خلیل نے ایک نہایت دیدہ زیب اور قیمتی موبائل ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا کہ پردیس میں یہ پرزہ کام آئے گا۔ میں یہ بٹیرا پکڑے حجاز آ گیا اور یہاں حرمین میں جس کو دیکھو ہاتھ میں یہ بٹیرا پکڑے سینکڑوں میل دور بیٹھے عزیزوں سے گفتگو کر رہا ہے۔ ابھی چند سال قبل جب میں یہاں حاضر ہوا تھا تو جوال کا نام بھی سننے کو نہ ملتا تھا۔ اور آج یہ عالم ہے گویا انسانوں پر اس کی حکومت ہے۔ صرف سعودی باشندے ہی نہیں ہر ملک اور ہر قوم کے آدمیوں کے پاس یہ جوال اپنا کمال دکھا رہے ہیں۔ بندہ ایک عرصے تک سائنس کی اس حیرت انگیز مشین سے اعراض برتتا رہا۔

لیکن اس حالیہ سفر میں اس پرزے نے جس طرح تعلقات کو بنانے اور نبھانے میں تعاون کیا، مجھے اس کی افادیت کا قائل ہونا پڑا۔ پہلے دن جب پاکستان چند لمحوں کی بات پر پی سی او پر چودہ ریال ادا کیے تو ہوش اُڑ گئے۔ اگلے دن جب وہی بات موبائل سے موبائل پر پیغام دینے کے ذریعے کی تو صرف پونا ریال خرچ ہوا تو جوال زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ موبائل فون میں ایک چھوٹی سی گتا نما چیز ہوتی ہے جسے سم کہتے ہیں یہ سم ہی دراصل وہ کنکشن ہے جو مختلف موبائل کمپنیاں فروخت کرتی ہیں ایک ملک کی سم دوسرے ملک میں کام نہیں کرتی الا یہ کہ اسے انٹرنیشنل کنکشن میں تبدیل کرا لیا جائے۔ میرے موبائل میں خلیل کی جرمنی سے خریدی گئی انٹرنیشنل سم تھی جو بہر حال مہنگی پڑتی تھی۔ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ سعودیہ میں موجود اپنے کزن جاوید سے سم مانگ لی اور اسے واپس آتے ہوئے جاوید کو وہ سم شکریہ کے ساتھ واپس کر دی۔ ایک زمانے میں تو یہ آلہ محض سٹیٹس سمبل کی حیثیت رکھتا تھا لیکن اب جسے دیکھو یہ بٹیرا ہاتھ میں پکڑے ہے اب یہ ضرورت زندگی بن چکا ہے۔ اخبار کے ہاکر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پاس موبائل، آپ کے دودھ والے کے پاس موبائل، ریڑھی والے کے پاس موبائل، ٹانگے والے کے پاس موبائل، باپ کے پاس موبائل، بیٹے کے پاس موبائل، شوہر کے پاس موبائل، بیوی کے پاس موبائل، کیا بتاؤں ہر جگہ اس کی حکمرانی، ہر جگہ اس کی ٹرن ٹرن، حتیٰ کہ حرم پاک میں بھی یہ چاروں طرف بولتا سنائی دیتا ہے۔ طواف کے پھیروں میں یہ، مقام ابراہیم پر یہ، زم زم پر یہ، صفا مروہ کے درمیان سعی کے درمیان بھی یہ اپنی مترنم آواز سنائے بغیر نہیں رہتا۔ موبائل فون سیٹ صرف باہمی رابطے کا ذریعہ ہی نہیں اور بھی کئی قسم کے کام کرتا نظر آتا ہے۔ کلکولیٹر اس میں ہے، کیلنڈر یہ رکھتا ہے الارم اس میں ہے، ضرورت پڑنے پر یہ گھڑی، ٹیپ ریکارڈر، فون ڈائری، ایڈریس بک اور پیغام نویس بھی بن جاتا ہے۔ آپ بور ہو رہے ہیں تو اس میں وڈیو گیمز بھی ہیں۔ ان سے دل بہلایئے۔ کرکٹ کا شوق ہے تو سکور سن لیجئے، دنیا کی خبروں سے دلچسپی ہے تو CNN یا BBC لگا لیں۔ انٹرنیٹ سے لنک ہو جایئے۔ چلتے چلتے کوئی منظر دل کو بھا گیا تو تصویر لے لیجئے، خود بھی محفوظ ہوں اور دوستوں کو بھی MAIL کریں۔ اسلامک انفو اس میں ہے کوئی حدیث پڑھ لیں، کسی قرآنی آیت کا ترجمہ دیکھ لیں، غرض یہ بٹیرا بڑے کام کی چیز اور بڑی افادیت کا حامل ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## جبل ثور:

سیّدی محمدی کریم ﷺ نے جب مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تو اس کا آغاز غار ثور سے فرمایا، جو مکہ مکرمہ سے پانچ کلومیٹر دور جنوب میں ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے جسے جبل ثور کہا جاتا ہے۔ میرے آقا تین دن تک اس غار میں پناہ گزین رہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے جگری دوست سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ بڑی مشکلات کا زمانہ تھا۔ دشمن تعاقب میں تھا۔ سارے علاقے میں حضور ﷺ کی تلاش جاری تھی۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں غار کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دھانے سے دشمن کے قدموں کو دیکھ رہا تھا۔ یعنی وہ تلاش کرتے کرتے غار تک بھی آ پہنچے تھے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لمحے اپنے آقا کی طرف دیکھا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے کوئی اگر اپنے قدموں کی طرف دیکھ لے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ اس پر میرے شجاع اور نڈر آقا ﷺ نے فرمایا: اے میرے یارِ غار غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ دو ہم ہیں تو تیسرا وہ ہے۔ قرآن نے اس بات کو یوں بیان کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

> ''اگر تم نے نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پرواہ نہیں، اللہ اُس کی مدد اُس وقت کر چکا ہے جب کافروں نے اُسے نکال دیا تھا، جب وہ صرف دو تھے اور اُن کے ساتھ تیسرا میں تھا جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے اُس وقت اللہ نے اُس پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل کیا اور اس کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تم کو نظر نہ آتے تھے، اور کافروں کا بول نیچا کر دیا اور اللہ کا بول ہی اونچا ہے اللہ زبردست اور دانا و بینا ہے''۔
>
> (سورۃ توبہ ، آیت ۹/ ۴۰)

❖❖❖❖❖❖❖❖

حیرت ہوتی ہے کہ جب کفار اس غار تک پہنچ گئے تھے، پہاڑ کی اتنی بڑی مشکل اونچائی بھی طے کر لی تھی، تو پھر غار کے اندر جھانکنے اور اس میں داخل ہونے سے انھیں کس چیز نے روکا تھا؟

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہی دھڑکا لگا ہوا تھا کہ جو دشمن آخر یہاں تک آ گیا تو وہ ابھی کچھ لمحوں بعد اندر جھانکے گا تو سارا راز کھل جائے گا۔

بعض روایات کے مطابق، اللہ پاک کے ان لشکروں میں سے ایک مکڑی بھی تھی جس نے لمحوں میں غار کے دھانے پر جالا تن دیا اور اسے گرد غبار ڈال کر پرانا بھی بنا دیا۔ دشمن آیا اُس نے غار کے منہ پر نظر ڈالی تو اس کے اوپر مکڑی کا پرانا جالا تنا ہوا دیکھا تو واپس چلا گیا کہ ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



انسان اس راستے سے اندر جائے اور جالا نہ ٹوٹے۔ بظاہر ایک معمولی سے جانور اور اس کے کمزور سے گھر نے تاریخ انسانیت کا کتنا بڑا کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ یہ باتیں مجھے اس وقت یاد آئیں جب ہم برادر عبدالغفار کے ساتھ مکہ مکرمہ کی زیارتوں پر جا رہے تھے تو انھوں نے ایک پہاڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ سامنے جبل ثور ہے اس محلے کو اب ہجرہ کہتے ہیں۔ ہم جوں جوں اس کی طرف بڑھ رہے تھے دل کی کیفیت عجیب سی ہوتی جا رہی تھی ۔ میرے آقا ﷺ نے رات کے اندھیرے میں اس طرف کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اب تو مکہ شہر جبل ثور کے دامن تک پہنچ چکا ہے، لیکن اُس وقت تو یقیناً یہاں ویرانوں کا بسیرا ہوگا۔ راتیں ہر جگہ کی ڈراؤنی اور دہشت ناک ہوتی ہیں بیشتر جرائم رات کو ہی جنم لیتے ہیں۔ جنگلوں، ویرانوں اور پہاڑوں کی راتیں تو راتیں دن بھی خطرناک ہوتے ہیں کہ ڈاکو، لٹیرے اور جنگلی جانور، وحشی درندے اور موذی حشرات انھی مقامات پر اپنا مسکن بناتے ہیں۔ ہجرت کی روایات کا بڑا ہی مشہور واقعہ ہے کہ اسی غار ثور میں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایک موذی سانپ نے ڈس لیا تھا، اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس علاقے میں کس قسم کے خطرات کا سیّدی محمد ﷺ اور اُن کے جانثار ساتھی کو سامنا تھا۔

آپ ﷺ کی جان کے دشمن کفار مکہ کے ذلیل اور مجنونانہ عزائم اور ان کے تعاقب کا خطرہ الگ تھا ہجرہ محلّہ کی مختلف سڑکوں اور گلیوں سے گزرتے ہوئے ہم اس جگہ آ گئے جہاں سے آگے پہاڑ کی چڑھائی کا کچا راستہ شروع ہوتا ہے۔ وہ پہاڑ میرے سامنے تھا جس کی ایک غار نے قائد انسانیت کو اُس وقت پناہ دی تھی جب کوئی اور پناہ گاہ نہ رہی تھی۔ حتیٰ کہ اپنے آبائی گھر کے لوگ بھی میرے آقا کی جان کے لاگو ہو چکے تھے۔ یہ پہاڑ مجھے بڑا ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔ اس میں ایک خاص قسم کی دلکشی اور دل آویزی محسوس ہو رہی تھی۔ شاید اس لیے کہ یہ وہ واحد چیز تھی جو میرے آقا کے مبارک زمانے کی شکل میں بعینہٖ موجود تھی۔ میرے سامنے وہ غار تھا جس کو ازل سے رب کائنات نے اپنے محبوب کے لیے پناہ گاہ کے طور پر بنایا تھا۔

وہ غار...... کہ ...... اللہ کریم نے جس کے سپرد...... انسانیت کی امانت کو کیا تھا اور جس نے امانت کا حق ادا کر دیا تھا۔ آج وہ غار امت کے سامنے...... سرخروئی سے...... سر اٹھائے کھڑی

www.KitaboSunnat.com



تھی...... سینہ تان کے کھڑی تھی...... اور زبان حال سے کہہ رہی تھی...... کہ لوگو...... میں نے تو اپنا فرض ادا کر دیا تھا...... کیا تم نے بھی...... اُس امانت کا...... حق ادا کیا...... یا نہیں ...... جو میرے دامن میں پناہ لینے والے...... محمد کریم ﷺ...... نے تمھارے سپرد فرمائی تھی۔

میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔

اس لیے میں تو سر جھکا کر...... شرمندہ...... شرمندہ...... واپس آ گیا۔

اس موقع پر سیّدنا اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا مجھے یاد آ گئیں جو یقیناً اس غار کے سامنے سر اٹھا کے چلتی ہوں گی کہ انھوں نے ہجرت کی کسم پرسی کے زمانے میں بڑی بہادری اور جی داری سے اپنا کردار ادا کیا تھا اور سپرد کردہ امانتوں کو سنبھالنے کا فرض بھی بخوبی ادا کیا تھا۔ اُن کے پاس سب سے بڑی امانت ،تاریخ انسانیت کا وہ راز تھا کہ جس کو پا لینے کے لیے دنیا کفر بوکھلائی بوکھلائی پھرتی تھی۔ وہ حیران اور پریشان تھے کہ محمد ﷺ اور اُن کا ساتھی کہاں چلے گئے ہیں۔ اُن کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ میرے آقا کی جائے پناہ کا راز سیّدہ اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اُس رات اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے دشمنوں کی امانتیں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں تھیں کہ اُن تک پہنچا دینا۔ لیکن اپنے آپ کو سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اُن کے اہل خانہ کے سپرد کیا تھا کہ وہ بحفاظت آپ کو مدینہ منورہ پہنچائیں سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اُن کے گھر والوں نے اس فرض کو بخوبی ادا کیا تھا۔ وقت کے فرعون ابوجہل نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پیاری بیٹی کے نرم نرم گالوں پر تھپڑ بھی مارے تھے اور دہن گستاخ سے سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا پر گالیوں کی بوچھاڑ بھی کی تھی کہ کسی طرح وہ حضور ﷺ اور اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اتا پتا بتا دے لیکن اس شیر دل لڑکی نے اپنے لب یوں سی لیے جیسے کہ ان ہونٹوں سے کبھی کوئی لفظ ہی نہ نکلا ہو۔ میں قربان جاؤں تیری عظمتوں پہ اے محسنہ امت! خداوند کی ہزاروں رحمتیں ہوں آپ پر۔

تین دن اور تین راتیں حضور ﷺ اس غار میں رہے۔ اس دوران غار تک کھانے پینے کی چیزوں کو پہنچانا اور دشمنوں کی سرگرمیوں سے آپ ﷺ کو آگاہ کرنا خاندان ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمہ تھا۔ سیّدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا غار والوں کے لیے کھانا تیار کرتیں اور عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سارا دن مکہ کی گلیوں میں پھر کر شہر بھر کی خبریں اکٹھا کرتے اور پھر رات کی تاریکی میں دونوں چیزیں غار والوں تک پہنچاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ان کے نقوش پا کو مٹانے کی ذمہ داری بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایک غلام ابوفہیرہ رضی اللہ عنہ کی تھی جو دن کو اپنی بکریاں اس طرف لے آتے جس سے سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے قدموں کے نشان مٹ جاتے کہ دشمن کسی طرح یہ راز نہ پا سکے ایک دن کھانے پینے کی اشیا کے تھیلے کے منہ کو بند کرنے کے لیے سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا کو فوری طور پر کوئی رسی وغیرہ نہ ملی تو اپنے دوپٹے کو درمیان سے پھاڑ کر اس کے دو حصے بنا لیے۔اس پر دربار رسالت سے سیّدہ کو ''ذوالعطاقین'' کا خطاب ملا۔یعنی دو پٹوں والی۔

❖❖❖❖❖❖❖

## حکمت عملی؛

جبل ثور مسجد الحرام سے جنوب کی طرف تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ہوگا۔غار پہاڑ کی چوٹی کے قریب واقع ہے۔ یہاں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت عملی کی طرف اشارہ کرنا چاہوں گا۔ہجرت کی روایات کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کی بڑی اعلیٰ منصوبہ بندی کی تھی۔ ہر قدم ایک طے شدہ منصوبے کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔اب اس بات کو دیکھئے کہ ہجرت کی رات اصولی طور پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے شمال کی طرف سفر کرنا چاہیے تھا کیونکہ مدینہ منورہ اسی طرف تھا اور معروف شاہراہ بھی اسی طرف سے جاتی تھی۔لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنوب کی طرف گئے کیوں؟؟ اس لیے کہ تعاقب کرنے والوں کا ذہن فوری طور پر مدینہ کی سمت جانے کا ہوگا اور وہ اس طرف کو ہی بھاگیں گے۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت مل جائے گا۔یہ تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سیدھے اور صاف میدانی راستے کو چھوڑ کر بالکل مخالف سمت میں واقع پہاڑ کی طرف بھی جایا جا سکتا ہے۔جب کہ اُس طرف جانے کا کوئی مستقل راستہ ہی نہیں تھا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک ٹھہرے رہے تا کہ تعاقب کی فوری کاروائیاں ماند پڑ جائیں اور مشتعل جذبات ٹھنڈے ہو جائیں۔پھر یہ غار میں قیام کے دوران دشمن کی سرگرمیوں سے آگاہ رہنے کا انتظام فرمایا؛ جیسا کہ قبل ازیں ہم اشارہ کر چکے ہیں۔غار کے آگے مدینہ تک پہنچنے کے لیے ایک قابل اعتماد پروفیشنل گائیڈ کا بندوبست بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کر رکھا تھا جس کا نام عبداللہ بن ارقیط تھا۔ ظاہر ہے کہ اُس کے ساتھ روٹ کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا ہوگا کہ سب کچھ سفر کی ضروریات میں سے ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## چین زندہ باد:

مکہ میں اپنے قیام کے زمانہ میں بندہ ایک بار پھر غار ثور کے قدموں میں جا پہنچا۔ اس بار برادرم ریاض شاہد نے ہمیں سیر کرائی۔ اس بار کچھ دور تک پہاڑ پر چڑھائی بھی کی لیکن غار تک جانے کی سعادت کا حصول ممکن نہ تھا۔ کیونکہ چند ماہ قبل آنے والی (Injury) کے باعث ہمارا گھٹنا اس طرح کے کام کرنے سے قاصر تھا۔ بڑی خواہش تھی کہ غار کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور اس کا مشاہدہ قلم بند کروں لیکن معذوری آڑے آئی۔ پہلی بار تو ہم عین سخت دوپہر کو گرمی حاضر ہوئے تھے۔ اس لیے اُس لمحہ وہاں کوئی رونق نظر نہ آئی۔ لیکن دوسری بار جب آئے تو صبح کا وقت تھا۔ زائرین کی خاصی بڑی تعداد وہاں موجود تھی اور کچھ منچلے پہاڑ کی بلندی پر چڑھتے بھی دکھائی دیئے۔ راستے کے دونوں طرف فرشی بازار سجا تھا مختلف چیزوں کی خرید وفروخت جاری تھی۔ یہاں پر بیچی جانے والی چیزوں میں سے زیادہ تر چین کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر جگہ پر چائنا کی بنی چیزوں کی کثرت دیکھ کر میرے منہ سے بے ساختہ ''چین زندہ باد'' کا نعرہ نکلتا تھا۔

کہ کس طرح یہ قوم دنیا کے کونے کونے میں اپنی مصنوعات پہنچا رہی ہے۔ مکہ اور مدینہ میں آپ جہاں کہیں بھی سیر کریں ہر جگہ آپ کو یہ فرشی بازار نظر آتے ہیں۔ بچوں کے کھلونے، بڑوں کے لیے تحائف اور گھریلو استعمال کی ہر چیز ان بازاروں میں ملتی ہے۔ گو معیار اور پائیداری کے اعتبار سے اکثر یہ اشیا ناقص ہی ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی اکثریت اور کھپت اتنی زیادہ ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ خالص مذہبی ضرورت کی چیزیں بھی چین بنا بنا کر مکے مدینے بھیج رہا ہے، جیسے تسبیحیں، مصلے، جانماز، اذان والی گھڑیاں، اسلامی کلاک، ٹوپیاں اور اسلامی کیلنڈر وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سب سے حیرانی بلکہ پریشانی والی بات ان چیزوں کی قیمتیں ہیں جو بہت زیادہ (Vary) کرتی ہیں۔ایک چیز کی قیمت دس ریال بتائی جاتی ہے مک مکا کرتے پانچ ریال رہ جاتی ہے۔میرے جیسا سادہ آدمی اس طرز خرید وفروخت سے اکثر دھوکا کھا جاتا ہے اس لیے اپنا تو یہ فیصلہ ہے کہ چائنا کا مال اپنے ملک میں ہی آکر خریدنا چاہیے کہ جہاں آپ بہتر طریقے سے بارگین کر سکتے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مسجد بیت عقبہ:

خطہ حجاز میں قدم قدم پر پیارے رسول ﷺ اور آپکے جدِ اعلیٰ سیّدنا ابراہیم علیہما السلام اور سیّدنا اسماعیل علیہما السلام کے نقوش سیرت موجود ہیں۔عرب کا چپہ چپہ ان کی یادوں سے مہک رہا ہے۔پیارے آقا کے فیوض و برکات سے دمک رہا ہے۔ہم جہاں بھی گئے آپ علیہ السلام کی یادوں سے شاد کام ہوئے۔ برادرم ریاض شاہد کے ساتھ مقامات حج کی سیر کی۔میدان عرفات،مزدلفہ اور منیٰ کے روح پرور مناظر سے لطف اندوز ہوئے۔اس سیر کے دوران سب سے آخر میں بیت عقبہ دیکھی۔مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف آئیں تو یہ مسجد پہلے دکھائی دیتی ہے۔ہم چونکہ عرفات سے واپس مکہ آرہے تھے۔اس لیے یہ آخر میں آئی۔یہ ایک گھاٹی ہے جو چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھری ہے۔یہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو غالباً ترکوں نے بنوائی ہوگی۔

تاریخی لحاظ سے اصل اہمیت اس مسجد کی نہیں بلکہ اس جگہ کی ہے جہاں یہ تعمیر کی گئی ہے۔تعمیراتی اور تکنیکی لحاظ سے بھی اس مسجد میں ایسی کوئی قابل ذکر بات نہیں اس بندہ اس کو مسجد نہیں بلکہ تاریخ کے اس اہم واقع کی سیر کراتا ہے جس سے یہ مسجد منسوب ہے۔یہ وہ جگہ ہے جہاں پر تاریخ اسلام ایک اہم موڑ مڑتی ہے اور ایک ایسے سفر پر روانہ ہوتی ہے جو فتح و کامرانی کا سفر ہے،کامیابیوں اور عروج کا سفر ہے۔یہ عقبہ (ع،ق اور ب پر زبر) ہے،جس کے معنی گھاٹی یا تنگ پہاڑی راستے کے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



یہاں پر بیعوت عقبہ وقوع پذیر ہوئیں تھیں۔ یہاں پر یثربی قبائل اوس وخزرج کے نمائندوں کے اور پیارے رسول ﷺ کے درمیان مذاکرات اور عہد و پیان ہوئے تھے جن کے نتیجے میں یہیں پر حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا فیصلہ کیا تھا۔ مکہ میں قیام اور دعوت کے آخری سالوں میں کفار نے اسلام کے خلاف اپنی سازشوں اور داعی اسلام حضرت محمد ﷺ کی ایذا رسانیوں میں شدت اختیار کر لی تھی۔ سیّدہ خدیجہؓ اور حضور کے چچا جناب ابوطالب کی وفات (۱۰ نبوی) کے بعد تو یہ ظالم اور بھی شیر ہو گئے تھے، ان حالات میں میرے آقا ﷺ طائف تشریف لے گئے لیکن وہاں پر بھی آپ ﷺ کی دعوت دین کو پذیرائی حاصل نہ ہوئی، بلکہ انتہائی تکلیف دہ حالات سے حضور ﷺ کو گزرنا پڑا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے میں رسول اللہ ﷺ اس تلاش میں تھے کہ کسی شہر یا گاؤں میں ہجرت کی جائے۔ اس لیے حضور ﷺ حج کے زمانے میں منیٰ و عرفات تشریف لے جایا کرتے تھے اور مختلف قبائل کو دین کی دعوت دیا کرتے تھے۔

سن گیارہ نبوی میں حج کے موسم میں رسول اللہ ﷺ کی اس گھاٹی میں یثرب کی چند سعید روحوں سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ اُن کو دین کی دعوت پیش کرتے ہیں اور وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ یہ کل چھ افراد تھے۔ جاتے ہوئے وعدہ کر گئے کہ اگلے سال اسی جگہ ہماری پھر ملاقات ہوگی۔ اگلے سال بارہ نبوی کو یثرب سے بارہ افراد کا قافلہ آیا جن میں پانچ آدمی پچھلے سال والے تھے اور سات لوگ نئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے اسی جگہ پر ملاقات ہوئی انھوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کی واپس جاتے ہوئے حضور ﷺ نے اپنے ایک پیارے ساتھی سیّدنا معصب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ بھیج دیا تا کہ وہ ان نومسلموں کی تربیت بھی کریں اور شہر مدینہ میں اسلام کی دعوت کا کام بھی کریں۔ آپ ﷺ کی حکمت عملی کامیاب رہی اور اگلے سال یعنی تیرہ نبوی کو ۷۵ افراد پر مشتمل قافلہ مکہ تشریف لایا جن ۷۳ مرد اور ۲ خواتین تھیں۔

اس وفد میں اوس وخزرج کے سر برآوردہ لوگ شامل تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم کے مشرک لوگوں کے ساتھ تھے ابھی ان کا اسلام اور عزائم پوشیدہ تھے۔ اسی گھاٹی میں رات کے اندھیرے میں ان لوگوں کی اپنے قائد سیّدی محمد ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ طویل مذاکرات ہوئے آخر یہ طے پایا کہ رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لے آئیں گے اور یہ لوگ ہر طرح سے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے۔اس دوران جو بیعت ہوئی اور جو شرائط طے ہوئیں ان کا تذکرہ سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ یوں کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ہم آپ سے کس بات پر بیعت کریں آپ ﷺ نے فرمایا:

اس بات پر کہ:

❖ چستی و سستی ہر حال میں بات سنو گے اور مانو گے۔

❖ تنگی اور خوشحالی ہر حال میں مال خرچ کرو گے۔

❖ بھلائی کا حکم دو گے برائی سے روکو گے۔

❖ اللہ کی راہ میں اُٹھ کھڑے ہو گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی پرواہ نہ کرو گے۔

❖ جب میں تمھارے پاس آجاؤں گا تو میری مدد کرو گے اور جس چیز سے اپنی جان اور اپنے بچوں کی جان کی حفاظت کرتے ہو اس سے میری بھی حفاظت کرو گے۔

❖ اس کے بدلے تمھارے لیے جنت ہے۔

اس عہد و پیما کے باعث اگلے سال ربیع الاول کو میرے آقا محمد ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## وادی عرنا:

مکہ سے عرفات جاتے ہوئے، مزدلفہ کے بعد یہ وادی آتی ہے۔مناسک حج سے اس وادی کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیے بہت کم لوگ اس سے واقف ہوں گے۔ مجھے ایک خاص مقصد سے اس وادی کو دیکھنے کا شوق تھا۔وہ یہ کہ اپنے آخری حج کے موقع پر منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اپنا خیمہ یہیں نصب فرمایا تھا۔اور میرے آقا نے اپنا آخری خطبہ بھی یہیں ارشاد فرمایا تھا ،ظہر اور عصر کی نمازوں کی امامت بھی یہیں فرمائی تھی۔اس لیے میں یہ مقدس وادی دیکھنے کا آرزومند تھا۔اس جگہ بعد میں مسجد بنادی گئی جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں۔اس مسجد کی بعد میں توسیعات ہوتی رہی ہیں۔اب یہ ایک بڑی عظیم مسجد بن چکی ہے جہاں سے خطبہ حج نشر ہوتا ہے اور کم وبیش پانچ لاکھ نمازی یہاں نماز پڑھ سکتے تھے۔

وادی عرنا، جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے عرفات سے باہر ہے۔اس لیے نو ذوالحج کو اگر کوئی آدمی یہاں وقوف کرے گا تو اس کا حج ادا نہیں ہوگا۔مسجد نمرہ کا بھی کچھ حصہ عرفات سے باہر ہے۔یہ اس کا قدیمی حصہ ہے اس کی بعد کی توسیعات عرفات کی طرف ہوتی رہیں۔اس لیے خطبہ سننے اور نمازیں ادا کرنے کے بعد مسجد کا عرنا والا حصہ خالی کر کے میدان عرفات کی طرف آجانا چاہیے۔میرے آقا سیّدی محمد کریم ﷺ بھی نماز پڑھانے کے بعد میدان عرفات کی طرف تشریف لے آتے تھے اور جبل رحمت کے پاس وقوف فرمایا کرتے تھے اور یہ وضاحت فرمائی تھی کہ میں نے جبل رحمت کے پاس وقوف کیا ہے لیکن سارا عرفات وقوف کی جگہ ہے۔سعودی حکومت نے عرفات کی حدود کی وضاحت کے لیے بڑے بڑے بورڈ آویزاں کر رکھے ہیں تاکہ کوئی غلط فہمی میں نہ رہے، مسجد نمرہ کے اندر بھی یہ بورڈ موجود ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## شمیسی:

ریاض شاہد بھائی نے تجویز پیش کی کہ کیوں نہ آپ کو میوزیم کی سیر کرائی جائے، اندھے کو کیا چاہیے ''دو آنکھیں'' ہم نے فوراً ہاں کر دی۔ حکومت وقت نے حرم مکہ مکرمہ میں حرمین کی چند نشانیاں خوبصورت انداز میں ایک عمارت میں سجا رکھی تھیں۔ جو حرم سے خاصی دور ہے۔ ہم ریاض صاحب کی گاڑی میں اُن کے ہمراہ گئے۔ یہ میوزیم، جدہ جانے والی پرانی سڑک پر ہے۔ اُس طرف جاتے ہوئے میں نے عرض کی اگر شمیسی جایا جا سکے تو بہتر ہوگا۔ وہ کہنے لگے کیوں نہیں۔ ہم پہلے سیدھا وہاں چلتے ہیں۔ واپسی پر میوزیم میں رکیں گے۔ شمیسی وہ جگہ ہے جہاں میرے آقا سیّدی محمد ﷺ جب چھ ہجری کو عمرہ کرنے کے لیے مکہ تشریف لائے تھے تو یہاں پڑاؤ ڈالا تھا۔ اس گاؤں کا پرانا نام حدیبیہ ہے۔ یہیں پر وہ مشہور زمانہ صلح حدیبیہ وقوع پذیر ہوئی تھی جس نے اسلام پر ترقی کے دروازے کھول دیئے تھے۔

جدہ سے حرم آتے ہوئے حرم کی حدود یہاں سے شروع ہوتی ہیں۔ ہم جدہ جانے والی پرانی سڑک پر جا رہے تھے۔ مکہ سے نکل کر اسی بے آب و گیاہ وادی، ریگستانوں اور خشک کالے پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو آپ یہاں اس علاقے ہر جگہ آتے جاتے دیکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خشک پہاڑ بنجر وادی اور ریگستان، مجھے تو دیدہ زیب لگ رہے تھے، حالانکہ عقل یہ کہہ رہی تھی کہ ان میں حسن نام کی کوئی دلکشی نہیں۔ شاید میرے آقا سے ان پہاڑوں کو جو نسبت ہے وہ ان کی دلکشی کا باعث ہے دل کرر ہا تھا کہ کچھ دیر ان پہاڑوں اور اس ریت کی صحبت میں رہا جائے۔ کچھ دیر بعد ہم شمیسی پہنچے لیکن یہ کیا میں تو حدیبیہ پہنچ گیا تھا۔ میرے سامنے ایک وسیع صحرا ہے جس کے چاروں طرف خشک پہاڑ ایستادہ ہیں۔ وہ سامنے دیکھیے چاروں طرف خیمے گڑے ہیں۔ قریباً چودہ سو صحابہ کا قافلہ ہے جو اپنے قائد ﷺ کی معیت میں کعبہ شریف کی زیارت کرنے آیا تھا۔ یہ لوگ احرام میں ملبوس ہیں، عمرہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نیت ہے اور کسی قسم کا اسلحہ ان کے پاس نہیں ہے۔ قربانی کے اونٹ ساتھ ہیں، **لبیك اللّٰھم لبیك** کی صدائیں ہیں۔ ہر طرف عشق و محبت کے زمزمے بہہ رہے ہیں۔ برسوں سے خانہ کعبہ کے دید کو ترسی نگاہیں کچھ کچھ سکون پا رہی ہیں کہ ابھی چند لمحوں میں کعبہ ہمارے سامنے ہوگا، وہ کعبہ جس سے بچھڑے انھیں چھ سال ہو گئے تھے۔ وہ گلیاں اور وہ راہیں جن کے درمیان میرے آقا کی مہاجرین صحابہ کی زندگی گزری تھی۔ ابھی آنے والی تھیں لیکن یہ کیا؟ مکہ کے سرداروں نے اس قافلے کو روکنے کے آڈر جاری کر دیئے تھے۔ وہ بضد تھے کہ ہم اس قافلے کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے کیوں بھائی؟ یہ کیوں؟ ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ حج وعمرہ کے کسی قافلے کو یوں روکا گیا ہو۔

اس قافلے کے ساتھ یہ سلوک کیوں؟

یہ قافلہ توحید ہے اور بیت اللہ پر ابھی اہل شرک کا قبضہ تھا۔ وہ کب برداشت کر سکتے تھے کہ اہل توحید بیت اللہ کی زیارت کو آئیں، پھر بھی یہ بات بڑی عجیب ہے کہ بیت اللہ کے کسی زائر کو روکا جائے تاریخ میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔

سفارت کاری شروع ہوئی، سفیر آنے لگے۔ مذاکرات ہونے شروع ہوئے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر اہل مکہ کے پاس بھیجا گیا۔ ان کو واپس آنے میں دیر ہونے لگی، ادھر جذبات مشتعل ہونا شروع ہو گئے۔ خبر آئی کہ اہل مکہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس خبر نے جلتی پر کام کیا، اشتعال بڑھا، ہوش اڑے، جوش بڑھا، انتقام کے شعلے بھڑکے۔ قیادت کے لیے یہ ایک بڑا امتحان تھا۔ میرے آقا سمندر کی طرح پرسکون تھے۔ ابلتے جذبات اور اڑتے ہوش کو (Channalize) کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو ایک درخت کے نیچے بیعت کے لیے پکارا۔ کیکر کا یہ سایہ دار درخت ببول کی شاخوں والا، اب کہیں نہیں، سنا ہے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کٹوا دیا تھا۔ میرے چاروں طرف کیکر کے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔

ایک ایک کر کے صحابی حضور کے پاس پہنچتے اور بیعت کرتے۔

یہ موت کی بیعت تھی۔

یہ جان دینے کا عہد تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چودہ سو صحابہ نے حضور پاک ﷺ کے ہاتھ ہاتھ دے کر یہ عہد کیا کہ اگر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سچی ہوئی تو پھر ہم اُن کا انتقام لیے بغیر یہاں سے نہ پلٹیں گے۔

پوری اسلامی تاریخ میں حضور ﷺ نے اس زیادہ سخت بیعت کبھی نہ لی۔

وہ تو شکر ہے کہ یہ افواہ غلط نکلی اور ایک بڑی جنگ ہوتے ہوتے ٹلی۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور اُن کے ساتھ کفار قریش کا ایک وفد بھی تھا جو مذاکرات کے لیے آیا تھا۔ کفار کے اس وفد کی قیادت سہیل بن عمرو کر رہے تھے۔

ریاض صاحب نے بتایا کہ:

یہ شمیسی ہے، یہاں صلح حدیبیہ کی یاد میں مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ آیئے اس مسجد میں چلتے ہیں۔

اُن کی آواز پر میں چونکا اور حدیبیہ سے واپس آ گیا۔

پھر ہم مسجد کے اندر حاضر ہوئے۔ نو تعمیر شدہ سادہ سی عمارت تھی۔ کچھ دیر اس میں رہے اور باہر نکل آئے۔ کوئی اور زائر یہاں نہیں تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## اور اب میوزیم:

شمیسی سے واپس آتے ہوئے راستے میں میوزیم تھا۔ بڑی سی بلڈنگ ہے۔ اکادکا آدمی سیر کے لیے آئے ہوئے تھے۔ میوزیم کا تو نام ہی سن کر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی تھی کہ کم از کم ان لوگوں میں یہ شعور تو موجود ہے کہ تاریخی آثار اور قومی نشانیوں کو سنبھالا بھی جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ یہ کوئی غیر اسلامی اور غیر شرعی فعل نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح سے مختلف آثارات اور تاریخی عمارات کو یہاں مٹایا گیا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ ان لوگوں کو اپنے ماضی سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ میوزیم پر کوئی ٹکٹ نہ تھی۔ جیسا کہ اپنے ہاں ایسے مقامات پر ہوتی ہے۔ آخر کو یہ ایک امیر ملک ہے ہماری طرح کوئی ایم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایم ایف کے قرضوں پر چلنے والا غریب ملک تو نہیں کہ قدم قدم پر ٹیکس ہوگا اور جگہ جگہ ٹکٹیں خریدنی ہوں گی۔ بہر حال یہ ایک اچھی کاوش ہے۔اس میں بہت سی ایسی چیزیں رکھی گئی ہیں کہ جن سے مسجد الحرام اور مسجد نبوی کی تاریخ کو سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے۔ بنیادی طور پر یہ میوزیم حرمین شریفین سے متعلق ہی ہے۔یعنی خانہ کعبہ اور مسجد نبوی سے متعلق چیزیں یہاں جمع کی گئی ہیں۔ مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی سب سے پہلے بیت اللہ اور مسجد حرام کی آخری توسیع پر مشتمل ماڈل رکھا گیا ہے جس میں بڑی خوبصورتی اور مہارت سے عمارت کی پوری تصویر کو واضح کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ کئی نادر تصاویر، پینٹگز، نقشہ جات اور ماڈل سجائے گئے ہیں، ایک قابل ذکر چیز خانہ کعبہ کا پرنالہ ہے جیسے میزاب رحمت کا نام دیا جاتا ہے۔ موجودہ پرنالہ بھی ہو بہو اسی نقشے کا ہے جو وہاں رکھا گیا ہے۔ غلاف کعبہ کے ٹکڑے بھی ایک طرف کو سجے تھے۔جن کی زیارت سے مستفیذ ہوئے اور جو آیات اس پر کندہ ہیں جو کہ لٹکے ہوئے موجودہ غلاف پر سے نہیں پڑھی جاسکتیں یہاں پر قریب ہونے کے باعث پڑھی جاسکتی تھیں۔ خانہ کعبہ کے پرانے دروازے، ستون، لکڑی کی سیڑھیاں، اور پتھر کی بنی ہوئی منقش سلیں اور محرابیں بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں۔ وہ کھڈی بھی زیب نظر تھی جس پر کبھی غلاف کعبہ بنایا جاتا تھا۔آج کل تو غلاف کعبہ ایک جدید فیکٹری میں تیار ہوتا ہے۔

یہ فیکٹری بھی اسی میوزیم کے قریب ہی واقع ہے۔ایک اہم اور قابل ذکر چیز لوہے کا بنا ہوا وہ ڈھانچہ ہے جو ماضی میں زم زم کے کنویں پر فٹ کیا گیا تھا جب رسی اور ڈول کے ذریعے پانی نکالا جاتا تھا وہ رسی بھی موجود تھی اور ڈول بھی۔آجکل تو موٹر پمپوں کے ذریعے زم زم نکالا جاتا ہے۔سب سے قدیم چیز لکڑی کا ایک ستون تھا جو سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کا تھا۔ یہ ستون خانہ کعبہ کے اندر چھت کو ٹیک دینے کے لیے بنایا گیا تھا۔خانہ کعبہ کے اندرونی منظر کی ایک بڑی سی تصویر بھی دیوار پر سجی تھی۔ایک دلچسپ چیز بڑا سا گھڑیال تھا جو کسی یورپی ملک سے بنوایا گیا تھا اس میں مختلف سائز کی گراریاں، اسپرنگز اور راڈ تھے چابی بھرنے کے لیے ہینڈل اور وقت بتانے کے لیے بڑا سا گول نہایت خوبصورت ڈائل تھا۔ یہ گھڑیال چل نہیں رہا تھا اگر یہ چل رہا ہوتا تو اور ہی مزہ ہوتا۔

❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## جنت المعلیٰ:

یہ مکہ مکرمہ کا قدیمی قبرستان ہے جو بالائی مکہ میں پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔اس میں حضورﷺ کے خاندان بنو ہاشم کے بڑوں کی قبریں ہیں۔جن میں آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور چچا ابوطالب اور دیگر رشتے دار شامل ہیں۔یادرہے کہ حضورﷺ کے والدین کریمین نے مدینہ طیبہ کے علاقے میں جو اس زمانے میں یثرب کہلاتا تھا میں وفات پائی تھی اور وہیں دفن کئے گئے تھے۔آپ کے والد محترم کی قبر کا تو مجھے علم نہیں مگر آپ کی والدہ محترمہ کی قبر ابوا کے مقام پر آج بھی موجود ہے جنت المعلیٰ میں آج تک تدفین جاری ہے البتہ اس کے قدیمی حصے کو الگ محفوظ کر دیا گیا ہے۔وہاں تک کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔اسی قبرستان میں رسول اللہﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ سیّدہ خدیجہؓ کی قبر مبارک بھی ہے۔ان کے علاوہ میرے آقا کے دو جگر گوشے سیّد قاسم اور سیّد طاہر عبداللہ بھی یہیں دفن ہیں۔یہ دونوں شہزادے کم سنی میں ہی وفات پا گئے تھے۔یہ محض تاریخی باتیں ہیں البتہ قبرستان میں کوئی کتبہ یا ایسی نشانی نہیں ہے جو ان قبروں کی نشاندہی کرتی ہو۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ذی طویٰ اور حجون:

رسول اللہﷺ کی سیرت پاک میں مکہ شریف کے بہت سے مقامات کے نام ملتے ہیں۔سیرت کے طالب علم کی حیثیت سے ان مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کی شدید خواہش تھی۔الحمدللہ وہ کسی حد تک پوری ہوگئی۔ظاہر ہے چودہ صدیاں بیت گئیں،جغرافیہ بدل چکا ہے،وہ شہر جو کبھی ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا آج ایک عظیم الشان اور جدید شہر بن چکا ہے۔ طرزِ تعمیر بدل گیا، تمدن و ثقافت بدل گئیں، وہ گلیاں نہ رہیں، وہ مکانات مٹ گئے اور وہ مکین نہ رہے، پھر بھی مکے کی گلیوں اور سڑکوں پر چلتے چلتے سیرت پاک کے طالب علم کو اپنی دلچسپی کی چیزیں مل ہی جاتی ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ میرے آقا جب اپنے آخری حج پر مکہ تشریف لائے تھے تو ۳ اور ۴ ذوالحج کی درمیانی رات ذی طویٰ میں ٹھہرے تھے۔ یہ مکہ کے مضافات میں کنواں تھا اور اس کے اردگرد چند گھر تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ بعد میں جب بھی مکہ تشریف لاتے تو مکہ میں داخلے سے پہلے رات یہاں قیام کیا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قافلے نے یہاں رات بھر قیام کیا صبح اٹھ کر میرے آقا نے اس کنویں کے پانی سے غسل کیا پھر تر و تازہ ہو کر بیت اللہ میں تشریف لائے اور مناسک عمرہ ادا فرمائے ذی طویٰ کا یہ کنواں اور آبادی آج بھی موجود ہے۔ یہ جگہ تو اب شہر مکہ کا حصہ بن چکی ہے بلکہ شہر کے وسط میں آ گئی ہے، شہر میں مختلف مقامات پر آتے جاتے کئی بار اس محلے سے گزرے۔ مسجد الحرام سے شمال مغرب کی جانب یہ علاقہ ہے کنواں موجود ہے مگر زیارت گاہ عام نہیں۔ اسی سفر حج میں عمرہ کر چکنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ایام حجون پر قیام فرمایا تھا۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے اور اس پر آباد رہائشی علاقے کا نام بھی ہے۔ شاہراہ حجون کا بورڈ کئی بار پڑھا اور اُس پر سفر بھی کیا۔ ظاہر ہے اُس مکان کی نشاندہی تو اب ناممکن ہے جہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا لیکن بہرحال حجون نامی پہاڑ تو قائم ہے، یہ علاقہ بالائی مکہ کا علاقہ کہلاتا ہے۔

ذی طویٰ اور حجون کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ کے سفر کی روداد میں بھی ملتا ہے۔ میرے آقا جب رمضان ۸ ہجری کو فتح کی مہم پر تشریف لائے تھے تو اُس وقت ذی طویٰ میں ہی آخری پڑاؤ فرمایا اور اگلی صبح مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہیں پر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا دیا تھا اور تینوں حصوں کو الگ الگ راستوں سے مکہ میں داخل ہونے اور حجون پر ہی سب کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا تھا، جہاں پر میرے آقا نے جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا۔ لشکر کے ان تینوں حصوں میں سے ایک کی قیادت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی، اور انھیں حکم دیا کہ مکہ کے زیریں حصے سے داخل ہوں اس حصے کو مسفلہ کہتے ہیں آج بھی یہی نام مستعمل ہے۔ لشکر کے دوسرے حصے کی قیادت سیّدنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی اور ان کے لیے مکہ کے بالائی حصے کو جانے والا روٹ متعین فرمایا یعنی کدا کا راستہ ۔ یہ نام آج بھی مستعمل ہے ۔ انھیں یہ حکم دیا کہ حجون پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑیں گے اور آپ کا انتظار کریں ۔ تیسرا حصہ سیّدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دیا اور اسے بطن وادی کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اسی کے حصے کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے ۔

حجون پر ہی تینوں گروپ اکٹھے ہوئے ۔ کہیں سے بھی مزاحمت سامنے نہ آئی، البتہ چند سر پھرے نوجوانوں نے سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا راستہ روکنے کی کوشش کی جنھیں موقع پر ہی ادھیڑ دیا گیا مشرکین کی قوت دم توڑ چکی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی آسانی سے حرم میں تشریف لے آئے اور خانہ کعبہ کا طواف فرمایا، طواف کے دوران میں ہی خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا ۔ یوں مکہ کا اقتدار اعلیٰ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ آ گیا ۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## وحدت امت:

وحدات امت کا تصور جتنا لذت آمیز اور پر کیف ہے اتنا ہی اس تصور کی عملی شکل کا ظہور نا ممکن الوجود ہے ۔ یہ امت کئی قسم کی تقسیموں میں پھنسی ہوئی ہے ۔ سیاسی، جغرافیائی، نسلی، وطنی، لسانی اور مذہبی تفریق کا ایک جنگل ہے جو ہمارے ہاں اُگا ہوا ہے ۔ سچی بات یہ ہے کہ اس صورت حال پر مسلم دل گرفتہ اور ہر قلب مومن آزردہ ہے ۔ میری زندگی کا ایک حصہ انھی سوچوں میں گزرا ہے کہ وہ کیا طریقہ ہو سکتا ہے کہ یہ امت اتحاد و یگانگت کی ایک لڑی میں پرو دی جائے ۔ لیکن مجھے یہ اعتراف کر لینے دیجیے کہ میں کوئی قابل عمل لائحہ عمل تجویز نہیں کر سکا اور نہ ہی کہیں اور سے کوئی تجویز پا سکا ہوں ۔ ہاں البتہ اس فکرمندی کا ایک فائدہ ذاتی طور پر مجھے یہ پہنچا ہے کہ میرا طرز عمل دوسروں سے محبت اور احترام والا بن گیا ہے ۔ مجھ میں دوسروں کے نقطہ نظر کو سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور میرا خیال یہ ہے کہ شاید انفرادی سطح پر یہی طرز عمل ہی وحدت امت کے خواب کو پورا کرنے کا باعث ہوسکتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر اختلاف رحمت بنتا ہے۔ اصل پرابلم کسی مسئلے پر اختلاف نہیں بلکہ اختلاف پر فرقہ بندی کرنا، نفرت وعناد پھیلانا اور دنگا فساد برپا کرنا ہے۔ بدقسمتی سے فرقہ بندی اور تعصب ونفرت کا اظہار زیادہ تر مذہبی لوگوں میں ہوتا ہے۔ اور یہی وہ لعنت ہے جس پر ہمارا دل کڑھتا ہے نام نہاد مذہبی لوگوں میں ہی ایک دوسرے کو برداشت نہ کرنے کی بیماری پائی جاتی ہے۔ غیر مذہبی لوگ تو اپنے اختلافات سمیت ایک دوسرے کے ساتھ جینا سیکھ لیتے ہیں۔ اہل مذہب کے اس رویے پر انتہائی قلق ہوتا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس میں کون سی مشکل حائل ہے کہ آپ جیو اور جینے دو کی پالیسی پر عمل پیرا ہوں۔ اپنے اپنے نظریات اور اعتقادات کو قائم رکھتے ہوئے انسانی، سماجی اور معاشرتی تعلقات کیوں برقرار نہیں رکھے جاسکتے۔ ہر مذہبی معاملے میں غصہ، نفرت عناد کیوں؟ وہ دین جو پیار ومحبت کا دین ہے، وہ دین جو رحمت للعالمین کا دین اُس کی تعلیم یہ تو نہیں ہوسکتی۔ یہ قلق دکھ اور بے پناہ کڑھن، اُس وقت ختم ہوگئی جب بیت اللہ میں ایک امام کے پیچھے کھڑے لاکھوں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ نہ کوئی شیعہ تھا، نہ کوئی سنی، نہ کوئی دیوبندی تھا نہ کوئی بریلوی، نہ کوئی مقلد تھا نہ کوئی غیر مقلد، سب مسلمان تھے، سب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام تھے جی باغ باغ ہوگیا۔ ایک نشہ تھا جو طاری ہوگیا۔ کیا آپ تصور کرسکتے ہیں کہ ایک زمانے میں یہاں اسی بیت اللہ کے اندر ایک نماز کی چار الگ الگ جماعتیں ہوتی تھیں، ایسا یہاں ہوتا رہا ہے۔ حنفی مصلیٰ الگ تھا، حنبلی الگ، ایک طرف شافعی لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور طرف امام مالک کے پیروکار کوئی کسی دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کا روادار نہ تھا۔ معلوم نہیں میرے جیسے امت کے خواہاں لوگ اس تفریق کو اُس وقت کیسے دیکھتے تھے۔

یقیناً کڑھتے اور جلتے ہوں گے!!

اللہ بھلا کرے ان سعودی حکمرانوں کا جنھوں نے ہمارے ایسے لوگوں کے اطمینان کے لیے حرمین شریفین میں ایک امام کے پیچھے سب کو نماز پڑھنے کے آڈرز جاری کئے۔ جیسا کہ قرون اولیٰ میں ہوتا تھا۔ جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے مقدس زمانے میں ہوتا تھا۔ جیسا کہ صحابہ کرام کے پاک زمانے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتا تھا۔سعودی حکمرانوں نے حرمین شریفین کی توسیع اور تزہین و آرائش کا جو قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہمارے نزدیک وحدت امت کا یہ کارنامہ اُس سے کہیں بڑھ کے ہے۔ سچی بات ہے کہ میں آپ کو بتا ہی نہیں سکتا کہ وہ منظر کتنا خوبصورت ہوتا ہے جب ایک امام کے پیچھے صف باندھے، ایک ہی کعبہ کی طرف رخ کئے سب مسلمان نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ کاش یہ منظر ہمیں اپنی گلیوں، محلوں قصبوں اور شہروں میں بھی دیکھنے کو ملے۔

❖❖❖❖❖❖❖

## باران رحمت:

حجاز میں اپنے قیام کے ابتدائی دنوں میں ہم نے دو راتیں جدہ میں برادرم حاجی فقیر محمد صاحب کے پاس گزاریں۔ اُن سے پیار و محبت کا جو تعلق ہے اُس کی وجہ سے یہ لازم تھا کہ ہم اُن کی مہمان نوازی کا لطف اٹھائیں۔ وہ تو ہمارے جانے سے پہلے پاکستان آنے کا پروگرام بنا بیٹھے تھے لیکن جب ہمارا پروگرام فائنل ہو گیا تو میری Request پر انھوں نے اپنا پروگرام چند دنوں کے لیے ملتوی کر دیا اللہ کریم انھیں خوش رکھے۔ وہاں دیارِ غیر میں وہ میرے لیے ایک بڑا سہارا ہوتے ہیں۔ کسی بھی ان دیکھی پرابلم کے پیش آنے پر یہ تسلی ہوتی کہ حاجی صاحب موجود ہیں مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پچھلی بار تو مکمل پروگرام ہی اُن کے سہارے چل رہا تھا۔ لیکن بہر حال اس دفعہ معاملات چونکہ ایجنٹوں کے ہاتھ میں تھے اس لیے حاجی صاحب کو ہماری طرف سے قدرے اطمینان تھا۔ بہر حال ان کی مہمان نوازی ہمیشہ یادگار ہوتی ہے۔ اللہ کریم انھیں زائرین کی خدمت کا وافر جذبہ اور اس کے لیے انھیں وافر وسائل عطا کر رکھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس شوق و محبت سے وہ اور ان کی اطاعت گزار بیوی مسافران حرم کی خدمت کرتے ہیں ان پر رشک آتا ہے اور دل سے ان کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔ جمعہ یکم اکتوبر کو رات دس بجے ہم اپنی روزانہ کی مصروفیات سے فارغ ہو چکے تھے، حاجی فقیر محمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



صاحب اپنی گاڑی پر تشریف لائے اور ہمیں اپنے گھر جدہ لے گئے۔ اگلی دو راتیں ہم نے ان کے پاس گزاریں اور اتوار تین اکتوبر کو وہ ہمیں واپس مکہ شریف لے آئے اور باب العمرہ کے سامنے والے انڈر گراؤنڈ بس سٹاپ پر اتار کر واپس چلے گئے۔ حرم میں ظہر کی اذان ہو چکی تھی۔ دھوپ اپنے جوبن پر تھی۔ باب شاہ فہد تک پہنچتے پہنچتے جماعت کھڑی ہو چکی تھی مین گیٹ کے پاس ہی نماز کے لیے جگہ ملی، گرمی اور حبس سے میرا تو برا حال تھا، حالانکہ گرمی برداشت کرنے کا میرا بڑا Stamina ہے۔ اُدھر ہم عمرے کا ارادہ بھی رکھتے تھے اس لیے احرام باندھے ہوئے تھے۔ دھوپ میں طواف کی مشقت بھی سامنے منہ کھولے کھڑی تھی۔ بہر حال اللہ کا نام لے کر طواف کے سیل رواں میں داخل ہو گئے۔ نیچے فرش ٹھنڈا اوپر سورج سوا نیزے پر، لیکن طواف کی سرشاری اور لذت میں احساس حدت تو یقیناً مفقود تھا لیکن جسم پسینے سے شرابور تھا۔ ہم چل رہے تھے اپنے اللہ کریم سے لو لگائے تھے، ایسے میں اللہ کی رحمت کو جوش آیا اور اُس نے اپنے بندوں پر اپنی رحمت کی چادر تان لی۔ نہ جانے کہاں سے بادل نمودار ہوئے، مجھے اچانک اپنے سر پر ٹھنڈک کا احساس ہوا، نگاہ اٹھائی تو ایک خوبصورت بدلی کو سایہ فگن دیکھا۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ سخت دھوپ اور گرمی میں یہ سہولت و رحمت میسر آئی۔ اس ٹھنڈک میں ہمارا طواف اپنے اختتام کو پہنچا اور ہم صفا مروہ کی سعی کے لیے آگے بڑھے۔ سعی کے دوران بادل گرجنا شروع ہو گئے، کچھ دیر بعد بوندا باندی شروع ہو گئی۔ میں نے کوشش کی کہ سعی کو جلد از جلد مکمل کروں اور مطاف میں جا کر بارش کا نظارہ کروں۔

ابھی سعی کے دو چکر رہتے تھے، جلد از جلد انھیں مکمل کیا اور صحن میں آ گیا، بارش تیز ہو گئی تھی، بارش میں بھیگتا ہوا خانہ کعبہ کی طرف چلا، جماعت کھڑی ہو گئی، بارش میں ہی نماز شروع کر دی۔ گرمیوں کی بارش میں نہانے کا ایک اپنا ہی لطف ہوتا ہے۔ لیکن بارش میں نہانے کا جو لطف آج آ رہا تھا پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ ایک تو نماز میں تھے دوسرا بیت اللہ بھی سامنے تھا اور اوپر سے اللہ کی رحمت چھاجوں برس رہی تھی۔ عجیب پر کیف سماں تھا۔ دل کی کیفیت عجیب تھی۔ بارش کا ہر قطرہ رحمت خداوندی کا مادی ظہور معلوم ہوتا ہے تھا۔ جسم سے میل ہی نہیں گناہوں کی کثافتیں بھی صاف ہو رہی تھیں۔ نماز ختم ہوئی تو لوگ میزاب رحمت کی طرف دوڑے۔ ان کی خواہش تھی کہ کعبہ کی چھت سے آنے والے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پانی میں نہایا جائے۔ میں بھی لوگوں کی دیکھا دیکھی اس طرف بھاگا لیکن پولیس نے آناً فاناً حطیم کے دروازے کے آگے رکاوٹیں کھڑی کر دیں۔ ہجوم نے دروازے کو دھکا دے لیا، پولس کی مزید نفری منگوائی گئی اور بڑی مشکل سے پولیس نے حطیم سے لوگوں کو نکالا اور اس کا داخلی راستہ بند کر دیا۔ میں نے بھی کوششیں ترک کر دیں۔ اب طواف شروع کر دیا۔ احرام بھیگ چکا تھا۔ بارش زوروں پر تھی لوگ دیوانے ہو چکے تھے۔ ان کی دیوانگی کے عجیب عجیب مناظر میری آنکھوں کے سامنے تھے۔ طواف میں کافی رش ہو گیا تھا۔ عورتیں بھی بارش میں طواف کر رہی تھیں، ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ میزاب رحمت کے نیچے جانے سے روک دئے گئے تھے۔ دیوانوں نے غلاف کعبہ کو چاٹنا شروع کر دیا تھا۔ بعض لوگ گلاسوں کے منہ سے غلاف کعبہ سے پانی جمع کر رہے تھے۔ غلاف بارش کے پانی سے بھیگ رہا تھا اور لوگ اسے گلاسوں میں نچوڑ رہے تھے۔ بعض لوگ گلاس بوتلیں اور کچھ برتن اٹھائے ہوئے تھے اور ان میں بارش کے پانی کو جمع کر رہے تھے۔ بعض منچلے تو وقفے وقفے سے اپنا منہ اوپر کر کے کھول لیتے تھے اور بارش کے پانی کو منہ میں لے رہے تھے۔ ایک آدمی کو دیکھا کہ سجدے میں گر کر کعبہ کے فرش سے بارش کے پانی کو منہ میں لے رہے تھے۔ یہ کیا تھا؟ مجھے کوئی توجیہ نہیں سوجھ رہی تھی۔ ایک بزرگ کو اور تو کچھ نہیں سوجھا اُس نے بارش سے بچاؤ کے لیے جو چھتری تھام رکھی تھی اُسے الٹا کر اس میں ہی بارش کا پانی جمع کرنے لگے۔

غرض عشق و سرمستی کے عجیب و غریب مناظر تھے، ہر آدمی کی خواہش تھی کہ وہ رحمت کی ان گھڑیوں میں اپنے گناہ بخشوا لے اور زیادہ سے زیادہ رحمت اپنے دامن میں سمیٹ لے۔ بارش جاری تھی اور طواف بھی جاری تھا۔ جسم اور احرام پانی میں شرابور ہو گئے تھے۔ لیکن دیوانگی بڑھ رہی تھی۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس باران رحمت سے کیسے استفادہ کریں۔ سب لوگوں کا یہی حال تھا۔ مطاف میں پانی بہہ رہا تھا۔ لگتا تھا کہ اس میں ہمارے آنسو بھی شامل ہیں اور شاید گناہوں کی میل بھی!!

غلاف کعبہ مکمل طور پر بھیگ چکا تھا اور بھیگا بھیگا غلاف کتنا خوبصورت لگ رہا تھا بیان نہیں کیا جا سکتا بس مشاہدہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ دیوانوں کے صرف سات ہی پھیرے ہوتے ہیں اور طواف ختم ہو جاتا ہے۔ لمحوں میں میرا یہ یادگاری طواف بھی ختم ہو گیا لیکن بارش جاری تھی، اللہ کی رحمت جاری تھی، اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیے دل کرتا تھا کہ ابھی اور پھیرے ڈالے جائیں لیکن اب میں کافی تھک گیا تھا بارش میں ہی ہوٹل کی طرف چل دیا۔ مکہ مکرمہ کا موسم خوب نکھر آیا تھا۔ گرمی کا زور ٹوٹ گیا تھا وہاں کے مطابق مکہ میں عام طور پر بارش نہیں ہوتی اور آج سالوں بعد یہاں اس طرح کھل کے بارش ہوئی تھی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## چند تبدیلیاں:

حرمین شریفین میں ہر وقت بہتر سے بہترین کی طرف سفر جاری رہتا ہے۔ عمارت کی تزئین و آرائش مرمتی اور سنبھال کے اقدامات ہوتے رہتے ہیں۔ حرم کے باہر بھی تعمیرات مسلسل جاری رہتی ہیں آپ ایک بار وہاں جاتے ہیں کچھ مشاہدہ کرتے ہیں اور کچھ نقوش اپنے ذہن میں قائم کرتے ہیں رب کریم توفیق دے تو جب دوسری بار حاضری نصیب ہو تو وہاں کچھ نہ کچھ نقشہ بدلا ہوتا ہے۔ کئی نئی چیزیں تعمیر ہو چکی ہوتی ہیں اور کئی پرانے نقوش مٹ چکے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ایک طویل عرصے کے لیے حرم کی عمارت میں کسی جوہری تبدیلی کا امکان تو نہیں لیکن کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے۔ رش دن بہ دن بڑھ رہا ہے۔ اس لیے انتظامی تبدیلیاں ضرورت بنتی جاتی ہیں۔

اس دفعہ جب حاضر ہوئے تو مطاف میں ایک بڑی تبدیلی دیکھی، جسے بلاشبہ جوہری تبدیلی کہا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہ زم زم کے کنویں کو مسقّف کر دیا گیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ صدیوں سے یہ کنواں جس جگہ پر تھا وہ جگہ توسیع در توسیع کے نتیجے میں مطاف کے اندر آ گئی تھی۔ پچھلی بار (سنہ ۲۰۰۰ء میں) جب حاضری ہوئی تھی تو کنویں پر جا کر پانی پینے کا زیر زمین انتظام تھا۔ یہ جگہ مقام ابراہیم کے پیچھے چند میٹرز کے فاصلے پر تھی۔ سیڑھیوں سے جب نیچے اتریں تو ایک طرف کنواں تھا جس سے پمپوں کے ذریعے پانی نکالا جاتا تھا اور ایک طرف کو سینکڑوں ٹونٹیاں لگی ہوئی تھیں جس سے زائرین اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ اب یہ سب کچھ ختم کر دیا گیا تھا۔ پانی پینے والا سارا حصہ پاٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیا گیا تھا۔ظاہر ہے نیچے کنواں تو موجود ہےلیکن پانی پینے کے لیے نیچے جانے والا انتظام ختم کر دیا گیا ہے۔اصل مسئلہ یہ تھا کہ یہ سیڑھیاں اوران کی باڑ طواف میں رکاوٹ ڈالتی تھی اورطواف کا رستہ تنگ ہوجا تا تھا۔اس سارے حصے پر چھت ڈال دینے سے اب مطاف کشادہ ہوگیا ہے۔پانی پینے کا متبادل انتظام کر دیا گیا ہے۔وہ یہ ہے کہ پہلے جہاں سے نیچے اترتے تھے اسی کی سیدھ میں پیچھے کو جو برآمدے تھے ان کے آگے ایک اور برآمدہ بنا کر اُس میں ٹونٹیاں لگا دی گئی ہیں۔اس کے علاوہ حرم میں چاروں طرف پہلے ہی زم زم کے کولر موجود ہوتے ہیں۔بہرحال اس طرح پانی تو مل جاتا ہے لیکن زم زم کے کنویں پر جانے اوراس کی زیارت سے آدمی محروم رہ جاتا ہے۔یہ محرومی یقیناً اس سہولت کے مقابلے میں کوئی مقام نہیں رکھتی جو طواف میں اس سے پیدا ہوتی تھی۔اس کے علاوہ مسعیٰ کی اوپر والی منزل میں بھی توسیع کی گئی ہے۔فرنٹ پر نیا برآمدہ بنایا گیا ہے مختلف مقامات پر خواتین کے لیے نئے انکلوژرز بنائے گئے ہیں۔باب شاہ فہد کی طرف،حرم کے باہر والے صحن میں بھی توسیع کی گئی ہے۔یہاں ایک زیر زمین سرنگ بنادی گئی ہے جو ٹریفک کے لیے استعمال ہوتی ہے اس کی وجہ سے ایک تو سرنگ کے اوپر کی زمین صحن بن گئی ہے اور دوسرے حرم کے سامنے ٹریفک کا رش اورشوروغل بھی ختم ہوگیا۔بس اسٹاپ بھی وہاں سے منتقل ہو چکا تھا۔پچھلی بار جب حاضر ہوئے تھے تو یہ سرنگ زیر تعمیر تھی۔اس طرح اُس وقت باب شاہ فہد کے سامنے زیر تعمیر عمارت اب مکمل ہو چکی تھی جسے مکہ ٹاور کہتے ہیں۔باب عبدالعزیز کے سامنے ایک قلعہ تھا جو اب ختم کر دیا گیا ہے اوراب وہاں ایک بہت بڑی بلڈنگ زیر تعمیر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# آؤ مدینے چلیں

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کو خود حرم بنایا اور خود ہی اس کی حدود کا تعین فرمایا۔امت کے لیے مدینہ بھی اُسی محترم اور لائق محبت ہے جس طرح کہ مکہ مکرمہ۔ اگرچہ مسجد نبوی کا سفر اور روضہ اطہر پر حاضری حج وعمرے کا حصہ نہیں ہے پھر امت نے اپنے آپ پر اس سفر سعید کو لازم کر رکھا ہے۔ یہ محبت، یہ عشق، یہ رسول اللہ ﷺ سے امت کا پیار ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو حضور ﷺ نے مجبوری کے عالم میں رہائش کے لیے پسند فرمایا تھا۔لیکن فتح مکہ کے بعد آپ کو کون سی مجبوری تھی کہ آپ واپس مدینہ چلے گئے۔ اس شہر سعید کو میرے آقا نے اپنی مستقل قیام گاہ بنایا اور اپنے مدفن کے لیے پسند فرمایا۔یہی وجہ ہے کہ آج یہ شہر امت کی آنکھوں کا تارا ہے۔فقیہ شہر کی بحثوں سے امت نے کوئی سروکار نہیں رکھا۔ہم بھی آج بصد عجز و نیاز آقا کے شہر کی طرف رواں دواں ہیں۔ یہ سفر مبارک پانچ اکتوبر کو دن کے سوا تین بجے شروع ہوا تھا۔ائیر کنڈیشن گاڑی تھی کچھ اور پاکستانی مسافر بھی ہمراہ تھے۔ یہ آقا ﷺ کی مقدس زندگی کے چند مبارک لمحات کا تذکرہ کرتے، آقا ﷺ کے لیے درود وسلام کے تحفے بھیجتے، کچھ سوتے، کچھ جاگتے وقت گزرا۔راستے میں نماز عصر اور نماز مغرب کے لیے رکے۔راستہ جانا پہچانا تھا۔بیشتر حصہ تو اُسی بے آب و گیاہ وادی کا منظر پیش کرتا ہے جو آپ جدہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے مکہ کی طرف آتے ہوئے ملاحظہ کرتے ہیں۔لیکن کچھ حصے پر سبزہ اور ہریالی بھی نظر آتی ہے۔ خاص کر جوں جوں آپ مدینہ کے قریب ہوتے جاتے ہیں ہریالی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔زمین کی ہریالی کی طرح جوں جوں آقا کا مسکن قریب آتا ہے ہمارے دامن کے اندر بھی ہریالی اور تراوٹ بڑھتی ہے۔درودوسلام میں والہانہ پن پیدا ہوتا جاتا ہے۔

کرب کے انتظار میں مٹھاس کی لہریں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

## حاضری:

رات کے نو بجے مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔سفری ایجنٹ کے توسط سے رہائش کے لیے ہوٹل کی بکنگ ہو چکی تھی۔ہوٹل میں پہنچے،جس کمرہ میں ہمیں ٹھہرایا گیا تھا اُس میں پہلے ہی ایک بزرگ قیام پذیر تھے جن کے ساتھ دو خواتین بھی تھیں۔اُن سے سلام دعا کرنے اور سامان رکھنے کے بعد ہم دونوں میاں بیوی مسجد نبوی کی زیارت کے لیے باہر نکل آئے۔اگرچہ سفر کی تھکاوٹ بھی تھی اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ مسجد بند ہو چکی ہے۔لیکن پھر بھی حاضری کا اشتیاق ہمیں باہر لے آیا۔ویسے بھی میرے خیال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں یہ عمدہ وقت تھا کہ ہم حرم کے راستوں سے واقفیت پیدا کر لیتے تاکہ بعد میں پریشانی نہ ہوتی۔ اگر چہ ہوٹل قدرے دور تھا لیکن راستہ بالکل سیدھا تھا ہم بڑی آسانی سے مسجد نبوی میں پہنچ گئے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی جو جسم و جاں کو فرحت پہنچا رہی تھی۔ مسجد نبوی میں معمول یہ ہے کہ رات کو دس بجے مین ہال بند ہو جاتا ہے۔ البتہ صحن کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ باہر کے صحن میں ہی نماز عشا ادا کی۔ باہر باہر سے مسجد نبوی کے حسن سے شاد کام ہوتے ہوتے جب ہم باب جنت البقیع پر پہنچے تو دیکھا کہ اکا دکا مرد اندر آ جا رہے تھے تو میں نے بیگم صاحب سے کہا کہ آپ یہاں باہر میرا انتظار کریں اور میں مزار اقدس پر درود و سلام پیش کر آؤں۔ اللہ کے فضل و کرم سے رات کے اس لمحے رش بالکل ختم ہو چکا تھا قبر انور پر حاضری بھی نصیب ہو گئی اور ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کرنے کا وافر موقع بھی مل گیا۔

**الحمد لله علیٰ ذٰلك و سبحان الله و بحمدہٖ سبحان العظیم**

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ایک سعید روح:

اگلے دن صبح کے وقت ہم مسجد نبوی کے صحن میں بیٹھے تذکرہ محبوب کر رہے تھے کہ شلوار قمیض میں ملبوس ایک نوجوان ہمارے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ زیارتوں پر جائیں گے۔ میں نے کہا: بھائی جانا تو ضرور ہے لیکن جائیں گے اس کے ساتھ جو ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ کرے گا۔ ویسے بھی ہم آج نہیں کل جائیں گے۔ آج کے دن ہم کسی اچھے آدمی کو تلاش کریں گے۔ اور یہ وہاں کا معمول ہے کہ مسجد نبوی کے لان میں آپ پھر رہے ہوں تو آپ کو وقفے وقفے سے لوگ ملیں گے جو آپ سے یہ پوچھیں گے کہ زیارتوں کو جانا ہے، ٹیکسی چاہیے؟ زیارتوں کا ہمارا جو سابقہ تجربہ تھا، جس کی تفصیل میں پیچھے ذکر کر چکا ہوں اس کے پیش نظر میں نے یہ مذکورہ بات اُس نوجوان سے کہہ دی۔ اس دفعہ اس

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



معاملے میں میں کوئی تشنگی باقی نہ رہنے دینا چاہتا تھا۔ ہماری بات سن کر وہ نوجوان مڑا اور ایک اور نوجوان کو اشارہ کر کے ہماری طرف بھیج دیا۔ یہ نوجوان عربی چغے میں ملبوس تھا۔ چہرے پر چھوٹی چھوٹی داڑھی سجا رکھی تھی۔ لمبا سا قد، دبلا پتلا سا جسم، سنجیدہ اور باوقار چہرہ لیے اُس نوجوان نے ہمیں السلام وعلیکم کہا؛ میں نے اسے واعلیکم السلام کہتے ہوئے تشریف رکھنے کو کہا؛ آپ کو زیارتوں پر جانا ہے اُس نے پوچھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی جانا ہے۔ وہ کہنے لگا پھر اٹھیں اور چلیں میرے ساتھ۔ میں نے کہا؛ بھائی آپ تشریف رکھیں جلدی کیا ہے۔ پہلے تعارف شعارف ہو جائے، پھر کچھ مک مکا ہو جائے تو پھر چلیں گے۔

یہ کہتے ہی میں نے اپنا تعارف کرایا اور اپنا سابقہ تجربہ بیان کیا اور ساتھ مختصر آئندہ کی پلاننگ کا بھی ذکر کر دیا۔ اب وہ اطمینان سے بیٹھ گیا اور پھر ہمارے درمیان خوب گپ شپ ہوئی۔ محمد سعید اکبر سے یہ ہماری پہلی ملاقات تھی ۔ جو بعد میں ایک قسم کی دوستی کی شکل اختیار کر گئی ۔ اس نے ہمیں زیارتیں بھی کرائیں اور جتنے دن ہم مدینے میں رہے وہ برابر ہماری خدمت کرتا رہا۔ اللہ کریم انھیں اس کارِ خیر کی جزا دیں اور ان کے علم وعمل میں برکت دیں۔ آمین

وطن سے دور، اس قسم کی سعید روح کا ساتھ یقیناً اطمینان بخش اور سکون آور ہوتا ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖

## جبل رماۃ:

اسے جبل عنین بھی کہتے ہیں، یعنی تیز اندازوں والا پہاڑ۔ مسجد نبوی کے مین گیٹ یعنی شاہ فہد گیٹ کی طرف سے مسجد کے صحن میں بیٹھے ہوئے، شمال کی سمت، فہد روڈ کی طرف بڑی بڑی عمارتوں اور پلازوں کے درمیان سے، نظر دوڑائیں تو سامنے آپ کو ایک پہاڑ نظر آئے گا۔ یہ پہاڑی ہی احد کا پہاڑ ہے جس سے میرے آقا سیّدی محمد کریم ﷺ بڑی محبت کرتے تھے۔ یہی وہ مشہور پہاڑ ہے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے دامن میں حق و باطل کی دوسری بڑی جنگ برپا ہوئی تھی جسے غزوہ احد کہا جاتا ہے۔ برادرم سعید اکبر کے ساتھ سب سے پہلے ہم اسی پہاڑ کے دامن میں پہنچے۔ مدینہ منورہ سے چھ کلومیٹر شمال کی طرف یہ پہاڑ شرقاً غرباً پانچ چھ کلومیٹر کی لمبائی میں پھیلا ہوا ہے۔اس کے دامن میں ایک بہت بڑا میدان ہے جس کے اندر یہ جنگ لڑی گئی تھی۔ اب تو مدینہ کی آبادی وہاں تک پھیل چکی ہے اور سڑکوں کا جال بچھا ہے۔لڑائی کے وقت، میدان جنگ کی ترتیب کچھ اس طرح سے تھی کہ اسلامی لشکر نے کوہ احد کو اپنی پشت پر رکھ کر صفیں ترتیب دی تھیں۔ اس میدان کے جنوب میں ایک برساتی نالہ بہتا تھا، جس کی گزرگاہ اب بھی موجود ہے۔اس نالے پر بنے پل پر سے گزر کر ہی ہم میدان احد میں پہنچے تھے۔

اس پہاڑی نالے کا نام وادی قناۃ ہے۔ اس میدان کے مغربی کنارے پر لشکر کفر نے اپنے خیمے گاڑے تھے۔ مسلمانوں کے لشکر کے سامنے، مدینہ کی سمت ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے جبل رماۃ کہتے ہیں۔ یہی وہ چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کے اوپر سیّد عالم ﷺ نے پچاس صحابہ پر مشتمل ایک دستہ تعینات فرمایا تھا۔اس دستے کی ڈیوٹی تھی کہ وہ برساتی نالے کی گزرگاہ پر نظر رکھے، جبل احد کے مشرقی سرے کے درمیان بنے درے کی حفاظت کرے، تاکہ دشمن اس راستے سے آکر اسلامی لشکر کے عقب سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ کیونکہ یہ اہم جنگی اصول رہا ہے کہ ہر لشکر اپنی پشت کی خصوصی حفاظت کرتا ہے۔جبل رماۃ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔

جو شہدائے احد کے قبرستان کی چاردیواری کے بالکل سامنے ہے۔ پچھلی دفعہ سنہ ۲۰۰۰ء میں جب ہم یہاں آئے تھے تو اس وقت اس چاردیواری کے مقفل گیٹ تک جانے کی اجازت ہوتی تھی لیکن اب کی دفعہ سعودی حکومت نے شرک و بدعت کے امکان تک کے خاتمے کے لیے چاردیواری سے چار پانچ فٹ پہلے ایک بیریئر لگا دیا ہے جس کے باعث آپ قبرستان کی چاردیواری کو چھ بھی نہیں کر سکتے۔ پھر یہاں پر انھوں نے اپنے مبلغین اور سپاہی کھڑے کر دیئے ہیں جو وہاں مستقل وعظ و تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔ دیگر شہدائے احد کے علاوہ یہاں سیّد الشہداحضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر بھی یہاں ہے۔ سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر ماضی میں ایک دلکش قبہ بنایا گیا تھا اور سنا ہے کہ

www.KitaboSunnat.com



لوگوں نے اس قبر کو بھی مرکز عبادت بنالیا تھا اور کئی قسم کی جاہلانہ رسوم اس سے وابستہ کرلی تھیں۔ دیگر مقبروں اور قبوں کی طرح، سعودی حکومت نے یہ قبہ بھی گرا دیا تھا اور اس قبر کو بھی صحابہ کرام کے زمانے کی سطح پر لے آئے تھے۔ پھر بھی بعض لوگ باز نہ آئے تو اس کے گرد ایک چار دیواری بنادی گئی اور آگے بیریئر لگا دیا۔ ہم نے اس بیریئر کے پاس سے چند لمحے غزوہ احد کے شہدا کے قبرستان کی زیارت کی۔ شہدائے احد کو خراج تحسین پیش کرنے میں چند لمحات گزارے۔ آنسوؤں کے چند قطرے، عقیدت کے چند موتی، دبی بی چند سسکیاں، اور پیار و محبت کے عطر بیز چند نگینے، شہدائے احد کے حضور نچھاور کیئے۔ پھر ہم جبل رماۃ پر چڑھے۔ بڑی پرانی آرزو تھی کہ اس پہاڑی پر چڑھوں۔ اگر چہ یہ کوئی زیادہ چڑھائی تو نہیں تھی لیکن پھر بھی ہمارے مضروب گھٹنے کو دکھ درد دینے کے لیے کافی تھی۔ راہ یار میں ہم نے بھی درد پالیا، گو اس درد کو نسبت ہے دور کی!!

چڑھائی والے راستوں پر فرشی بازار آراستہ تھا، جس میں چائنا کا مال اور حبشہ کی عورتیں قابض تھیں جبل رماۃ پر زائرین کا ہجوم تھا۔ زیادہ تر ایرانی زائرین تھے جو اپنے مخصوص انداز میں شہدائے احد کو خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ آگے جا کر میدان جنگ کا مطالعاتی جائزہ لیا، ہم کوئی عسکری تجربہ تو نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی فوجی تجزیہ نگار ہیں کہ آپ کو کوئی ماہرانہ تجزیہ پیش کر سکیں۔ بلکہ ہم سیرت پاک سے دلچسپی رکھنے والے محض ایک طالب علم ہیں، اس لیے ایک طالب علمانہ مطالعہ حاضر ہے۔ الحمد وللہ کافی کچھ سمجھ آ رہا تھا۔ بعض اوقات کتابوں کے مطالعے سے جو بات واضح نہیں ہو پاتی وہ بات مشاہدے اور تجربے سے سمجھ میں آ جاتی ہے۔

ویسے بھی جبل رماۃ پر آپ کی موجودگی، میدان احد کی قربت، ایک پرسکون روحانی تجربہ ہے، گویا غزوہ احد کا سارا منظر آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے یہی تصور کیا کم لذت آمیز ہے کہ اس پہاڑی پر تشریف لا کر میرے آقا سیّدی خیر البشر ﷺ نے تیز انداز مقرر کیے تھے اور انھیں ہدایات دی تھیں۔ اور آج ہم اسی پہاڑی پر تھے۔ کیا ہی سہانی صبح ہوگی اور کیا ہی خوبصورت منظر ہوگا جب مجاہد اعظم ﷺ یہاں ہوں گے۔ غزوہ احد کا ایک واقعہ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مسلم لشکر پر حملہ تھا۔ آپ اُس وقت ابھی کافر تھے۔ آپ کے اس حملے نے مسلمان لشکر کو بہت نقصان پہنچایا تھا۔ میں سیّدنا خالد بن

www.KitaboSunnat.com



ولید رضی اللہ عنہ کے اس حملے کے روٹ کو سمجھنا چاہتا تھا، جو الحمد للہ سمجھ میں آ گیا۔ چودہ صدیاں بیت گئیں بہت کچھ بدل گیا، پھر بہت کچھ ابھی باقی ہے قدر دانوں کے لیے۔ اُس وقت جب لشکر کفر کے قدم اکھڑ چکے تھے۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اس عقلمندانہ اقدام نے میدان جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ وہ تیز انداز جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے کسی طور بھی نہ ہٹنے کے احکامات دیئے تھے، وہ اپنے کمانڈر کے احکامات بھول گئے اور درے کی نگرانی چھوڑ دی۔ سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کسی ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھے، وہ آناً فاناً پہاڑی نالے کے راستے سے جبل رماۃ کے پیچھے سے ہوتے ہوئے درے کو کراس کر کے فتح مند اسلامی لشکر پر پشت کی جانب سے حملہ آور ہوئے اور اسلامی فوج کو گاجر مولی کی طرح کاٹنا شروع کر دیا۔

اسلامی فوج میں اس غیر متوقع حملے سے وقتی طور پر شدید ابتری پھیل گئی اور کافی جانی نقصان ہوا، لیکن جلد ہی انھوں نے اللہ کی مدد سے اور اپنے سپہ سالار کی غیر معمولی جرأت اور دانشمندانہ قیادت کے باعث اس ابتری پر قابو پالیا اور پلٹ کر لشکر کفار پر ایسا حملہ کیا کہ وہ دم دبا کر بھاگ جانے پر مجبور ہو گئے اور یوں میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## دو ہم نام خواتین:

غزوہ احد میں دونوں طرف سے عورتیں بھی شریک تھیں، مسلمانوں کی طرف سے بھی اور مشرکوں کی طرف سے بھی۔، دونوں کا نام ہند تھا۔ میرے ساتھ میری بیوی تھی، ہم جبل رماۃ پر کھڑے تھے اور اس موقع پر دو ہم نام خواتین مجھے یاد آ گئیں۔ آیئے آپ کو بھی اُن کی یاد میں شریک کرتا ہوں۔ ہمارے سامنے جبل احد اور شہدائے احد کا قبرستان تھا اور پیچھے مدینہ طیبہ کا شہر۔ میں کبھی شہدا کے قبرستان کی طرف دیکھتا اور کبھی شہر مدینہ کی طرف۔ ان قبروں میں نمایاں قبریں سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، سیّدنا

www.KitaboSunnat.com



عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے کی قبریں تھیں۔ان شہدا کی پاکیزہ میتوں کا مثلہ کیا گیا تھا۔اعضا کاٹ کاٹ کر اچھالے گئے تھے۔ہار بنا کر گلے میں ڈالے گئے تھے۔شہدا کی لاشوں کی یوں تذلیل کرنے میں پیش پیش ہند بنت عتبہ تھیں،اُس نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کروانے کے لیے کرایے کے قاتل کا بندوبست کیا تھا۔وہ آدمی (وحشی ابن حرب) جب اپنے مقصد میں کامیاب ہوا تو اس عورت نے اپنی آتش انتقام کو ٹھنڈا کرنے کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا اپنی نگرانی میں مثلہ کرایا،کان کاٹے،آنکھیں پھوڑیں،سینہ چیرا اور پیٹ چاک کیا۔دل گردے اور جگر نکالا اور اُن کو رسی میں پرو کر ایک ہار بنایا اور اپنے گلے میں ڈال لیا۔

ابوسفیان کی یہ بیوی عتبہ کی بیٹی تھی،ہند فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئی تھی۔

دوسری خاتون جس کا میں یہاں ذکر کرنا چاہتا ہوں اُس کا نام بھی ہند تھا یہ مسلمان ہیں ان کا تعلق انصار مدینہ سے تھا۔ہند بن عمرو انصاریہ،یہ خود تو میدان احد میں تشریف نہ لائیں تھیں البتہ اپنے خاوند،جوان بیٹے اور جوان بھائی کو میدان جنگ میں روانہ کیا تھا جو سب شہید ہو گئے تھے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ثقیفہ بن ساعدہ:

اسلامی تاریخ میں سقیفہ بنوساعدہ کا بڑا ذکر پڑھا تھا۔اسے دیکھنے کی آرزو تھی۔میری رائے میں تو اسلامی تاریخ کا آغاز ہی بنوسقیفہ سے ہوتا ہے،یہ وہ بیٹھک یا چوپال تھی جہاں سب سے پہلے سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت ہوئی تھی۔ثقیفہ کے معنی چوپال کے ہیں جس کا مطلب ایسی کھلی جگہ جہاں قبیلے کے لوگ آکر بیٹھیں اور اپنے روزمرہ کے مسائل پر گفتگو کریں۔چوپال یا بیٹھک دیہی تہذیب و معاشرت کا ایک لازمی عنصر ہوتی ہے۔یہ لوگوں کو تفریح طبع کے مواقع بھی فراہم کرتی ہے ثقیفہ بنوساعدہ بھی اسی قسم کی ایک چوپال تھی،یہ ایک وسیع احاطہ تھا جس میں ایک کنواں بھی تھا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک طرف کو بڑا سا چھپر تھا جو کانفرنس ہال کا کام دیتا تھا۔اس کے ارد گرد انصار کا مشہور قبیلہ بنو ساعدہ آباد تھا۔ یہ چوپال انھی کی ملکیت تھی اور انھی کے زیر انتظام تھی۔ بنو ساعدہ خزرج کی ایک شاخ تھے یہ مسجد نبوی کے شمال مغربی سمت میں آباد تھے۔ ان کے سردار سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے جو بڑے زیرک، شجاع اور صاحب قدر و منزلت بزرگ تھے۔ اس چوپال میں جو کنواں تھا اسے بئیر بضاعۃ کہتے تھے۔ کئی روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کنویں پر تشریف لایا کرتے تھے اور بڑے شوق سے اس کا پانی پیا کرتے تھے، اس کے پانی سے نہایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ایک طرف کو نماز بھی پڑھی تھی جہاں بعد قبیلہ والوں نے مسجد بنا لی تھی اور اس میں نماز پڑھتے تھے۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو انصار اسی چھپر تلے جمع ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے مسائل زیر بحث آئے۔

چونکہ انصار مدینہ طیبہ کے فرزندِ زمین Son of Soil تھے اس لیے اپنے آپ کو ریاست مدینہ کا وارث سمجھنے لگے۔ اُن کی یہ بات صحیح ہوتی اگر ریاست مدینہ صرف اور صرف شہر مدینہ پر مشتمل ہوتی لیکن یہ تو سارے عرب کو گھیرے ہوئی تھی۔ اس لیے اُن کے اس دعویٰ کو ایک وسیع فورم میں زیر بحث لائے بغیر کیسے مانا جا سکتا تھا۔ انصار کے اس اکٹھ اور بحث و مباحثہ کی خبر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور اس سے پہلے کہ یہ بحث کسی نتیجے پر پہنچتی یا کسی قسم کے نزاع کی شکل اختیار کرتی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دیگر مہاجرین کے ساتھ تشریف لے آئے۔ ریاست اسلامی کی حکمرانی کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ تھا اس کو طے کرنا ضروری تھا۔ اس لیے صحابہ کرام یہاں جمع ہوئے تھے۔ بحث و مباحثہ ہوا۔ انصار کے حق حکومت کے موقف کو سنا گیا لیکن دلائل سے اس بات پر باہمی فیصلہ ہوا کہ ریاست مدینہ پر قریشیوں کا حق فائق ہے کہ اہل عرب قریش کی سیادت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس فیصلے کے بعد سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنے کا مشورہ دیا جسے تمام حاضرین نے متفقہ طور پر قبول کر لیا اور یوں اس وقت اہل مجلس نے بیعت کر کے گویا اعلان کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے پہلے حکمران سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اُس کے بعد اگلے دن مسجد نبوی کے اجلاس عام میں اس بیعت کی تجدید ہوئی، پھر انھوں نے مسلمانوں کے امیر کی حیثیت سے رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اللہ ﷺ کی تدفین کی نگرانی کا کام کیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے خلیفۃ الرسول اللہ کا لقب اختیار کیا۔ اسی ثقیفہ بنو ساعدہ کو دیکھنے کا شوق تھا۔ وہاں مدینہ پاک میں جو پیشہ ور گائیڈ ہوتے ہیں اُن میں سے اکثر کو اس کے جائے وقوع کا علم نہیں تھا۔ لیکن تلاش و جستجو سے آخر میں وہاں پہنچ گیا۔ حرم اور اس کے آس پاس کا علاقہ نئی تبدیلیوں کی زد میں رہتا ہے۔ تعمیرات و توسیعات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس لیے کسی تاریخی مقام کے بارے میں حتمی طور پر تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ اپنی اصل شکل میں قائم ہے البتہ یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم یہ زمین کا وہی ٹکڑا ہے جس پر کبھی فلاں تاریخی عمارت موجود تھی۔ مسجد نبوی کی جدید توسیع اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ شاید ایک دو صدی تک اس کی مزید ضرورت نہ پڑے۔ اس لیے جو تاریخی مقامات اس توسیع سے باہر رہ گئے ہیں اُن کے نشانات کو محفوظ رکھنا چاہیے۔ ثقیفہ بنو ساعدہ انھی مقامات میں سے ہے جو ابھی اس توسیع سے باہر ہیں۔ مسجد نبوی کی باؤنڈری کی چاروں طرف۔ اس وقت ایک سڑک گزر رہی ہے۔ شمال مغربی کونے سے مسجد کا دروازہ کراس کریں اور اس سڑک کے پار آ جائیں تو بائیں طرف ایک احاطہ ہے جہاں کبھی ثقیفہ بنو ساعدہ ہوتا تھا۔ جس کے رقبے پر آج کل وہاں ایک چھوٹا سا باغیچہ ہے اور ایک طرف کو الیکٹرک پاور ہاؤس ہے۔ اس جگہ کو شامل کرتے ہوئے وہاں آج کل ایک بہت بڑی مارکیٹ زیرِ تعمیر تھی جس کی ابھی صرف چار دیواری بنائی گئی ہے۔

مارکیٹ کی چار دیواری کی مشرقی دیوار مسجد نبوی کی مغربی دیوار کے متوازی ہے۔ اس مجوزہ مارکیٹ کا شمالی حصہ ثقیفہ بنو ساعدہ والی جگہ ہے۔ مارکیٹ کے لیے جو چار دیواری تعمیر کی گئی ہے وہ قدیم طرزِ تعمیر کو اجاگر کرتی ہے۔ یہ پختہ چار دیواری اس طرح تعمیر کی گئی ہے کہ دور سے مٹی گارے کی کچی دیوار دکھائی پڑتی ہے۔ دیوار میں پلرز (Pillars) کی جگہ کھجور کے تنے گاڑے گئے ہیں۔ روشنی کے لیے پرانے طرزِ تعمیر کے لیمپ لگائے گئے ہیں جن میں بجلی کے قمقمے روشن ہیں۔ مجھے اس منصوبے کی تفصیلات کا تو علم نہیں اور نہ ہی اس وقت یہ ہمارا موضوع ہے، عرض صرف یہ کرنی تھی کہ اس مجوزہ عمارت کی حدود کے اندر ثقیفہ بنو ساعدہ والی زمین بھی آ گئی ہے، اب دیکھتے ہیں کہ مستقبل میں اس کی کیا شکل بنتی ہے۔ واللہ اعلم! ہم ابھی کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



❖❖❖❖❖❖❖❖❖

## زمین کے نیچے:

مکہ شریف کے مقابلے میں مدینہ منورہ میدانی شہر ہے۔اگر چہ اس کے شمال جنوب میں اور کسی قدر درمیان میں بھی پہاڑ موجود ہیں لیکن شہر بنیادی طور پر میدانی ہی ہے۔ مکہ کے مقابلہ میں یہ یقیناً سرسبز ہی ہے لیکن اتنا بھی نہیں جتنا کہ ہمارے ہاں لاہور گجرات ہیں۔ مسجد نبوی کے چاروں طرف زمین کے سینے پر سر بفلک عمارتیں اور پلازے ایستادہ ہیں تو زمین کے نیچے ایک اور ہی دنیا آباد ہے مسجد کے چاروں طرف جگہ جگہ ٹائلٹس اور غسلخانے ہیں۔ یہ سب زیر زمین ہیں۔ یہ حمام دو دو تین تین منزلہ ہیں۔ان کے دروازوں سے آپ نیچے اتریں تو حماموں کے علاوہ ساتھ ہی زیر زمین پارکنگ کا بھی نہایت ہی اعلیٰ انتظام ہے۔ پارکنگ کی یہ عمارت دو منزلہ ہے جس میں ایک اندازے کے مطابق پانچ ہزار گاڑیاں کھڑی کی جاسکتی ہیں۔ شہر سے مختلف راستوں سے آتے ہوئے آپ بڑی آسانی سے اس پارکنگ میں اتر سکتے ہیں ایک ریال دے کر۔

گاڑی کھڑی کر کے آپ اسکیلیٹر ز کے ذریعے آرام سے مسجد کے صحن میں آجاتے ہیں۔اس کی ڈیزائننگ میں ایسی عمدگی ہے نہ گاڑی موڑنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے اور نہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ آپ سطح زمین سے کئی فٹ نیچے آچکے ہیں۔ نہ دم گھٹتا ہے نہ کوئی تشنگی محسوس ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے اس پارکنگ نے بہت متاثر کیا۔ زیر زمین ہونے کے باوجود یہاں روشنی کا نہایت اعلیٰ بندوبست ہے۔ صحن کے ان تہہ خانوں کے علاوہ مسجد کے مین ہال بھی تہہ خانہ موجود ہے۔ یہ تہہ خانہ انتظامی امور کے لیے مختص ہے۔ جس میں مختلف دفاتر اور سیکیورٹی کا بہت بڑا نیٹ ورک ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں بڑے طاقتور کیمرے مسجد کے اندر اور باہر چاروں طرف نصب ہیں۔ان کے مانیٹرز اور آفیسرز انھی زیر زمین دفاتر میں ہوتے ہیں جہاں سے ہر آدمی پر ان کی نظر ہوتی ہے۔ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تہ خانہ مسجد کے کولنگ سسٹم کا بھی ہے۔ یہ ائیر کنڈیشنگ سسٹم بھی دنیا کا ایک عجوبہ ہے۔ اصل کولنگ پلانٹ تو مسجد مبارک سے پچیس تیس کلو میٹر دور ہے۔ وہاں سے یخ بستہ ہوائیں یا ایک روایت کے مطابق یخ بستہ پانی ایک زیر زمین سرنگ کے ذریعے چلتا ہوا مسجد تک پہنچتا ہے۔ یہ پانی اتنا ٹھنڈا ہوتا ہے کہ اگر ایک لمحے کے لیے بھی اس میں انگلی بھگوئی جائے تو وہ جم کر قلفی ہو جائے۔ مسجد پاک کے اسی زیر زمین پارکنگ ایریا میں ہی پلانٹ نصب ہے جس کے طاقتور پنکھے ٹھنڈی سرنگ سے برفیدہ ہوا کو مسجد پاک میں پہنچاتے ہیں۔ مسجد کے ستونوں کی بیس میں ائیر کنڈیشنگ ڈیوائس نصب ہے جہاں سے ٹھنڈی ہوا نکل رہی ہوتی ہے۔ ایک دوسری سرنگ کے ذریعے یہ ہوا یا پانی واپس جا رہی ہے جہاں سے یہ آئی تھی۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## کوہ سلع:

یہ وہ پہاڑ ہے جس کو پشت پر لے کر مسلمانوں نے غزوہ خندق میں مدینہ طیبہ کا دفاع کیا تھا۔ اُس وقت تو یہ شہر سے دور تھا لیکن اب تو یہ شہر کے وسط میں آ گیا ہے۔ اس کے آس پاس قبیلہ بنوحرام کے لوگ آباد تھے۔ اسی قبیلے سے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کا تعلق تھا۔ اس پہاڑ کی زیارت کے لیے گئے۔ وہ جگہ جہاں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا، وہاں اب ایک چھوٹی سی مسجد بنا دی گئی ہے جسے مسجد فتح کہتے ہیں۔ اسی مسجد میں حاضر ہوئے، یہ پہاڑ کی اونچائی پر ہے۔ اُس موقع پر جو خندق کھودی گئی تھی اس کی اب کوئی نشاندہی نہیں کی جا سکتی۔ پہاڑ کی اونچائی پر کھڑے ہو کر اس عظیم الشان دفاعی حصار کا بس تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یہ دفاعی حصار قریباً اڑھائی کلو میٹر طویل تھا۔ خندق کی عمومی چوڑائی چار میٹر اور گہرائی تین میٹر تھی۔ یہ مسجد مستراح سے شروع ہو کر شمال کی جانب ذباب تک چلی جاتی ہے۔ خندق کا کچھ حصہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پہاڑی یعنی جبل سلع کے سامنے تھا۔ ہم اسی پہاڑ پر کھڑے نیچے جہاں سے خندق گزرتی تھی کا نظارہ کر رہے تھے۔ مٹی کا وہ ڈھیر جو کھدائی کے دوران نکلا تھا وہ بھی خندق کی گہرائی اور چوڑائی میں اضافہ کر رہا تھا۔ مسجد میں پہنچ کر زوجہ محترمہ تو نوافل ادا کرنے لگیں اور میں تصورات کی دنیا میں کھو گیا۔ میری نظر اس سڑک پر تھی جو خندق پر بنی تھی اور ذہن چودہ سال پیچھے چلا گیا۔ میں خندق کی کھدائی دیکھنے لگا۔ میرے کانوں میں وہ گیت رس گھولنے لگا جو کھدائی کے موقع پر صحابہ کرام ..... ہاں ..... ہاں خندق کی کھدائی کا کام صحابہ کرام ہی اپنے مقدس ہاتھوں سے سرانجام دے رہے تھے۔ اور ان کے ساتھ ..... سیّد انسانیت بھی ..... بہ نفس نفیس شامل تھے ..... کی پیاری پیاری زبانوں پر تھا۔ آیئے آپ بھی سنیں۔

یہ سریلی، من موہنی، گیت گاتی آوازیں،

امام بخاری نے روایت کی ہے کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں؛

خندق کی کھدائی کے دنوں میں میں نے انصار سے یہ سنا تھا کہ وہ آپس میں مل کر یہ شعر پڑھتے تھے۔

**نَحنُ الذین بَا یَعُو محمداً علی الجهادِ ما بقِینا اَبَدا**

ہم تو پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر چکے ہیں یہ عہد و پیماں

جان جب تک ہے، لڑیں گے کافروں سے ہم سدا

..........

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے اس شعر کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ نفس نفیس یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

**لَا عَیشِ اِلا عَیش الآ خرہ فَاغفِر الانصارَ و المُهاجرۃ**

فائدہ جو کچھ ہے اور آخرت کا فائدہ ہے، بخش دے انصار اور پردیسیوں کو اے خدا!

(بخاری ، کتاب الجہاد والسیر )

..........

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خندق کی کھدائی کے دنوں میں یہ شعر اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رہتا تھا۔

..........

ایک اور گیت ملاحظہ فرمائیں:

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

خندق کی کھدائی کے دنوں میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس مٹی ڈھویا کرتے تھے۔ کدال چلایا کرتے تھے اور سب کے ساتھ محنت و مشقت کے ہر کام میں برابر کے شریک رہتے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹی ڈھو رہے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کا روشن و منور چہرہ انور اور نور سراسر جسم اطہر مٹی سے چھپ گیا تھا اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے یہ شعر تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَااَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَااَبْقَیْنَا
وَثَبِّتِ الْاَ قْدَامَ اِنْ لَّاقَیْنَا
وَاَلْقِیْنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَبَیْنَا
وَبِالصَّیَاحِ عَوَّ لُوْ ا عَلَیْنَا

ان اشعار کا جو ترجمہ بخاری شریف کے مترجم علامہ وحید الزماں صاحب نے کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

(اے خدا) تو ہدایت اگر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات،
کیسے پڑھتے ہم نمازیں، کیسے دیتے ہم زکوٰۃ،
اب اتار ہم پہ تسلی، سکون و اطمینان، اے پروردگار،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پاؤں جمادے ہمارے اورلڑائی میں دے ثبات،

بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں۔

جب وہ بہکائیں ہمیں، سنتے نہیں ہم ان کی بات۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

سیّدنا براابن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان اشعار کے آخری لفظ ''ابینا'' کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونچی آواز میں ادا فرماتے اور صحابہ بھی آپ کی سُر میں سُر ملاتے جاتے۔

(بخاری ، کتاب المغازی)

❖❖❖❖❖❖❖❖

اب بندہ کی ترجمانی ملاحظہ فرمائیں۔

اے کریم آقا!

گر ہدایت نہ دیتا تو ہمیں،

نہ پڑھتے ہم نمازیں، اور نہ دیتے ہم زکواۃ،

تجھ پہ واری ہم نے زندگی ساری،

بخش دے ہم کو، دے لڑائی میں ثبات،

سکون واطمینان، ہو زندگی کا سامان،

دشمن رہے پچھتا،

ہمیں پکارتا، ورغلاتا،

نہیں سننے کے ہم اُس کی بات، تو دے ہمیں اُن سے نجات''

❖❖❖❖❖❖❖❖

جنگ احزاب کے کئی مناظر آنکھوں کے سامنے آرہے تھے، یہ خوف، عسرت اور تنگی کی وہ جنگ ہے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



جس کے بارے میں خود اللہ کریم نے فرمایا ہے یہ ایسا موقع تھا جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، جب کلیجے منہ کو آتے تھے اور دشمن اوپر نیچے سے چڑھ آئے تھے۔اور یہ کہ خود ممتحن نے تسلیم کیا کہ یہ ایسا موقع تھا

''جب اہل ایمان خوب آزمائے گئے اور بری طرح ہلا مارے گئے''۔

(سورۃ الاحزاب ؛ ۹:۱۱)

خوراک کی اتنی کمی تھی کہ صحابہ کی کمریں سیدھی نہ ہوتی تھیں، جس کا حل انھوں نے یہ نکالا کہ کمر سیدھی رکھنے کے لیے پیٹ پر پتھر باندھ لیے اور اُن کے قائد اور کمانڈر انچیف سیّدی محمد کریم ﷺ نے اپنے پیٹ مبارک پر دو پتھر باندھ رکھے تھے۔کوہ سلع کے آس پاس، اسی جنگ کی مختلف یادوں کو قائم رکھنے کے لیے کسی زمانے میں فاصلے فاصلے سے سات مساجد بنائی گئیں تھیں۔جن کے نام مختلف صحابہ کرام کے اسمائے گرامی پر رکھے گئے تھے۔ان میں سے ایک مساجد سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے نام پر بھی ہے۔یہ وہ عظیم صحابی ہیں جن کے مشورہ پر ہی خندق کا یہ دفاعی حصار قائم کیا گیا تھا۔شاید چند سالوں بعد یہ سات مساجد تو نہ ہوں گی ان کی جگہ یہ مسجد زیب نظر ہوگی۔کوہ سلع کے دامن میں پارکنگ ایریا کے قریب، یہاں بھی حسب رواج فرشی بازار سجا تھا، زائرین کی بسیں اور گاڑیاں آ جارہی تھیں۔ایک رونق تھی جو دل و دماغ کو فرحت دے رہی تھی۔دین اسلام کے پیرو اور عاشقان پیغمبر آج بھی ان جگہوں کے طواف میں تھے جن کو کبھی میرے آقا کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تھا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## منصوبے، جو پورے نہ ہوئے:

اس دفعہ کافی منصوبہ بنا کر گیا تھا کہ حجاز کے بازاروں میں گھوموں گا، کتب فروشوں کے پاس جاؤں گا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مکتبے دیکھوں گا، وغیرہ، وغیرہ۔ کتابوں کی ایک لسٹ بنا رکھی تھی کہ وہاں سے خرید کر لاؤں گا۔ اپنے ایک پیار کرنے والے دوست ڈاکٹر ریاض صاحب سے تو زبردستی ایک خطیر رسم بھی یہ کہہ کر ''اینٹھ لے'' گیا تھا کہ آپ کی طرف سے اپنی لائبریری کے لیے حجاز سے کتابیں خریدوں گا۔ اللہ کریم انھیں جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے بڑی خوشی سے مجھ سے اپنی جیب کٹوائی۔ وہاں ان منصوبوں پر عمل کرنے کی کوششیں بھی کیں اور الحمد وللہ کافی حد تک کامیاب کوششیں کیں لیکن مجھے کوئی زیادہ مزہ نہیں آیا۔ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی جائے پیدائش میں قائم لائبریری میں بھی حاضر ہوا۔ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے اندر بھی مکتبہ قائم کیا گیا ہے جو زائرین کے لیے کھلا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ سعید صاحب کے ہمراہ مدینہ منورہ میں ایک بڑے تجارتی مکتبے میں بھی پہنچا۔ اس کے علاوہ حرمین کے چاروں طرف چھوٹی موٹی کتابوں کی دکانیں بھی ہوتی ہیں، جن میں آتے جاتے ضرور ''جھاتی'' مارتا۔ خریداری بھی کی لیکن مزہ اس لیے نہیں آیا کہ کوئی ہم ذوق ساتھ نہیں تھا اور جس قسم کی کتابیں مجھے مطلوب تھیں وہ یا تو موجود نہ تھیں یا اُن کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی تھیں۔ پھر یہ اندازہ بھی لگا لیا تھا کہ اپنے وطن میں یہ کتابیں قدرے سستی ملتی ہیں۔ کتابوں کی خرید کے علاوہ سب سے بڑی خواہش یہ تھی بدر کی بستی میں جاؤں اور جنگ بدر کا موقع دیکھوں اور طائف کی وادیوں میں گھوموں لیکن اس کے لیے قانونی رکاوٹیں حائل تھیں۔ ان کا مجھے پہلے سے علم نہیں تھا البتہ خطرہ مول لیا جا سکتا تھا لیکن اس کے لیے ایک تو ٹیکسیوں والے بہت زیادہ رقم طلب کرتے تھے دوسرے یہ کہ میں کسی بھی قسم کا رسک لینے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس لیے حجاز سے واپس لوٹ آیا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## میں گواہی دیتا ہوں:

مدینہ پاک کے قیام کے دوران میرا یہ معمول تھا کہ صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے بعد تو لازماً دیگر

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اوقات میں بھی اکثر روضہ رسول پر حاضری دیتا اور درود پاک کا ورد کرتا مقدس جالیوں سے بصد عجز و نیاز گزرتا ہوا باہر آ جاتا۔ اس کے بعد، باب البقیع کے سامنے مشرقی سمت والے دالان میں روضہ رسول کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرتا تھا۔ یہ لمحات عموماً سیرت پیغمبر کے استحضار میں یا اگر کبھی سیرت کی کتاب ہوتی تو اس کے مطالعے میں گزارا کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لمحات کا لطف بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔ عموماً تو اکیلا ہوتا کہ نصف بہتر، خواتین کے الگ حصے میں مصروف عبادت ہوتیں۔ کبھی کبھار اس جگہ اُن کا بھی ساتھ ہوتا۔ ایک ایسے ہی موقع پر جب میں اکیلا تھا تو یادوں کے کمپیوٹر نے حجۃ الوداع کی فائل کھولی۔ میرے آقا سیدی خیر البشر ﷺ آخری خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سوال کرتے ہیں ''کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا''۔؟

یہ سوال سنتے ہی، میں تو چیخ اٹھا ''لبیک یا رسول اللہ لبیک!.... نعم!! میرے آقا نعم!!.... ہاں ہاں میرے پیارے رسول.... جی جی! میری جان.... آپ پر میں قربان، یہ دل و جان.... میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے ہم تک.... ہاں ہاں ہم تک بھی.... جو آپ سے چودہ صدیاں دور ہیں.... اللہ کا دین پہنچا دیا ہے۔ ہمیں آپ نے اللہ کا پیغام سنا دیا ہے۔

آپ کی کاوشوں، آپ کے صحابہ کی قربانیوں اور علما کرام کی محنتوں سے یہ دین بلا کم و کاست ہم تک پہنچ گیا ہے۔'' میں نے عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ! مجھے سب یاد ہے کہ اس تبلیغ دین کے لیے آپ نے کیا کیا مشقتیں اٹھائیں۔ طنز و تمسخر کے کون کون سے تیر ہیں جو آپ نے نہیں کھائے، وہ کون سا زخم ہے جو میرے آقا آپ کے سوہنے جسم پر نہیں لگا، یا رسول اللہ ﷺ.... ہمیں معلوم ہے کہ یہ سب آپ نے ہمارے لیے برداشت کیا!!

یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے تو تبلیغ کا حق ادا کر دیا، لیکن ہم کیا کر رہے ہیں؟؟؟

آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔ ندامت سے سر اٹھایا نہیں جا رہا،

روضہ اقدس پر نظر نہیں ڈال سکتا۔

ایسے میں بندہ اپنے اللہ کریم سے مخاطب ہوتا ہے،

یا اللہ! تو ہی اپنے محبوب کو اعلیٰ ترین اجر عطا فرما۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپکے آخری پیغمبر نے حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پیغمبری ادا کر دیا تھا، اس طرح جیسا کہ اس کا حق تھا،
تو ہی ان کو اس کی بہترین جزا عطا فرما!!
یا اللہ تو ہمیں بھی معاف کر دے کہ ہم تیرے دین کی اشاعت کا حق ادا نہیں کر سکے۔
ہمیں توفیق دے کہ ہم تیرے رسول پاک کے حق شناس بنیں،
ہمیں ہمت دے کہ تیرے دین کی داعی بنیں،
یا اللہ! ہمیں اپنے دین کو سمجھنے کی صلاحیت عطا فرما،
اُس پر عمل کرنے کے لیے آسانیاں عطا فرما،
اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرما،
آمین، یا رب العالمین۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## ہوشیار باش:

بلا شبہ مکہ مدینہ میں اللہ کی رحمت اپنے جوبن پر ہوتی ہے۔ وہاں ہم اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔ بلا شبہ یہ شہر اللہ کے نور کے اور اللہ کے پیار کے مظہر ہیں۔ یہاں عبادت کا لطف ہی اور ہے۔ ایک ایک نماز کا اجر کئی کئی گنا بڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور ایک ایک نیکی کئی کئی گنا زیادہ ثواب لاتی ہے۔

لیکن خیال رہے کہ ہمارا ازلی دشمن بھی یہاں موجود ہے۔

شیطان مردود اور اس کی ذریت یہاں بھی اپنی کارستانیوں میں مصروف ہے۔

اس لیے اس دشمن سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

جب تک انسان اپنی عقل کو حاضر نہ رکھے اور شیطان کے ہتھکنڈوں سے شعوری طور پر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہ کرے تو یہاں بھی وہ آسانی سے اس کا شکار ہو سکتا ہے۔ اگر چہ عمومی طور پر یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نیکی کا ماحول ہے لیکن برائی بھی اپنی تمام تر دلربائی کے ساتھ یہاں کارفرما نظر آتی ہے۔میرا کام یہاں برائی کے مختلف روپوں کی نقاب کشائی کرنا نہیں ہے بلکہ بندہ صرف آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ وہاں جاکر اپنے اس مکار دشمن سے لاپرواہ مت ہوجایئے گا وگرنہ سیر وتفریح اور پیسوں کے ضیاع کے اور کچھ آپ کے ہاتھ نہیں آئے گا۔یہ پلید کئی بہانے اور معقول عذر آپ کے سامنے لائے گا جس سے نمازیں قضا ہوسکتی ہیں۔کبھی کہے گا عمرہ کی سعادت تو حاصل کرلی صفا مروہ کی سعی بھی کرلی اب ذرا تھکاوٹ دور کرلو، آرام کرلو، بس اس آرام آرام میں ہی ایک دو نمازیں تو قضا ہو ہی جائیں گی یا کم از کم حرم کی جماعت سے تو رہ جائیں گے، اپنی رہائش میں ہی ادا کروائے گا۔

یہ کتنی بڑی محرومی ہے، مکے شریف بھی بندہ پہنچ جائے اور نمازیں کمرے میں ادا کرے!!

غیر مسنون یا غیر لازم عمل کی طرف ترغیب دے گا اور مسنون عمل چھوٹ جائے گا۔

لڑائی جھگڑا، گالم گلوچ اور ہاتھا پائی کروائے گا!!

اور کچھ نہیں تو حکومت کو، یا ویزہ لگوانے والی کمپنی کو یا ائیر لائن کے کارپردازوں کو یا معلم اور اس کے نمائندوں کو ہی بندہ بے وقت کوستا رہے گا اُن پر تنقید کرتا رہے گا۔حاصل تو کچھ نہیں۔غیبت تو عام ہوتی ہے، کیونکہ وہاں اور کوئی کام جو نہیں ہوتا۔غیر ضروری طور پر بازاروں میں گھومتے رہنا، راہ جاتی عورتوں کو گھورتے رہنا اور جان پہچان کے لوگوں کو ڈھونڈتے رہنا، وہاں کے عام مشاغل ہیں جن میں زائرین کرام مصروف رہتے ہیں اور یوں اپنا قیمتی وقت شیطان کی نظر کرتے رہتے ہیں۔انسان آخر انسان ہے جہاں بھی ہوتا ہے انسانی ضروریات اور بشری تقاضوں سے پاک نہیں ہوتا، اس سے تو ہمیں انکار نہیں ہے مسائل و مشکلات، اجنبی دیس کی الجھنیں اور پریشانیاں ہوتی ہیں، یقیناً ہوتی ہیں اس سے ہمیں انکار نہیں۔لیکن ہم جس طرف توجہ دلا رہے ہیں وہ ان میں غیر ضروری طور پر مشغولیت ہے۔عبادت کو بھول کر سیاحت کو مقصد بنالیا جائے اس سے ہم آپ کو بچانا چاہتے ہیں۔

حج وعمرہ صبر کا راستہ ہے، وہاں کی طرف کم سے کم مطالبات لے کر چلیں۔کم سے کم مصروفیات لے کر چلیں۔تنگیوں کو برداشت کرنے اور مشکلات کو سہنے کی عادت ڈالیں۔گنتی کے دو چار دن ہوتے ہیں اپنے معیارات اور اسٹینڈرڈ سے کم پر جینا سیکھیں۔اسطرح امید کی جاسکتی ہے کہ آپ اس راستے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے آنے والی شیطانی ترغیبات سے بچ سکیں گے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## کرنے کو کچھ نہیں:

جیسا کہ قبل ازیں لکھ چکا ہوں کہ حج وعمرہ کے سفر میں مدینہ طیبہ کی حاضری ایک لازمی حصہ ہے، لیکن بہر حال یہ ان عبادات کا حصہ نہیں ہے۔ یہاں آ کر رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری اور مسجد نبوی کی زیارت کے علاوہ اور تو کوئی کام نہیں ہوتا، یا پھر ایک مصروفیت مختلف مقامات کی سیر وتفریح ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ تو ایک ہی دن میں مکمل ہو جاتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کریں؟ خاص طور پر وہ آدمی جو قبروں، عرصوں اور درباروں پر لگنے والے میلے ٹھیلوں میں شرکت سے بچا رہا ہو اُسے تو یہاں کوئی مزا ہی نہیں آتا۔ میری زوجہ محترمہ کا بھی یہی معاملہ تھا پہلے دو دن تو اسی طرح گزر گئے۔ مسجد نبوی کی بھی خوب زیارت کر لی، روضہ اطہر کی حاضری بھی ہو گئی۔ مختلف آثارات اور زیارات کا دورہ بھی ہو گیا تو تیسرے دن کہنے لگیں، یہاں تو اب کچھ کرنے کو رہا ہی نہیں مکہ شریف کیوں نہ چلیں کہ وہاں طواف وعمرے ہیں۔ بیت اللہ کی زیارت ہے اور امام سدیس کی تلاوت ہے نمازوں میں بھی لاکھوں کا ثواب ہے اور یہ کہ ان مصروفیات میں وقت بھی خوب گزرتا ہے۔ روضہ شریف میں حاضری کے اوقات میں خواتین کے رویے سے تو وہ بہت ہی زیادہ پریشان تھی۔ خواتین کے لیے مقدس جالیوں اور ریاض الجنۃ کے لیے خاص وقت طے تھا۔

جب وہ طے شدہ وقت پر وہاں حاضر ہوتیں تو عورتیں بہت شور وغل کرتیں۔ عورتوں کی اس چیخ و پکار دھکم پیل اور آہ وبکا کے دوران کوئی بھی سکون سے درود وسلام نہیں پڑھ سکتا بلکہ شدید بدمزگی پیدا ہوتی ہے عورتوں کے اس شور وغل سے دوسری طرف میں بیٹھے مرد بھی بہت پریشان ہوتے۔ یہ چیز رسالتمآب ﷺ کے ادب واحترام کے خلاف ہے۔ بیگم صاحبہ جب بھی وہاں جاتیں، دلگرفتہ واپس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آتیں۔ کہنے لگی مجھ سے تو عورتوں کی یہ بے ادبی اور گستاخی برداشت نہیں ہوتی۔ میں اب ادھر مسجد پاک کے ایک کونے میں ہی بیٹھی درود و سلام پڑھوں گی۔ میں نے اسے تسلی دی کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں حضور ﷺ پر درود و سلام پیش کر سکتے ہیں۔ تمھارا درود سیدی خیر البشر کو پہنچا دیا جائے گا۔ وقت کے اچھے استعمال کے لیے میں نے اُن کو ایک اور مشورہ دیا اور اس طرح کی کیفیت میں مبتلا ہر آدمی کے لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھیں اور میں نے بیگم صاحبہ سے عرض کیا کہ آؤ مقابلہ کرتے ہیں ہم دونوں میں حرم نبوی میں کون زیادہ قرآن مجید پڑھتا ہے۔

وہ کہنے لگیں ٹھیک ہے اور اس طرح ہمارا مقابلہ شروع ہو گیا۔ میرا مقصد تو چونکہ وہاں ان کے دل کو لگانا تھا اس لیے پہلے دن تو میں نے بھی خوب تلاوت کی لیکن بعد میں اس سے ہاتھ کھینچ لیا لیکن ان سے یہی کہتا رہا کہ میں تم سے آگے ہوں۔ اس ترکیب سے وہ خوب مصروف ہوئیں اور باقی کے دنوں میں پھر کبھی نہ کہا کہ یہاں تو کرنے کو کچھ نہیں۔ مدینہ پاک کے قیام کے دوران ایک دوست پوچھنے لگے کہ ڈاکٹر صاحب یہ چالیس نمازوں کی کیا حقیقت ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ یہ جو روایت کیا جاتا ہے کہ مدینہ میں چالیس نمازیں ضرور پوری کرنی ہیں تو اس کی حقیقت کیا ہے؟ میں عرض کیا یہ موضوع روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہر زائر کو یہاں چالیس نمازیں پوری کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ وہ کہنے لگے آپ نے میری مشکل حل کر دی میں تو چالیس نمازوں والی روایت سے متذبذب تھا۔ وہ کہنے لگے چونکہ حضور ﷺ کے دربار میں حاضری کی سعادت تو حاصل ہو گئی ہے دورد و سلام بھی پیش کر دیا ہے، روضہ مبارک کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو گیا ہے اب مزید یہاں رکنے میں ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی بے ادبی نہ ہو جائے اس لیے میں تو آج ہی واپس مکہ کے لیے روانہ ہو جاؤں گا۔

میرا اپنا خیال یہ ہے کہ کبھی کسی بزرگ نے انھی حالات میں جن میں بندہ نے بیوی کو قرآن مجید کی تلاوت کا مشورہ دیا تھا اپنے لوگوں کو یہ مشورہ دیا ہو گا کہ یہاں نماز پنجگانہ کی پابندی کرو کم از کم چالیس نمازیں، یعنی پورے آٹھ دن، مسجد نبوی میں نماز با جماعت ضرور ادا کریں تو امید کی جا سکتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ نماز پڑھنے کی عادت پختہ ہو جائے گی۔ بہر حال اصل بات یہی ہے کہ ایسا کوئی حکم کسی صحیح روایت میں نہیں آیا۔ ویسے تو اب حج کے زمانے میں، مدینہ طیبہ میں یوں بھی زائرین کا قیام لازمی ہو گیا ہے کہ بے پناہ رش کو divert/devide کرنے کے لیے یہ ایک انتظامی حکمت عملی ہے کہ کچھ لوگوں کو کچھ دنوں کے لیے مدینہ طیبہ روانہ کر دیا جائے جس سے مکہ مکرمہ پر دباؤ قدرے کم ہو جاتا ہے اور انتظامات میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے مدینہ طیبہ میں آٹھ دس دنوں کا قیام رکھ لیا جاتا ہے۔ ان دنوں مکہ مدینہ دونوں کے درمیان لوگوں کی آمد و رفت کا ایک بڑا خوبصورت چکر چل رہا ہوتا ہے۔ کچھ لوگ آ رہے ہوتے ہیں، قیام کرتے ہیں اور کچھ لوگ کوچ کر کے جا رہے ہوتے ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## احساس محرومی:

اس دفعہ سفر حجاز میں ایک قسم کا شدید احساس محرومی غالب رہا۔ جوں جوں مدینہ طیبہ سے اور مکہ مکرمہ سے واپسی کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ اس احساس محرومی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخری دنوں میں تو میری یہ حالت ہو گئی تھی کہ مسلسل اپنے آپ کو ستا رہتا تھا کہ کیوں نہ ماضی میں ایسا اہتمام کیا کہ زندگی کے کچھ سال یہیں بسر ہو جاتے۔ جی بھر کے مسجد نبوی کی زیارتیں ہوتیں۔ جی بھر کے شہر مدینہ دیکھتا، جب چاہتا عمرے کے لیے مکہ شریف چلا جاتا۔ کعبے کے پھیرے لیتا، حجر اسود کو چومتا اور ملتزم سے چمٹ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا۔ اپنے آپ کو کوستا کہ کیوں نہ ماضی میں یہاں کوئی روزگار کا سلسلہ قائم کیا کہ آج الوداعی کے یہ چرکے، جدائی کے یہ زخم برداشت نہ کرنے پڑتے۔ ابھی تو شہر مدینہ اچھی طرح دیکھا بھی نہ تھا۔ ابھی تو جی بھر کے حضور اقدس میں درود و سلام بھی پیش نہ کیے تھے اور واپسی کی تاریخ سر پر آ گئی۔ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ میرے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے جب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوچتا ہوں کہ کیوں نہ میں یہاں سالوں پہلے آیا، میں اپنی MBBS کی ڈگری کو استعمال کر کے کچھ عرصے کے لیے یہاں آ سکتا تھا اور باعزت روزگار بھی حاصل کر سکتا تھا۔ تو پھر جس بری طرح اپنے آپ کو لتاڑتا وہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔ دل ہی دل میں اپنے دوستوں، عزیز رشتے داروں کو بھی لتاڑتا کہ اُن میں سے بھی کسی نے مجھے یہ راستہ نہ سجھایا۔ بعض اوقات تو رونے پر آ جاتا کہ اس سعادت کے حصول کی کوشش کیوں نہ کی۔ آقا کے در کی، اللہ کے گھر کی جاروب کشی ہی مل جاتی۔ جوانی یہاں بسر ہوتی تو کیسی خوش نصیبی ہوتی۔ یہ سوچ سوچ کر شدید پریشانی ہوتی۔ سوچتا ہوں اب ایسا کرلوں، اب کوئی ایسا راستہ نکال لوں کہ یہیں کا ہو رہوں، جذبات تو کہتے ہیں کہ ابھی آ جاؤ۔ لیکن عقل یہ کہتی ہے کہ اب یہ چیز مشکل ہے۔ دل کہتا، لیکن اللہ کریم سے، اب بھی مانگنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ اسی کشمکش میں رہتا، سوچتا کہ عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں، زمانے کے سرد گرم کو برداشت کرنے کی عمر گزر چکی، اب اولاد کی ذمہ داریاں ہیں، معاش کی ایک اچھی صورت رب کریم نے بنا دی ہے، سارے نظام کو بگاڑنا کوئی عقلمندی نہیں ہے۔ اب تو یہی خواہش ہے کہ وقفے وقفے سے یہاں کی حاضری نصیب ہوتی رہے تو غنیمت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے ساتھ اللہ کریم نے معاملہ ہی کچھ ایسا کیا ہے کہ اولاد کی ذمہ داریوں کی قسم کی ذمہ داریاں عملی زندگی کے پہلے دن سے ہی مجھے عطا فرما دی تھیں اور میں نے بھی اس کی عنایت سے انھیں پورا کرنے سے کبھی جی نہ چرایا۔ یہ بھی اسے راضی کرنے کے لیے تھا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ پاک کی یہ مہربانی ہے کہ اُس نے مجھے یوں اپنے بندوں کی خدمت کا موقع فراہم کیا۔

جوانی کے بیس قیمتی سال اس خدمت کی نظر ہو گئے۔ جب ان ذمہ داریوں سے قدرے فارغ ہوا، سر اٹھایا تو دیکھا کہ اب اپنی اولاد جوان ہو رہی ہے گویا اب پھر نئے سرے سے انھی ذمہ داریوں میں جوت دیا گیا ہوں، اللہ تیرا شکر ہے، صد ہزار شکر ہے بار بار شکر ہے۔ یہ بھی میرے اس کریم آقا کا فضل ہے کہ اپنے بندوں کی خدمت کے ساتھ ساتھ اس عاجز کو اپنے دین سے بھی وابستہ رکھا، اپنی عبادت کی توفیق دی اور اپنی چوکھٹ سے کبھی جدا نہ کیا۔

**الحمد للہ علیٰ ذٰلك**۔ این سعادت بزور بازو نیست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مدینہ طیبہ میں ہی ایک دن اپنے ایک دوست سے اپنی اس کیفیت کا ذکر کیا وہ کہنے لگا، ڈاکٹر صاحب اب واقعی اس کی عمر نہیں رہی کہ آپ یہاں آ کر سیٹ ہو جائیں۔ یاد رکھیں جس مدینہ سے آپ محبت کرتے ہیں وہ یہاں نہیں ہے۔ مسجد نبوی کی چار دیواری کے باہر جو مدینہ ہے وہ ہم جیسے اجنبیوں کے لیے بڑا ظالم ہے۔ ہم لوگ جن مشکلات میں ہیں آپ لوگ ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ کے رسول کے روضے کی زیارت ہو گئی اب خوشی خوشی واپس جاؤ۔ پھر کبھی موقع ملے تو ضرور حاضر ہو جانا۔ یہاں مستقل قیام کا آپ جیسے آدمی کے لیے سوچنا کوئی زیادہ دانش مندی نہیں۔

ایک دن مدینہ طیبہ میں انڈیا کے ایک عالم دین سے ملاقات ہوئی، باتوں باتوں میں وہ کہنے لگے میری یہ آقا کے حضور ۵۳ ویں حاضری ہے۔ ہر سال، کبھی سال میں دو دو بار یہاں آنا نصیب ہوتا ہے، اللہ رے قسمت، اُس کے مقدر پر رشک آیا اور دعا کی میرے مالک اس عاجز بندے کے لیے بھی کوئی اسی طرح کی سبیل نکال دے۔ اپنے محبوب کے در کی بار بار حاضری عطا کرتا رہے۔

کچھ سکون ملا، پریشانی کچھ کم ہوئی لیکن......؟

عشق اب بھی عقل کو مات دینے پر اکساتا ہے!!

یہاں وطن واپس آ کر اپنے آپ کو تولتا ہوں تو اپنے اندر اہل حجاز کا ظلم سہنے کا حوصلہ پاتا ہوں،۔

آقا کے در کی چوکھٹ پر سر رکھنے کی سعادت کی یہ کوئی بڑی قیمت نہیں ہے!!

یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے!!!

مگر اتنا سستا بھی نہیں!! دور کسی کونے سے عقل پکارتی ہے۔

میں اس کی پکار سنتا ہوں کہ میرے لیے اللہ کا یہی فرمان ہے۔

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# بقیع الغرقد

کہتے ہیں اولادِ آدم میں جو پہلا شخص فوت ہوا وہ جناب ہابیل تھے۔ یہ سیّدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ جو اپنے بھائی قابیل کے ہاتھوں مظلومانہ قتل ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس پہلے قتل کے پیچھے بھی ایک عورت کا ہاتھ تھا۔ جب قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو اب اس کی لاش ٹھکانے لگانے کا مسئلہ پیش آیا۔ اُسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اس لاش کا کیا کرے۔ کیونکہ اس وقت تک اس کی کوئی مثال نہ تھی۔ لہٰذا وہ اس لاش کو اٹھائے مارا مارا پھرتا رہا۔ ایک دن اس نے دیکھا کہ ایک کوئے نے دوسرے کوئے کو مار دیا، پھر قاتل کوئے نے زمین کھودی اور مقتول کوئے کو اس میں دفن کر دیا۔ یہ دیکھ کر قابیل نے اپنے آپ کو کوسا کہ تو تو اس کوئے سے بھی کودن نکلا، کیوں نہ بھائی کی اس لاش کو زمین دبا دیا۔ پھر اس نے تاریخ کی پہلی قبر کھودی اور اپنے بھائی جناب ہابیل کو دفن کر دیا۔ اس کے بعد سے اولادِ آدم میں تدفین کا سلسلہ شروع ہوا۔ قرآن مجید نے بھی اس قصے کو بیان کیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ؛

اور ذرا انھیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم و کاست سنا دو، جب اُن دونوں نے قربانی کی اور ایک کی قربانی قبول ہوئی دوسرے کی قبول نہ کی گئی تو اُس نے کہا؛ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تجھے مار ڈالوں گا، اُس نے جواب دیا اللہ تو صرف متقیوں کی ہی قربانیاں قبول کرتا ہے ، اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا، اس لیے کہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہے کہ ظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک ٹھکانا ہے آخر کار اُس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل اس کے لیے آسان کر دیا اور وہ اسے مار کر اُن لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہیں، پھر اللہ نے ایک کوا بھیجا جو زمین کو کھودنے لگا تا کہ اسے بتائے کہ بھائی کی لاش کیسے چھپائے۔ یہ دیکھ کر وہ بولا، افسوس مجھ پر کہ میں اس کوے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش چھپانے کی تدبیر ہی نکال لیتا۔ اس کے بعد وہ اپنے کیے پر بہت پچھتایا''۔

(القرآن۔سورۃ المائدہ ؛۲۷تا۳۱)

❖❖❖❖❖❖❖❖

مجھے یہ باتیں اس وقت یاد آئیں جب میں جنت البقیع میں پہلی بار ایک میت کی تدفین ہوتے دیکھ رہا تھا۔ جنت البقیع ، مدینہ طیبہ کا قدیمی قبرستان ہے جس میں کبار صحابہ کرام کی قبریں ہیں اور آج تک وہاں میتوں کو دفن کرنے کا سلسلہ جاری ہے ۔ میری یہ خواہش تھی کہ اس مقدس قبرستان میں اپنی آنکھوں کے سامنے تدفین کا عمل دیکھوں ، اور یہ کہ اس قدیمی قبرستان کے پرانے مکینوں کی قبروں سے بھی واقفیت حاصل کروں۔ حالیہ دورہ میں اس خواہش کو پورا کرنے کے وافر مواقع ملے ۔ جو معلومات حاصل ہوئے وہ حاضر خدمت ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## موت:

موت ایک ایسا اٹل امر ہے کہ جس سے دنیا کی ہر قوم اور ہر برادری اور ہر فرد کو واسطہ پڑتا ہے۔فوت ہو جانے والے فرد کی dead body سے نجات کیسے حاصل کی جائے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا سب سے پہلے سابقہ قابیل کو پیش آیا اور اس سوال سے ہر قوم کو ہر زمانے میں پیش آتا رہا ہے۔مختلف اقوام نے اس سوال کا مختلف جواب دیا ہے۔دیگر اقوام کے طریقوں کی تفصیلات کا نہ تو یہ موقع ہے اور نہ ہی ہمارا موضوع،البتہ اللہ کریم نے اپنے انبیاء کے ذریعے جو طریقہ تجویز فرمایا ہے اُس کا مختصر تذکرہ ضرور کرتا ہوں،میت کو زمین میں دفن کرنا انبیاء کی قائم کردہ سنت ہے۔اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے جو شریعت عطا فرمائی ہے اُس میں درج ذیل امور سنت کا درجہ رکھتے ہیں۔

میت کو غسل دیا جائے گا،

اس کو پاک کپڑے میں لپیٹا جائے گا،

اُس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی،

اور زمین میں گڑھا کھود کر اس کو دفن کیا جائے گا۔

اس قائم کردہ سنت کی تفصیلات میں اختلافات ہیں۔اگر چہ یہ اختلافات فروعی نوعیت کے ہیں لیکن وطن عزیز میں ان کا بڑا چرچا رہتا ہے۔شریعت کے اس حکم کی ادائیگی میں کچھ چیزیں تو رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ میں موجود ہیں اور بعض چیزیں ،زمانے کے حالات اور مختلف علاقوں کی علاقائی ضروریات کی وجہ سے مختلف علماء کرام کی تجاویز کردہ،امت کے اندر رائج ہیں۔ظاہر ہے کہ سنن ثابتہ کے خلاف تو کوئی عمل قبول نہیں کیا جا سکتا،لیکن تفصیلات میں اختلاف ایسا نہیں ہے کہ اُس پر فرقہ بندی اور نفرتوں کے دروازے کھولے جائیں،لیکن افسوس کہ یہ چیز بہر حال وطن عزیز میں موجود ہے۔اس لیے میری یہ شدید خواہش تھی کہ حرمین کے قدیمی قبرستانوں میں مردوں کی تدفین کا عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیکھوں۔مکہ مکرمہ میں تو اس کا موقع نہ مل سکا، البتہ مدینہ منورہ میں کافی مواقع حاصل ہوئے۔حرمین میں یہ دیکھا ہے کہ قریباً ہر نماز کے بعد ایک دو، ایک دو جنازے ضرور ہوتے ہیں، اور عام طور پر ان میتوں کو مکہ مدینہ کے قدیمی قبرستانوں ، بالترتیب جنت المعلیٰ اور جنت البقیع میں دفن کیا جاتا ہے۔مدینہ پاک میں یہ رواج ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد لوگوں کو قبرستان میں زیارت کے لیے جانے کی اجازت ہوتی ہے۔پچھلی بار جب میں حاضر ہوا تھا تو ہمارے ایسے زائرین کو ایک خاص حد سے آگے نہیں جانے دیتے تھے، لیکن اب کی بار یہ پابندی نہ تھی۔اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بندہ متعدد بار جنازوں کے ساتھ اور ویسے بھی جنت البقیع میں جاتا رہا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## زیارت قبور:

زیارت قبور ایک مسنون عمل ہے۔رسول اللہ ﷺ خود بھی قبرستان میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اپنے صحابہ کو بھی اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔اس سے اصل مقصود تو عبرت حاصل کرنا ہوتا ہے اس کے ساتھ مدفون لوگوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا بھی اسوہ پیغمبر ہے۔اپنی حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ خصوصی طور پر جنت البقیع میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔اسی کی پیروی میں بندہ جتنے دن مدینہ طیبہ میں رہا یہاں حاضر ہوتا رہا۔جنت البقیع خاصا بڑا قبرستان ہے جس کے اندر قدیم و جدید قبریں ہیں۔آنے جانے والوں کے لیے روشیں بنائی گئی ہیں۔مین گیٹ سے اندر داخل ہوں تو دائیں ہاتھ پر ایک بڑا سا بورڈ آویزاں ہے جس میں مختلف زبانوں میں زائرین کرام کو زیارت قبور کے مسنون طریقے سے آگاہ کیا گیا ہے اور بدعات سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔یہاں مختلف پوائنٹس پر علماء اور مبلغین حضرات کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ وہ عوام الناس کو شرک و بدعت سے بچنے کی تلقین کرتے رہیں۔اور قبرستان کے آداب اور زیارت قبور کے مسنون طریقے سمجھا رہے ہوتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔ اگر کوئی آدمی اُن کے فہم کے خلاف کوئی عمل کر رہا ہو تو وہ اسے ڈانٹ بھی دیتے ہیں۔ زیادہ مبلغین تو عربی بول رہے ہوتے ہیں لیکن بعض حضرات کو بعض موقعوں پر میں نے اردو اور انگریزی میں بھی بات کرتے دیکھا ہے۔ ان میں سے دو تین علما سے مختلف اوقات میں بندہ نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کون کون سی قبر کس کس بزرگ ہستی کی ہے۔ لیکن اُن سب کا متفقہ جواب تھا کہ ان قبور کی شناخت ناممکن ہے، صدیاں بیت گئی ہیں، اب کسی کی کوئی شناخت باقی نہیں رہی۔ یہ گویا ان کا سرکاری موقف تھا۔ لیکن میرا اپنا خیال یہ ہے کہ بات یوں نہیں!

بعض قبروں کی نسل در نسل شناخت موجود رہی ہے لیکن یہ لوگ قصداً اس کی تصدیق سے گریزاں ہیں۔ میں نے وہاں دیکھا ہے کہ مختلف ممالک سے آنے والے زائرین نے نقشے پکڑے ہوتے ہیں اور وہ بعض بعض قبروں کی وہ نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں۔ خصوصاً ایرانی زائرین تو بڑے منظّم طریقے سے یہاں حاضر ہوتے ہیں اور ان کے علما اپنے لوگوں کو بڑے صاف انداز میں قبروں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان لوگوں پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ماضی میں ان قبروں پر قبے اور روضے تعمیر کر لیے گئے تھے اور کئی قسم کی غیر اسلامی رسومات ان قبروں سے وابستہ کر لی گئیں تھیں انھی بدعات وخرافات اور مشرقانہ رسومات کا یہ ردعمل سامنے آیا کہ آل سعود نے اپنی حکومت کے آغاز میں ہی ان قبروں اور روضوں کو زمین بوس کر دیا تھا۔ یہ ردعمل زیادہ سے زیادہ ستر اسی سال قبل کا ہے انھوں نے قبروں پر کی جانے والی تعمیرات کو گرایا تھا قبریں بہر حال قائم رکھی گئیں تھیں اس لیے ان قبروں کی شناخت جو ستر اسی سال قبل تک برقرار تھی، اب کیسے گم ہو سکتی ہے۔ یہی بات جب میں نے ایک سعودی عالم سے پوچھی تو وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## تعارف قبور:

ایرانی گروپس کے ساتھ ساتھ چلنے، ان کے علماء کی بریفنگز میں شرکت کرنے اور کچھ کتابوں کا مطالعہ کرنے سے بندہ جلد ہی ان قبروں سے واقف ہو گیا اور چند ہی visits کے بعد اتنی معلومات جمع کر لیں کہ خود سے گائیڈ بن گیا۔ آیئے چند ایک قبروں کا تعارف آپ سے بھی کرا دوں۔ مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی بالکل سامنے، ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جس میں حضور ﷺ کی تین صاحبزادیوں ،سیدہ زینب، سیدہ اُم کلثوم، سیّدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں ہیں۔ قبریں کیا ہیں بس دو دو کالے پتھر گڑے ہیں ایک پاؤں کی طرف اور ایک سر کی طرف، جو ایک قبرستان کی نشاندہی کرتے ہیں اور اُن کی لائن میں چند سنگریزے بکھرے ہیں۔

ان قبروں کے دائیں ہاتھ پر، کچھ دور حضور ﷺ کی چہیتی بیٹی سیدہ فاطمہ کی قبر مبارک کا نشان ہے۔ ان کے ساتھ ہی حضور ﷺ کے چچا جناب سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کے نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ،سیدزین العابدین بن حسین رضوان اللہ علیہ اجمعین کی قبور کے نشانات ہیں۔ گویا یہ حصہ سادات اہل بیت کے قبرستان کا حصہ ہے۔

اب واپس پلٹیں تو رسول اللہ ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی قبور کے بائیں طرف کو تشریف لائیں تو ایک احاطے میں میرے آقا کی نو ازواج مطہرات ابدی نیند سو رہی ہیں۔ جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ ام سلمیٰ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ام المومنین سیّدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ام المومنین سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یاد رہے کہ حضور ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ ام المومنین سیّدہ خدیجہ طاہرہ کی قبر مبارک مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں ہے اور ایک اور زوجہ سیّدہ میمونہ عنہا کی قبر مبارک مکہ ہی مضافات میں مقام صرف میں واقع ہے۔ یہ جگہ مکہ شریف سے نکلتے ہوئے شاہراہ مدینہ پر مسجد عائشہؓ سے چند کلومیٹر آگے ہے۔امہات المومنین کی قبروں سے آپ شمال کی طرف چلیں تو چند گز کے فاصلے پر پگڈنڈی کے دائیں ہاتھ پر جو قبریں ہیں وہ آل ہاشم میں سے درج ذیل ہستیوں کی ہیں۔عقیل بن ابوطالب،عبداللہ بن جعفر طیار اور حضور ﷺ کے چچازاد بھائی سیّدنا ابوسفیان بن الحارث رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

اس پگڈنڈی سے تھوڑا سا شمال کو ہو کر مشرق کی سمت آگے بڑھیں تو دائیں ہاتھ والے قبرستان میں مہاجرین میں سے،سب سے پہلے دفن ہونے والے صحابی سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے۔جب یہ صحابی فوت ہوئے تو سوال پیدا ہوا کہ ان کو کہاں دفن کیا جائے۔حضور ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو مجھے قبرستانوں کا جائزہ لینے دو۔اُس وقت مدینہ میں کئی چھوٹے بڑے قبرستان تھے۔ حضور ﷺ جب بقیع الغرقد میں تشریف لائے تو فرمایا: مجھے اس قبرستان کو صحابہ کے لیے تدفین کا مقام بتایا گیا ہے آپ ﷺ نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کی خود نشاندہی فرمائی۔قبر کھودی گئی۔میرے آقا ﷺ خود اپنے دوست کو لحد میں اتارنے کے لیے اس قبر میں اترے۔

اُس کے ساتھ ہی مشہور صحابی سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ،سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور مشہور صحابی سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور پاک ہیں۔سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ انصار سے تعلق رکھتے تھے یہ مدینہ طیبہ کے اولین مسلمانوں میں سے تھے۔حضور ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پہلے مسلمانوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔انصاری صحابہ میں سے سب سے پہلے صحابی ہیں جو یہاں دفن کیے گئے۔اسی احاطے میں میرے آقا کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم بھی دفن ہیں۔یہ ننھے شہزادے سیدہ ماریہ قبطیہ کے بطن پاک سے تولد ہوئے تھے اور اٹھارہ ماہ کی عمر میں سنہ دس ہجری کو فوت ہوگئے تھے۔میرے آقا ﷺ انھیں خود اپنے دست مبارک سے اسی جگہ لحد میں اتارا تھا۔اُس دن سورج کو گرہن لگ گیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے۔میرے آقا سیّدی محمد کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ یہ قدرتی امور میں سے ہے ان کا کسی آدمی کی موت یا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔سیدنا ابراہیم کی موت نے رسول اللہ ﷺ کو شدید غم میں مبتلا کیا حتیٰ کہ حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔صحابہ میں سے کسی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ آپ بھی روتے ہیں حالانکہ آپ تو ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے جواب دیا بلاشبہ ابراہیم کی موت پر ہمارا دل زخمی ہے۔آنکھیں برستی ہیں لیکن ہم اپنے رب کے فیصلے پر راضی ہیں۔اور جس چیز سے منع کیا ہے وہ چیخ وپکار، ماتم اور سینہ کوبی ہے۔

اسی احاطے میں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کی قبر بھی ہے۔یہ سیدنا علی کی والدہ ہیں۔یہ وہی محترم خاتون ہیں جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی آغوش محبت میں پالا تھا۔جب چھ سال کی عمر میں حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ فوت ہوگئیں تھیں۔روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کو جب فاطمہ بنت اسد کی موت کی خبر ملی تو پاس بیٹھے صحابہ سے فرمایا: اٹھو میری ماں کی تدفین کے لیے چلو۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ اُن کے گھر گئے۔اپنی قمیض اتاری اور فرمایا کہ اسے کفن کے کپڑوں کے نیچے پہنا دو۔ان کی تدفین کے لیے میرے آقا خود ان کی قبر میں اترے،قبر سے نکلتے ہوئے فرمایا: میرے لیے یہ کیسی اچھی ماں تھی! کتنے پیار سے انھوں نے مجھے پالا تھا۔صحابہ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ آج آپ نے ایسا کام کیا ہے جسے ہم نے آپ کو پہلے کرتے نہیں دیکھا: پوچھا کون سا کام؟ عرض کہ یہ کہ آپ نے اپنی قمیض عطا فرمائی اور انھیں لحد میں اتارنے کے لیے آپ بہ نفس نفیس خود قبر میں اترے۔آپ ﷺ نے فرمایا: قمیض کی بابت تو یہ ہے کہ انشاء اللہ اس کی برکت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں گی قبر میں میرے خود اترنے سے اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو وسیع کر دیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسی پگڈنڈی پر آپ مشرقی جانب چلتے چلتے آئیں تو ۴۰،۵۰ میٹر بعد بائیں ہاتھ پر شمال کو جانے والا ایک اور راستہ نکلتا ہے۔اس راستے پر بائیں ہاتھ پر ایک مستطیل احاطہ ہے جس میں سانحہ حرا کے شہدا کو دفن کیا گیا تھا۔یہ سانحہ یزید کے زمانہ میں وقوع پذیر ہوا تھا جب شامی فوجوں نے شہر نبوی کو تخت و تاراج کیا تھا اور سینکڑوں مرد و زن اور بچے شہید ہو گئے تھے۔اُس وقت مدینہ طیبہ کے مقدس گھروں کی عزتوں کو پامال کیا گیا تھا اور مال و اسباب کو لوٹا گیا تھا۔اب آپ پھر واپس آئیں اور پہلے والی پگڈنڈی پر جانب مشرق چند سو میٹر آگے بڑھیں تو امام مظلوم دوہرے داماد رسول سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر پہنچیں گے۔یہ مزار قدیمی قبرستان کی مشرقی سمت میں آخری مزار اور بقیع کے قریباً وسط میں واقع ایک ٹیلے پر ہے۔آپ اولین مسلمان اور مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ راشد تھے۔ان کے مقدس عہد حکومت میں اسلامی سلطنت بہت زیادہ وسعت اختیار کر گئی تھی۔زمین کے جتنے بڑے رقبے پر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حکومت کی تھی بعد میں کسی اور مسلم حکمران کو اتنے بڑے رقبے پر حکومت کرنے کا موقع نہیں ملا۔آپ بڑے حلیم الطبع، نرم خو، حیادار اور سخی تھے۔اللہ کی راہ میں ہر وقت مال و اسباب لٹانے پر تیار رہتے تھے۔اسلامی تاریخ کا یہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے کہ عین حکومت کے عروج کے زمانے میں دارالحکومت مدینہ میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔باغیوں نے چالیس روز تک آپ کے گھر کا محاصرہ کیے رکھا۔آپ نے مذاکرات کا راستہ اختیار کیا۔اُن لوگوں کے موقف کو سنا اور اُن کے اعتراضات کی وضاحتیں کیں۔

لیکن اُن کے مقاصد کچھ اور تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے محض حرم مدینہ کا لحاظ کرتے ہوئے ان چڑھائی کرنے والوں پر لشکر کشی نہ کی۔خود شہید ہونا گوارا کر لیا لیکن پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں خونریزی سے اجتناب کیا۔

جب بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوا، نیا دکھ لے کر ہی لوٹا۔

تدفین کے وقت آپ کی قبر مبارک بقیع سے باہر مشرقی جانب تھی یہاں ایک باغ تھا جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اپنی ملکیت تھا۔اس باغ کو حش کوکب کہتے ہیں۔بعد میں جب امویوں نے قبرستان کی توسیع کی تو اسے اندر شامل کر لیا گیا۔جنت البقیع کی بعد کی توسیعات اسی مشرقی رخ پر ہوتی رہی ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اس لیے اب یہ احاطہ بقیع کے قریباً درمیان میں آ گیا ہے۔سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے احاطے سے شمال کی طرف کو ایک سڑک نکلتی ہے جو مغرب سے آنے والی ایک اور سڑک سے جا ملتی ہے۔اس کی بائیں ہاتھ پر شمال کی طرف قبرستان کا جو حصہ ہے اس میں ایک چوکور احاطے میں انصار کے سردار سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے جو غزوہ بنو قریظہ کے بعد فوت ہوئے تھے۔آپ بڑے متقی اور صاحب فیصلہ بزرگ تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ خصوصی پیار کرتے تھے۔نسائی نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن جبرائیل حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ: یہ کون مرد صالح آج فوت ہوا ہے جس پہ اللہ کا عرش کانپ گیا ہے اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔فرمایا: یہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ قبر حجرت کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت اسد کی ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اُن کی قبر سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے احاطے میں ہے جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

اس قبر کے قریب کھڑے ہو کر اگر آپ بقیع کی شمال مغربی سمت میں دیکھیں تو بقیع کی شمالی دیوار کے پاس ہی ایک احاطہ نظر آتا ہے جس میں جلیل القدر صحابی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنی ابدی آرام گاہ میں محو استراحت ہیں۔

اب آپ مین گیٹ پر واپس آ جائیں۔گیٹ سے داخل ہوتے ہی بائیں جانب دیکھیں تو چند میٹر دور بقیع کی دیوار کے قریب ایک چھوٹا سا احاطہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی دو پھوپھیاں مدفون ہیں۔قبرستان کے اس حصے کو بقیع العمات یعنی پھوپھیوں والا قبرستان کہا جاتا ہے۔پہلے یہ بقیع الغرقد سے علیحدہ تھا۔اس کے اور جنت البقیع کے درمیان ایک گلی تھی۔شاہ فیصل مرحوم کے زمانے میں پھوپھیوں والے اس قبرستان کو بقیع کے اندر ہی شامل کر لیا گیا۔حضور ﷺ کی ان دو محترم پھوپھیوں کے نام سیدہ صفیہ اور سیدہ عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## قبر انتظار کرتی ہے:

موت زندگی کا اختتام اور قبر اگلی زندگی کا آغاز ہے۔ آخرت کی طرف، یہ ہماری پہلی منزل ہے۔ قبرستان مقام عبرت ہوتے ہیں۔ ان کی یہی اہمیت ہے کہ جس کے لیے قبرستان کی زیارت مشروع کی گئی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی قبر کہیں نہ کہیں انتظار کر رہی ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ ہمارا ہر اٹھتا قدم اور ہر گزرتا دن ہمیں اُس کی طرف لے جا رہا ہے۔ جنت البقیع میں دس پندرہ قبریں ایڈوانس کی کھدی پڑی ہوتی ہیں۔ چونکہ وہاں اوسطاً روزانہ دس پندرہ میتوں کی تدفین ہوتی ہے اس لیے قبریں پہلے تیار کر لی جاتی ہیں۔ میں نے پہلی بار جب یہ چیز دیکھی تو خوف سے کانپ گیا۔ قبر کو منہ کھولے اپنی طرف تکتے دیکھا تو ڈر گیا۔ ایسے لگتا تھا کہ یہ ابھی آگے بڑھ کر مجھے دبوچ لے گی۔ تین چار مزدور قبریں کھود رہے تھے۔ میں اُن کے پاس جا کھڑا ہوا۔ ان لوگوں نے عربی لباس پہنا ہوا تھا۔ لمبا سا سفید چوغہ اور سر پر سرخ دھاری دار رومال، لیکن جب قریب ہو کر ان کی باہمی گفتگو سنی تو معلوم ہوا کہ یہ سارے ''قبر گھاٹے'' میری مادری زبان سرائیکی بولنے والے تھے۔ ایک قبر کھودنے والا مجھے فارغ مل گیا تو اس سے جا سلام علیک کیا۔ اس سے تھوڑا سا انٹرویو لیا کیونکہ وقت کم تھا اور وہ بھی بات کرنے پر کچھ زیادہ آمادہ نہ تھا بہر حال مختلف مواقع اور مختلف قبر کھاٹوں سے جو باتیں معلوم ہوئیں اس سے پہلے سنی ہوئی باتوں کی تصدیق ہوئی۔

یہاں چند سالوں کے بعد قبریں دوبارہ کھودی جاتی ہیں۔ ان کے بقول اول تو سابقہ میت کا کوئی حصہ ملتا ہی نہیں لیکن اگر بفرض محال کوئی ایک آدھ ہڈی مل بھی جائے تو اسے نئی آنے والی میت کے ساتھ ہی لحد میں اتار دیا جاتا ہے۔ ایک مزدور کے بقول یہ بھی صحیح ہے کہ یہ میت پر کوئی مصالحہ وغیرہ لگاتے ہیں جس سے میت گل سڑ جاتی ہے۔ یہ بات بہت سے لوگوں نے کہی لیکن میں ابھی اس چیز کو ماننے میں متامل ہوں کیونکہ مجھے یہ بات کسی مستند ذریعے سے معلوم نہیں ہوئی۔ محض سنی سنائی بات ہے۔ حکومتی مولوی کچھ بتاتے نہیں تھے اور کسی دوسرے نے یہ کہا نہیں کہ میں نے خود یہ مصالحہ لگاتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دیکھا ہے۔اور خود مجھے ایسے کسی کیمیکل کا علم نہیں جو سلو پوائزن کی طرح آہستہ آہستہ عمل کرتا ہو اور لاش کا گلانے کا کام کرے۔ ویسے مجھے یہ عمل اخلاقاً بھی کوئی زیادہ اچھا نہیں لگتا کہ میت پر کوئی کیمیکل لگایا جائے شاید یہ مثلہ ہے۔میت کو یوں کسی کیمیکل سے گلانے کا یہ عمل مجھے تو میتوں کو جلانے کے مشابہ لگتا ہے میت کا جو ادب و وقار و احترام ہمارے دین کی تعلیم ہے، یہ عمل مجھے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم !!

بہر حال فتویٰ کی زبان میں تو کوئی عالم ہی اس پر اظہار کر سکتا ہے۔

میرے نزدیک یہ وقت ہی ہے جو dead body کو آہستہ آہستہ گلاتا ہے۔یعنی میت کو decompose کرتا ہے۔اور یہ مٹی ہی ہے جو ہمیں کھاتی ہے۔اس کے لیے کسی کیمیکل کی ضرورت نہیں ہے۔آدمی کے مرتے ہی dead body کے گلنے کا قدرتی عمل شروع ہو جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت میں یہ عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ یہاں ساری قبریں لحد والی ہیں۔بعض اوقات دونوں طرف بھی لحد بنائی جاتی ہے اور دو مردے ایک ہی قبر میں الگ الگ لحد میں رکھ دیئے جاتے ہیں۔لحد کو کچی اینٹوں سے بند کیا جاتا ہے اور پھر قبر پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔مٹی ڈالنے میں سب شرکاء حصہ لیتے ہیں۔کوئی پکی اینٹ استعمال نہیں ہوتی۔میتوں کا ریکارڈ رکھنے اور قبروں پر کوئی کتبہ یا نشانی رکھنے کا بھی کوئی رواج نہیں۔

کیا جنازہ کے بعد وہاں دُعا مانگی جاتی ہے۔میرے بیٹے نے مجھ سے پوچھا؟ کیونکہ ہمارے ہاں تو جنازہ پڑھنے کے بعد دعا مانگنے یا نہ مانگنے پر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔میں نے عرض کیا جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کرنے کا کیا سوال۔حرمین کے بعد تو ہر فرض نماز کے بعد بھی دعا مانگنے کا کوئی رواج نہیں ہے۔نماز کے اندر ہی جو دعا ہوتی ہے سو ہوتی ہے۔حرمین میں نماز جنازہ سری (یعنی دل میں پڑھتے ہوئے) پڑھائی جاتی ہے۔ ہر کسی کا جنازے کے ساتھ قبرستان جانا کائی لازم نہیں اور نہ ہی امام صاحب کو اس کی تلقین کرتے سنا ہے۔جیسے ہمارے ہاں دیو بندی اور اہل حدیث لوگوں میں رواج ہے۔تدفین کے بعد بھی قبر پر اجتماعی دعا کرنے کا کوئی رواج نہیں۔البتہ انفرادی طور پر لوگ دعا کرتے ہیں لیکن کوئی طویل دعا نہیں بس مختصر سی۔نہ ہی کسی قبر پر اذان کہی گئی نہ جہری تلاوت سنی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نہ ہی نعت کی کوئی محفل برپا ہوئی۔

یہ لوگ جنازہ بڑی تیزی سے لے کر آتے ہیں، تقریباً دوڑتے ہوئے آگے قبر پہلے ہی کھدی ہوتی ہے اور قبرستان کا کارکن قبر کے اندر کھڑا ہوتا ہے، جونہی میت آتی ہے آناً فاناً تدفین مکمل ہو جاتی ہے خاتون کی میت کو لحد میں اتارتے وقت قبر کے اوپر چادر تانتے ہیں۔ قبر پر مٹی ڈالتے وقت دھول بہت اڑتی ہے اتنی زیادہ کہ سانس لینا اور آدمی پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں ایسا اس لیے ہے کہ شاید بار بار کھدائی سے مٹی نرم ہو گئی ہے یا نئی نئی بھرتی ڈالی گئی ہے جس کے باعث مٹی بھربھری ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## سونے کی قبریں:

جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ میں نے جب ان قبروں کا تعارف حاصل کر لیا تو گائیڈ بنا رہا۔ ایرانی تو گروپس کی شکل میں حاضر ہوتے، اُن کی قیادت کوئی نہ کوئی عالم کر رہا ہوتا۔ وہ ہر قبر کے پاس ٹھیرتے پہلے مولوی صاحب قبر والے کا تعارف کراتے، پھر صاحب قبر کو سلام پیش کرتے اور دعائیں مانگتے۔ یہ ایک اچھا اجتماعی عمل ہے جو لوگ وہاں بجالاتے ہیں۔ باقی قوموں کے لوگ عام طور پر وہاں انفرادی طور پر آتے ہیں۔ سب سے عجیب حالت اپنے پاکستانی بھائیوں کی ہوتی ہے، جن کو کچھ خبر نہیں ہوتی کہ ہم کہاں آئے ہیں اور ہمیں کیا کرنا ہے۔ بس سیر و تفریح کے انداز میں یا قبروں کے پجاریوں کے انداز میں وہاں پھر رہے ہوتے ہیں۔ اس چیز کو دیکھ کر میں آگے بڑھا اور اپنے بھائیوں کی خدمت بجالانے لگا۔ ایک دن اسی طرح کے موقع پر میں ایک گروپ کو ساتھ لیے گھوم رہا تھا اور قبروں کا اور اہل قبور کا تعارف کرا رہا تھا کہ ایک نوجوان جو شکل و صورت سے مذہبی نوجوان لگتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تھا کہنے لگا؛ بھائی صاحب اس پائے کی ہستیاں اگر اپنے وطن میں ہوتیں تو ہم ان کی سونے کی قبریں بناتے۔ اور یہاں ان کی حالت زار دیکھو کہ نام تک کے کتبے لگانے کی اجازت نہیں۔ میں نے کہا: ہاں بھائی! بات تو تمھاری ٹھیک ہے کہ یہ ہستیاں واقعی اس پائے کی ہیں کہ ان کے مزار سونے کے بنائے جائیں لیکن کیا کریں ایک مجبوری ہے کہ خود انھوں نے اور ان کے آقا سیّدی محمد کریم ﷺ نے ایسا کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے، اُن پر بیٹھنے اور اُن پر کسی قسم کی عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(امام مسلم ؛ کتاب الجنائز)

❖❖❖❖❖❖❖❖

اُس نوجوان کی بات سن کر خوب اندازہ ہوا کہ سعودی علما یہاں کھڑے ہو کر جس طرح وعظ و تبلیغ کر رہے ہیں یہ فی الحقیقت ایک بڑا جہاد ہے۔ یہ لوگ توحید کا تحفظ کر رہے ہیں۔ شرک و بدعت کی راہ روک رہے ہیں۔ یہ یقین ہے کہ یہ مولوی صاحبان اور فوجی حضرات یہاں نہ ہوں تو اس قسم کے لوگ ان مزاروں کی تعظیم اور دعائے مغفرت کے نام پر نہ جانے کیسی کیسی قبیح بدعتوں اور قباحتوں کے مرتکب ہوں۔

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# عمرہ کا طریقہ

اس باب میں ہم قارئین کی سہولت کے لیے حج وعمرہ کا مکمل طریقہ کار لکھ رہے ہیں جس کو یاد کر کے وہ اس فریضہ کو بخوبی ادا کر سکیں گے۔

بیت اللہ کی زیارت دو طرح کی ہے۔حج اور عمرہ

حج ایک اہم عبادت ہے جو اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ یہ مخصوص دنوں میں ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے۔جبکہ عمرہ کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے۔

حج کی درج ذیل تین قسمیں ہیں۔

حج قران ۔۔۔۔حج افراد۔۔۔۔حج تمتع

پاکستان سے جو لوگ حکومتی انتظامات کے تحت حج کرتے ہیں وہ دراصل حج تمتع ہوتا ہے۔اس میں عمرہ ادا کیا جاتا ہے پھر احرام کھول دیتے ہیں۔ پھر ایام حج میں حج کے لیے دوبارہ احرام باندھ کر مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں۔

ذیل میں ہم پہلے عمرہ کا بعد میں حج کا طریقہ بیان کریں گے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## عمرہ کرنے کا طریقہ:

واجبات عمرہ یہ ہیں۔

- احرام......
- طواف......
- صفا و مرہ کے درمیان سعی......
- سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا۔

ان میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو عمرہ ادا نہ ہوگا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## احرام:

- عرف عام میں دو ان سلی چادروں جو کہ حاجی کا مخصوص لباس ہوتا ہے۔ جیسے احرام کہتے ہیں، میقات پر پہنچنے سے قبل احرام باندھنا ہوتا ہے۔

- پاکستان سے بذریعہ ہوائی جہاز حج و عمرہ جانے والوں کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر سے یا ائیر پورٹ کی مسجد سے احرام باندھ لیں۔ جہاز میں بھی احرام باندھا جا سکتا ہے لیکن وہاں جگہ تنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوتی ہے۔

احرام باندھنے سے قبل حجامت کروالیں۔غیر ضروری بالوں کو صاف کرلیں، ناخن کٹوالیں اور غسل کرلیں۔

ایک چادر کو تہبد کی طرز پر باندھ لیں اور دوسری چادر کو شال کی طرح اوپر اوڑھ لیں۔نیچے کوئی بنیان زیر جامہ وغیرہ پہننے کی اجازت نہیں ہے۔جرابیں اور موزے بھی نہیں پہن سکتے۔پاؤں میں سلیپر یا قینچی چپل پہننا ہے۔بند جوتا منع ہے۔

احرام باندھ لینے کے بعد دو رکعت نماز ادا کریں جس کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ الکافرون پڑھیں۔دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص ملانا سنت ہے۔

سلام پھیرنے کے بعد عمرہ کی نیت کرلیں۔نیت اصل میں تو دل کے ارادے کا نام ہے لیکن زبان سے بھی درج ذیل الفاظ ادا کرلیں تو بہتر ہے۔

**اَللّٰھُمَّ اِنّی اُرِیدُ العُمرَۃَ فَیَسِّر ھَا لِی وَتَقَبَّلھَا مِنّی**

اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کیا ہے، پس تو اسے میرے لیے آسان کر اور اس کو قبول فرمالے۔

اس کے بعد بلند آواز میں تلبیہ پڑھیں جو کہ درج ذیل ہے۔

**لَبَّیکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَاشَرِیکَ لَکَ لَبَّیکَ**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## اِنَّ الحَمدَ وَالنِّعمَةَ لَکَ وَلمُلک لَا شَرِیکَ لَکَ

اے اللہ؛ میں حاضر ہوں، میرے مالک میں حاضر ہوں
تیرا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، میں تیرے حضور حاضر ہوں
تمام تر تعریفیں اور شکرانے تیرے ہی لیے ہیں،
سب نعمتوں کا مالک تو ہے، سب اقتدار کا مختار تو ہے،
تیرا کوئی ساجھی اور کوئی شریک نہیں۔

صرف چادریں باندھ لینے سے نہیں بلکہ دو رکعت نماز ادا کرنے، نیت عمرہ کرنے اور تلبیہ پڑھ لینے کے بعد اب آپ محرم والے ہو گئے ہیں اب آپ پر درج ذیل پابندیاں عائد ہو جائیں گی۔

الف۔ سر اور چہرے پر کپڑا نہیں لینا۔ (صرف مردوں کے لیے)۔

ب۔ خوشبو، پرفیوم، خوشبوئی صابن یا تیل، خوشبو والا ٹشو پیپر، خوشبوئی پاؤڈر اور اسی طرح کی کسی اور چیز کا استعمال منع ہے۔

ج۔ شیو کرنا، ناخن کٹوانا، داڑھی یا سر کے بال اکھاڑنا منع ہے۔

د۔ ازدواجی تعلقات اور اس کے متعلقات پر بھی پابندی ہے۔

ح۔ حرم کی حدود میں شکار کرنا منع ہے۔

عورت کا لباس عام گھریلو لباس ہی اُس کا احرام تصور کیا جائے گا، وہ سر پر رومال باندھ سکتی ہے، لیکن چہرے کا پردہ نہیں کر سکتی۔ عمرہ ادا کرنے کے بعد باقی جتنے دن حرمین میں رہے عورت کو چہرے کا پردہ کرتے رہنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ احرام کے کپڑے بے شک گھر سے یا ائیر پورٹ پر باندھ لیں، لیکن عمرے کی نیت اور تلبیہ اس وقت ادا کریں جب جہاز پرواز کر جائے۔ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جہاز کو کوئی مسئلہ ہو جائے پرواز لیٹ ہو جائے اور آپ احرام کی پابندیوں کو غیر معینہ مدت تک برداشت نہ کر سکیں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## طواف؛

طواف کرنے سے قبل وضو کر لیں۔ احرام کی اوپر والی چادر کو دائیں بغل سے گزار کر کندھے پر ڈال لیں تا کہ دایاں کندھا ننگا ہو جائے۔ اس عمل کا ''اضطباغ'' کہتے ہیں۔ اب طواف کی نیت کر لیں۔

طواف سات چکر ہوتے ہیں۔ حجر اسود سے شروع ہو کر حجر اسود پر ہی ختم کرنا ہوتا ہے۔ کعبہ شریف کے فرش پر حجر اسود والے کونے سے لے کر برآمدوں تک سرخ رنگ کی پٹی لگا دی گئی ہے طواف کے آغاز کے لیے اس پٹی سے پہلے کھڑے ہو کر حجر اسود کی طرف منہ کر لیں۔ نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح ہاتھوں کو کانوں تک اٹھاتے ہوئے، بسم اللہ، اللہ اکبر کہیں اور ہاتھ نیچے کر لیں۔ اب آپ اس پٹی پر آ جائیں۔ منہ حجر اسود کی طرف رکھیں اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر کے انھیں چوم لیں اور آگے قدم بڑھا لیں اس عمل کو ''استلام'' کہتے ہیں۔ عرف عام میں اسے حجر اسود کو سلام کرنا بھی کہتے ہیں۔ یہ عمل رش کی حالت میں حجر اسود کے بوسے کا قائم مقام ہے۔ اب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



طواف شروع ہو گیا ہے ہر چکر کے شروع میں اور آخری چکر کے آخر میں بھی یہی عمل کریں۔

- عمرہ کے طواف میں پہلے تین چکروں میں رمل کرنا ہوتا ہے اور آخری چار چکروں میں رمل نہ کرنا سنت ہے۔رمل یہ ہے کہ آپ اکڑ کر، کندھوں کو ہلاتے ہوئے قدرے تیز قدموں کے ساتھ چلیں۔ لیکن اس سے دیگر لوگوں کو تکلیف نہ پہنچے۔عمرہ کی نیت کر لینے کے بعد نفلی طواف میں رمل نہ کریں۔

- دوران طواف آپ عبادت میں ہیں، لہٰذا ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھیں۔ایک دوسرے سے بات چیت نہ کریں۔دھکم پیل نہ کریں، اِدھر اُدھر نہ دیکھیں۔حتیٰ کہ کعبہ شریف کی طرف منہ کر اور سینہ بھی نہ پھیریں۔نماز کی طرح نظریں سامنے اور نیچے رکھے۔

طواف کے چکروں میں عربی زبان میں دعا پڑھنا ضروری نہیں۔اپنی زبان میں نہایت خشوع و خضوع سے رو رو کر اپنے اللہ سے دعائیں مانگیں۔رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیانی حصے میں درج دعا مانگنا مسنون ہے۔

**ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار و اد خلنا الجنة مع الابرار یا عزیز یا غفار۔**

اے اللہ: تو ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عطا فرما، اور آگ کے عذاب سے بچا، اور جنت میں نیکوکاروں کا ساتھ عطا فرما۔

رکن یمانی کو صرف ہاتھ سے چھونا مسنون ہے موقع اور سہولت نہ ہو تو بغیر چھوئے گزر جائیں اس کی طرف اشارہ نہ کریں، اس کو سلام نہ کریں، اس کا بوسہ نہ لیں، بعض لوگ اس کو چمٹے ہوئے بوسے لے رہے ہوتے ہیں، یہ غلط ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سات چکروں کے بعد دو رکعت واجب الطّواف ادا کریں، مکروہ وقت میں نہ پڑھیں، بعد میں پڑھ لیں، بہتر یہ ہے کہ یہ نماز مقام ابراہیم پر ادا فرمائیں اگر جگہ اور موقع نہ ملے تو پھر یہ رکعتیں مسجد الحرام میں کہیں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔ نماز کے بعد خوب خوب دعائیں کریں کیونکہ یہ بھی قبولیت دعا کی جگہ اور وقت ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## آب زم زم:

طواف کے بعد زم زم کے کنویں سے پانی پینا مسنون ہے۔ پانی والی ٹونٹیاں کعبہ کے صحن میں مقام ابراہیم سے کچھ دور زیر زمین ہیں۔ وہاں جا کر قبلہ رخ کھڑے ہو جائیں، دائیں ہاتھ سے خوب سیر ہو کر تین سانسوں میں پئیں۔ درج ذیل دعا مسنون ہے۔

**الھم انی اسئَلکَ علمنا نافعاً و رزقاً واسعا و شفاءَ من کل دآءِ**

اے اللہ: میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، نفع دینے والے علم کا، وسیع رزق کا اور ہر بیماری سے شفا کا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## صفا مروہ کی سعی:

سعی کی طرف جانے سے پہلے حجر اسود کا درج بالا طریقے سے استلام کریں۔

باب صفا سے گزر کر صفا کی پہاڑی کی طرف جائیں، کیونکہ سعی کی ابتدا کو صفا سے کرنا واجب ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



،صفا پر پہنچ کر یہ آیت پڑھیں۔

**اِنَّ الصَّفَاء وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِر االلّٰه** ( سورۃ البقرۃ ،آیت ۱۵۸ )

صفا پر پہنچ کر کعبۃ کی طرف منہ کریں اور اسے دیکھتے ہی ہاتھ اٹھا کر تین بار اللہ اکبر کہیں پھر خوب دعائیں مانگیں۔

اب صفا سے مروہ کی طرف چلنا شروع کریں، چلتے چلتے چوتھے کلمے کا ورد کریں۔

**لا الہ اللہ وحدہ لاشریک لہ لہُ الملک ولہ الحمد یحی و یمیت و ھو حتی لا یموث ابداً ابداً ذوالجلا ل والاکرام بیدہ الخیر و ھوعلی کل شی قدیر۔**

مردوں کے لیے میلین اخضرین (سبز ٹیوبوں والا حصہ) کے درمیان دوڑنا مسنون ہے۔ دوڑتے ہوئے یہ دعا پڑھیں۔

**رب اغفر وارحم انک انت الاعزالاکرام**

یا اللہ بخشش اور رحمت فرما۔ بے شک تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

مروہ پر چڑھ کر ہاتھ اٹھا کر تین بار اللہ اکبر کہیں اور یہاں بھی دعائیں مانگیں۔ یوں آپ کا ایک چکر مکمل ہو گیا، اب مروہ سے صفا کی طرف چلنا شروع کریں صفا پر پہنچ کر پہلے والا عمل دوہرائیں، یوں آپ کا دوسرا چکر مکمل ہو گیا۔ اس طریقے سے سات چکر لگائیں، آخری چکر مروہ پر آ کر مکمل ہو گا۔ مسجد الحرام میں واپس آ کر دو نفل ادا کرنا سنت ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## حلق یا تقصیر:

استرے سے سر کے بال منڈوانا حلق کہلاتا ہے جبکہ صرف بال کٹوانا تقصیر کہلاتا ہے، آپ ﷺ نے حلق کی فضیلت دگنی بیان فرمائی ہے۔ یہ عمرہ کا لازمی عمل ہے۔ حلق کروانے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ساتھ ہی آپ کا عمرہ بھی مکمل ہو گیا۔

آپ کو عمرہ مبارک ہو، رب تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین!

❖ ❖ ❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# حج کا طریقہ

۸ ذوالحجہ سے ۱۳ ذوالحجہ تک مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں۔ یہ آپ کے سعودی عرب پہنچنے کی تاریخ پر منحصر ہے کہ عمرہ اور حج کے درمیانی عرصے میں آپ نے کیا کرنا ہے اور آپ کے لیے حکومتی اقدامات کیا ہیں۔ اگر تو ایام حج میں ابھی کافی وقت ہو تو وہ آپ کو زیارت مدینہ کے لیے بھیج دے گی جہاں کم وبیش دس پندرہ دن کا قیام ہو گا اور اگر ایام حج قریب ہوں تو پھر آپ کا قیام مکہ میں ہی رہے گا اس دوران زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کریں۔

حج کے فرائض درج ذیل ہیں۔

احرام باندھنا۔ (تفصیلات پیچھے گزر چکی ہیں)

وقوف عرفات

طواف زیارت (طواف کرنے طریقہ اوپر بیان کر دیا گیا ہے)

ان فرائض کو مقررہ مقام مقررہ اوقات اور متعین ترتیب سے ادا کرنا۔

حج کے واجبات درج ذیل ہیں۔

سعی کرنا (طریقہ اوپر بیان ہو چکا ہے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مزدلفہ کا وقوف

رمی کرنا (یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنا)

طواف قدوم (صرف آفاقی کے لیے واجب ہے)

طواف وداع (صرف آفاقی کے لیے واجب ہے)

حلق یا تقصیر

قربانی

عرفات اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوۃ کرنا

رمی، قربانی، حلق اور طواف میں ترتیب کا خیال رکھنا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## پانچ مقدس دن:

۸ ذوالحجہ سے ۱۳ ذوالحجہ کے دنوں کو ایام حج کہا جاتا ہے۔ یہی وہ پانچ دن ہیں کہ جن کو سنت نبوی کے مطابق گزارنے والا حاجی کا لقب پاتا ہے۔ انھی دنوں میں اسلام کا اہم رکن ہے جس سے حج مکمل ہوتا ہے اور یہی دن اس سارے سفر کا حاصل ہیں جن کے لیے آپ نے سفر کی اتنی صعوبتیں برداشت کیں۔ یہ ایام عبادت کے ایام ہیں سیر وتفریح کے نہیں، لہٰذا پورے انہماک، توجہ اور دینی شرائط کے ساتھ ان ایام کو گزاریں۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## پہلا دن ۔۸ذوالحج یوم ترویہ:

۱۔ طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ میں اپنی رہائش گاہ سے حج کے لیے احرام باندھیں۔

۲۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد ۱۰ویں ذوالحج کو پہلے جمرے کی رمی شروع کرنے تک برابر تلبیہ کا ورد جاری رکھیں۔

۳۔ یہ دن منیٰ میں گزارنا ہے جو کہ مکہ مکرمہ سے پانچ چھ کلومیٹر دور ہے، وہاں پر پیدل بھی جا سکتے ہیں اور سواری پر بھی۔ یہاں حکومت نے پختہ خیمہ نما رہائشیں بنا دی ہیں۔

۴۔ ظہر کی نماز تک وہاں پہنچ جانا چاہیے۔ظہر، عصر، مغرب اور نماز عشاء ادا کرنے بعد رات کو یہیں قیام کرنا ہے۔

۵۔ اگلے دن نماز فجر بھی یہیں ادا کرنی ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## دوسرا دن... ۹ ذوالحجہ (یوم عرفہ)

۱۔ یہ اصل یوم حج ہے اسے یوم عرفہ بھی کہتے ہیں۔تمام زائرین نے اس دن میدان عرفات میں زوال آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک لازماً قیام کرنا ہے۔اسے وقوف عرفات کہتے ہیں جو حج کا رکن اعظم ہے۔

۲۔ منیٰ سے عرفات کا فاصلہ آٹھ نو کلومیٹر ہے۔۹ ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے روانہ ہو کر زوال آفتاب سے پہلے پہلے یہاں پہنچیں۔

۳۔ زوال آفتاب کے بعد مسجد نمرہ سے امام صاحب خطبہ دیں گے پھر ظہر و عصر کی نمازیں قصر کرتے ہوئے جمع کریں گے۔اذان ایک ہو گی اقامتیں دو ہوں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



۴۔ یہ دن آپ کی زندگی کا مقدس ترین دن ہے۔اس لیے دعا اور ذکر اذکار میں مصروف رہیں۔ یہاں کھڑے ہو کر دعا کرنا سنت ہے۔

۵۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف واپسی ہوگی۔اگرچہ نماز مغرب کا وقت ہو چکا ہے لیکن نماز یہاں نہیں پڑھنی۔

۶۔ مغرب اور عشاء کی نماز جس وقت بھی مزدلفہ پہنچ جائیں ادا کر لیں۔دونوں نمازوں کو جمع کیا جائے گا۔رات کا قیام مزدلفہ میں ہوگا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## تیسرا دن....۱۰ ذوالحجہ (یوم النحر)

۱۔ نماز فجر مزدلفہ میں ادا کریں، یہاں سے شیطانوں کو مارنے کے لیے کنکریاں بھی چن لیں۔

۲۔ نماز کے بعد طلوع آفتاب کے ساتھ منیٰ کی طرف واپسی کا رخ اختیار کریں۔

۳۔ منیٰ پہنچ کر بڑے شیطان کو سات کنکریاں ماریں۔

۴۔ قربانی کریں۔آجکل بینک کے ذریعے اجتماعی قربانی کا انتظام ہوتا ہے ان سے اپنی قربانی کا وقت معلوم کر لیں۔

۵۔ جب معلوم ہو جائے کہ آپ کی قربانی ادا کر دی گئی ہے تو سر کے بال منڈوالیں اور احرام اتار دیں۔

۶۔ طواف زیارت کے لیے مکہ واپس آئیں۔یہ طواف فرض ہے۔طواف کرنے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریں اور واپس منیٰ آ کر رات گزاریں۔

۷۔ دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت کرنا افضل ہے۔اگر کسی وجہ سے ممکن نہ ہو تو اس کے لیے بارہویں ذوالحجہ تک کا وقت ہے۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



## چھوتھا دن.... ۱۱ ذوالحجہ

۱۔ زوال کے بعد غروب آفتاب تک منیٰ میں رمی کریں۔ پہلے چھوٹے شیطان کی پھر درمیانے اور آخر میں بڑے شیطان کی رمی کریں۔

۲۔ اگر کل طواف زیارت نہیں کیا تو آج کر لیں۔

۳۔ رات کا قیام منیٰ میں ہی ہوگا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## پانچواں دن.... ۱۲ ذوالحجہ

۱۔ آج بھی زوال کے بعد غروب آفتاب تک رمی کرنا ہے، پہلے والی ترتیب کے ساتھ۔

۲۔ آج قبل از غروب آفتاب منیٰ سے آپ کی واپسی لازمی ہے۔ وگرنہ ۱۳ ذوالحجہ کو بھی منیٰ میں ہی رکنا پڑے گا۔

❖❖❖❖❖❖❖❖

## طواف وداع:

۱۔ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ شیڈیول کا جائزہ لیں کہ آپ کی مکہ شریف سے روانگی کب ہوگی۔

۲۔ واپسی کی تیاری کر چکنے کے بعد، اب آپ کو الوداعی طواف کرنا ہے۔ یہ آفاقی کے لیے لازمی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔

۳۔ اس طواف میں اصطباغ اور رمل نہیں ہے۔

۴۔ دوران طواف خوب خوب دعاؤں کا اہتمام کریں۔ الوداعی کیفیات اور خانہ کعبہ سے جدائی کے جذبات آپ کو رُلا رُلا دیں گے۔

۵۔ بعد از طواف وداع دوگانہ طواف ادا کریں۔ اور زم زم پر جا کر خوب سیر ہو کر پانی پئیں۔

اب آپ کا حج مکمل ہو گیا ہے۔ آپ کو مبارک ہو!

❖❖❖❖❖❖❖❖

## مدینۃ النبی میں حاضری:

۱۔ ہر زائر کے لیے مدینہ منورہ کی حاضری لازمی ہے، حکومت کی طرف سے فراہم کردہ پروگرام میں مدینہ پاک کی حاضری کا وقت دیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کے لیے حج سے پہلے اور بعض کے لیے حج کے بعد۔

۲۔ مدینۃ النبی ﷺ کی طرف جاتے ہوئے دوران سفر خوب خوب درود و سلام بھیجیں اور آپ ﷺ کی سیرت کا تذکرہ کرتے رہیں، آپ ﷺ کی بابرکات ذات سے محبت و ادب کے تعلق کو ذہن میں تازہ کرتے رہیں۔

۳۔ مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت درج ذیل دعا پڑھیں، یہ دعا مسجد کے باب جنت البقیع کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔

**بسم الله والصلوة والسلام على رسول الله اللهم افتح لى ابواب رحمتك**

۴۔ مسجد نبوی میں داخل ہو کر سب سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں۔

۵۔ ادب و احترام اور عاجزانہ حاضری کی کیفیت کو طاری رکھتے ہوئے روضہ اقدس پر حاضر ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

زیرِلب درود و سلام پڑھتے رہیں۔

۶۔ حکومتی اہل کاروں سے تعاون کریں، مبارک جالیوں کے رش کرنے اور تانکنے جھانکنے سے پرہیز کریں۔

۷۔ جتنے دن مدینہ پاک میں رہیں ہر نماز باجماعت مسجد نبوی میں ادا کرنے کی سعادت حاصل کریں۔درود شریف کا ورد کثرت سے جاری رکھیں۔

۔۔۔۔تمت بالخیر۔۔۔۔